بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروفیسر ظفر احمد ☆

السیرۃ النبویۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

(توقیتی مطالعہ)

﴿چوتھی قسط﴾

سال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۳۔۴ ہجری قمری

۱۔غزوۂ غطفان سے مراجعت:

سال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۔۳ ہجری قمری کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے کہ غزوۂ ہذا کے لئے روانگی اواخر ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اواخر ربیع الاول ۳ ہجری قمری بمطابق ستمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین میں ہوئی اس لئے غزوے کے لئے سفر کا زیادہ عرصہ محرم ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الثانی ۳ ہجری قمری بمطابق ستمبر، اکتوبر ۶۲۴ عیسوی جیولین میں گزرا۔ اسی لئے ابن کثیرؒ اور بعض دیگر سیرت نگاروں نے اس غزوے کا مہینہ محرم ۳ ہجری لکھا ہے، پوری وضاحت توقیتی مباحث میں ہوگی۔ غزوہ ہذا سے آپ ﷺ کی مراجعت اواخر صفر ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اواخر جمادی الاولیٰ ۳ ہجری قمری بمطابق نومبر ۶۲۴ عیسوی جیولین میں ہوئی۔

۲۔سریہ زید بن حارثہؓ:

اسے سریہ قردہ بھی کہتے ہیں، قردہ ذات عرق کے نواح میں ربذہ اور غمرہ کے درمیان نجد کے علاقے میں واقع ہے۔ یہ سریہ یکم ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری بمطابق ۱۶/

نومبر ۶۲۴ عیسوی جیولین بروز اتوار کا ہے۔ غزوۂ بدر کے بعد قریش مکہ کو مسلمانوں سے ان کی روز افزوں عداوت نے اپنی تجارتی شاہراہ کے متعلق نہایت فکر مند کر دیا، کیونکہ ان کے شام کی طرف جانے والے تجارتی قافلوں پر مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے حملوں کے پیش نظر یہ راستہ نہایت غیر موزوں اور پُرخطر ہو گیا تھا۔

قریش کا ایک تجارتی قافلہ صفوان بن امیہ کی قیادت میں روانہ ہوا تھا۔ اسود بن عبدالمطلب کے مشورے سے ساحل سمندر کا راستہ چھوڑ کر عراق کا متبادل راستہ اختیار کیا گیا، جو نہایت لمبا ہے اور براستہ نجد شام کو جاتا ہے۔ قبیلہ بنو بکر بن وائل کے ایک فرد فرات بن حیان کو بطور رہبر ہمراہ لیا گیا۔ اس قافلے کی اطلاع حضرت سلیط بن نعمانؓ کے ذریعے ہوئی۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی نعیم بن مسعود کے ساتھ شراب نوشی کی تھی نعیم بن مسعود ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور شراب بھی ابھی حرام نہیں ہوئی تھی۔ نشے کی حالت میں نعیم بن مسعود نے قریش کے اس تجارتی قافلے سے سلیط بن نعمان کو مطلع کر دیا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت زیدؓ بن حارثہ کی قیادت میں سو سواروں کا ایک دستہ قریش کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ یہ پہلا سریہ تھا جس میں حضرت زیدؓ بن حارثہ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت زیدؓ نے انتہائی تیز رفتاری سے سفر جاری رکھتے ہوئے قریش مکہ کے اس تجارتی قافلے کو قرد نامی ایک چشمے پر اچانک جا لیا۔ صفوان بن امیہ اور اس کے ساتھی اس اچانک اور غیر متوقع آفت کا سامنا نہ کر سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ قافلے کے رہنما فرات بن حیان اور بقول بعض مزید دو آدمیوں کو پکڑ لیا گیا۔ بہت سا سامان اور چاندی کی بہت بڑی مقدار مسلمانوں کے ہاتھ لگی جس کی مالیت ایک لاکھ درہم کے قریب تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس (پانچواں حصہ) نکالنے کے بعد باقی مال غنیمت سریے میں شامل صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرما دیا۔ فرات بن حیانؓ نے اسلام قبول کر لیا۔

۳۔ سریہ محمدؓ بن مسلمہ، (قتل کعب بن اشرف):

حسین و جمیل اور انتہائی مالدار کعب بن اشرف یہودی کا تعلق قبیلہ طے کی شاخ بنو نبہان سے تھا۔ اس کی ماں یہودی قبیلہ بنو نضیر سے تھی۔ یہ شخص قادر الکلام شاعر تھا۔ اسلام، مسلمانوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین بدخواہوں اور دشمنوں میں سے تھا۔ اس کا قلعہ مدینہ منورہ کے جنوب میں بنو نضیر کی آبادی کے عقب میں تھا۔ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کی شرمناک ہزیمت و رسوائی پر کعب بن اشرف کو شدید صدمہ ہوا۔ یہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچا۔ مقتولین بدر کا اپنے اشعار میں نوحہ و ماتم کیا۔ قریش مکہ کی

مسلمانوں کے خلاف عداوت اور انتقامی جذبے کو اس نے مزید ہوا دی۔ اس سے پہلے بھی وہ مسلمانوں اور رسول اکرم ﷺ کی ہجو اور دشمنانِ اسلام کی مدح سرائی کرتا رہا تھا۔ مکے سے واپسی پر اس نے اپنے اشعار میں مسلمان خواتین کا نازیبا انداز میں تذکرہ کر کے ان کی بے حرمتی کا ارتکاب شروع کر دیا۔ یہ موذی شاتم رسول اپنی زبان درازی اور بدگوئی میں تمام اخلاقی حدود کو پامال کر چکا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے جس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے''؟ اس پر حضرت محمد بن مسلمہؓ اور ان کے چند ساتھیوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ ان میں حضرت ابو نائلہؓ بھی شامل تھے جن کا نام سلکان بن سلامہ ہے۔ آپ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو ان کی خواہش کے مطابق اجازت دے دی تھی کہ وہ کعب بن اشرف کے قتل کے لئے جو حیلہ چاہیں اختیار کریں۔

محمد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور کہا ''اس شخص (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے صدقہ طلب کیا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال رکھا ہے''۔ کعب نے کہا ''واللہ! تم اس شخص سے مزید اکتا جاؤ گے''۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا ہم فی الحال اس (رسول اکرم ﷺ) کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ سردست ہمیں کچھ غلہ درکار ہے۔ کعب نے اپنی گندی اور پست ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کے عوض اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے اس سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ ہم اپنی عورتیں کیسے رہن رکھ سکتے ہیں جبکہ تو عرب کا حسین ترین شخص ہے۔ اس پر کعب نے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ہی میرے پاس رہن رکھ دو۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس سے بھی انکار فرمایا کیونکہ لوگ طعنہ دیں گے کہ معمولی غلے کے عوض اپنی اولاد کو رہن رکھ دیا ہے۔ بالآخر طے پایا کہ حضرت محمدؓ بن مسلمہ اس کے پاس اپنے ہتھیار بطور رہن رکھیں گے۔

کعب کے رضاعی بھائی حضرت ابو نائلہؓ نے بھی کعب سے ملاقات کی۔ کچھ دیر دونوں آپس میں اشعار سنتے سناتے رہے۔ پھر ابو نائلہ نے رازدارانہ لہجے میں کہا ''اس شخص (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہمارے علاقے میں آمد ہمارے لئے تو سخت آزمائش بن گئی ہے۔ عرب کے سب لوگ ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔ معاشی پریشانیاں الگ تنگ کر رہی ہیں، میرے کچھ ساتھیوں کے خیالات اور حالات بھی میری طرح کے ہیں، میں انہیں بھی تمہارے پاس لاؤں گا تم سے امید ہے کہ ہم سب کے ساتھ احسان سے پیش آؤ گے''۔

not

یوں کعب بن اشرف کو اعتماد میں لینے کے بعد محمدؓ بن مسلمہ اور ابو نائلہؓ دیگر چند ساتھیوں کے ہمراہ ۱۴/ ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۴/ جمادی الآخریٰ ۳ ہجری قمری بمطابق یکم دسمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین جمعے اور ہفتے کی درمیانی شب کو کعب بن اشرف کے قتل کی مہم پر روانہ ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مختصر سے دستے کے ساتھ بقیع غرقد کے مقام تک تشریف لائے۔ جب یہ دستہ چاندنی رات میں کعب بن اشرف کے قلعے تک پہنچا تو حضرت ابو نائلہؓ نے کعب کو زور سے آواز دے کر بلایا۔ کعب کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اس کی بیوی نے خطرے کی بو پا کر اسے باہر جانے سے روکا، لیکن کعب نے کہا کہ یہ ابو نائلہ میرا رضاعی بھائی ہے اس کی پکار پر باہر جانا میرے لئے ضروری ہے۔ جب وہ باہر آگیا تو دوران گفتگو حضرت ابو نائلہؓ نے اسے شعب عجوز تک چلنے اور باتیں کرنے پر آمادہ کرلیا۔ راستے میں حضرت ابو نائلہؓ نے کعب کے سر میں لگی خوشبو کی بہت تعریف کی جس پر اس نے فخر سے کہا کہ میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبو والی عورت ہے۔ حضرت نائلہؓ نے کعب کی اجازت سے اس کے سر میں ہاتھ ڈال کر خوشبو کو خود بھی سونگھا اور ساتھیوں کو بھی سونگھنے کی دعوت دی۔ اس کے بعد ادھر ادھر کی کچھ باتیں ہوتی رہیں، اسی اثناء میں حضرت ابو نائلہؓ نے کعب کے خوشبو دار بالوں کو دوبارہ سونگھنے کی خواہش کی تو کعب بخوشی مان گیا، حضرت ابو نائلہؓ نے اس کے سر کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے طے شدہ منصوبے کے تحت اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا اللہ کے اس دشمن کو اس کے انجام تک پہنچا دو۔ اس پر کئی تلواریں ایک ساتھ چلیں لیکن زیادہ کارگر ثابت نہ ہوئیں۔ اب محمدؓ بن مسلمہ نے فوراً اپنی کدال نکالی اور اس کی پیٹھ پر رکھ کر اس کے اوپر بیٹھ گئے تو کدال اس کے آر پار ہوگئی اور کعب نے وہیں دم توڑ دیا۔ مرتے وقت اس نے زوردار چیخ ماری تھی جس پر آس پاس کے یہودیوں نے روشنیاں تو جلائیں لیکن وہ کچھ بھی نہ کرسکے۔

کعب بن اشرف پر تلواریں چلاتے وقت اس اسلامی دستے کے ایک فرد حضرت حارثؓ بن اوس کو بعض ساتھیوں کی تلوار لگ جانے سے زخم آگیا تھا اس لئے واپسی میں وہ اپنے ساتھیوں سے کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ ساتھی ان کے انتظار میں رک گئے جب وہ ان کے ساتھ شامل ہوئے تو ان کے یہ ساتھی انہیں اٹھا کر لائے، بقیع غرقد پر پہنچ کر انہوں نے زوردار نعرہ لگایا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنائی دیا اور آپ کو پتہ چل گیا کہ آپ کے یہ ساتھی اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوئے ہیں، یہ لوگ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ چہرے کامیاب ہوگئے ہیں، ان لوگوں نے عرض کیا ”اے اللہ کے رسول! اور آپ کا چہرہ بھی (کامیاب ہوا)“۔ ساتھ ہی کعب بن اشرف کا سر آپ کے سامنے ڈال دیا۔

آپ نے اس بد بخت موذی کے واصل جہنم ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ حضرت حارثؓ بن اوس کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ فوراً شفایاب ہو گئے اور آئندہ انہیں کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اجازت دے دی کہ اس طرح کے یہودیوں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ اس پر حضرت محیصہؓ بن مسعود الاوسی نے ایک یہودی تاجر ابن سنینہ کو قتل کر دیا۔ اس یہودی تاجر کے حضرت محیصہؓ کے خاندان سے تعلقات تھے اور اسے اس خاندان کا محسن خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے قتل پر حضرت محیصہؓ کے بڑے بھائی حویصہ بن مسعود نے اپنے بھائی کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ حویصہ نے تا حال اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت محیصہؓ نے کہا کہ مجھے ایک ایسی ذات نے یہودی کے قتل کی اجازت دی تھی کہ ان کے حکم پر میں تجھے بھی قتل کر سکتا ہوں۔ حویصہ اپنے چھوٹے بھائی کی اسلام پر استقامت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شدید محبت و عقیدت پر حیران و ششدر رہ گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوا۔ بقول ابن ہشام حویصہ کے اسلام کا یہ واقعہ غزوۂ بنی قریظہ کے بعد کا ہے اور مقتول یہودی کا نام کعب بن یہوذا تھا۔

۴۔ نکاح حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمانؓ بن عفان سے نکاح ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری بمطابق نومبر، دسمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین میں ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بدر میں انتقال فرما گئی تھیں۔ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں حضرت عثمانؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آئیں اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ بعد میں جب حضرت ام کلثومؓ بھی انتقال فرما گئیں تو بروایت طبقات ابن سعد و مجمع الزوائد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں عثمانؓ کے نکاح میں دیئے جاتا۔

۵۔ غزوۂ بحران:

اسے غزوۂ بنی سلیم بھی کہا جاتا ہے۔ بقول ابن حبیب بغدادی یہ یکم ربیع الثانی ۳ ہجری کا واقعہ ہے، یوں اس غزوے کی تاریخ یکم ربیع الثانی ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم رجب ۳ ہجری قمری بمطابق ۱۸/

دسمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین بروز منگل ہے۔ مکمل وضاحت توثیقی مباحث میں آئے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ غطفان یعنی غزوۂ نجد سے واپسی پر تقریباً ایک مہینے تک مدینہ منورہ میں ٹھہرے پھر آپ ﷺ تین سو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ قریش کے ارادے سے نکلے اور فرع کے نواح میں مقام بحران تک پہنچ گئے، بنو سلیم آپ کی آمد کی خبر سنتے ہی ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے لہٰذا آپ بلا جنگ وجدال مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

۶۔ سریہ عبداللہؓ بن عتیک، (قتل ابی رافع):

سلام بن ابی الحقیق یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمنوں میں سے تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے میں پیش پیش رہتا تھا۔ اس کی کنیت ابو رافع تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر انصار کے قبیلہ خزرج کے لوگ اسے قتل کرنے کے لئے تیار ہوئے، کیونکہ اس سے پہلے شاتم رسول کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں انصار کے دوسرے قبیلے اوس نے اپنی خدمات پیش کی تھیں، اوس اور خزرج میں دینی کاموں کے سرانجام دینے اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کی تعمیل میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی زیر امارت پانچ افراد پر مشتمل ایک مختصر سا دستہ ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے خیبر روانہ ہوا، جہاں ابو رافع کا قلعہ تھا۔ وہاں پہنچنے تک سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مال مویشی لے کر واپس آ چکے تھے، حضرت عبداللہؓ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہیں انتظار کرو میں قلعے کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ آپ دروازے کے قریب اپنے سر پر کپڑا ڈال کر اس طرح بیٹھ گئے گویا رفع حاجت کر رہے ہوں۔ قلعے کے محافظ نے زوردار آواز دے کر کہا ''اللہ کے بندے! اندر آنا ہے تو آجا مجھے قلعے کا دروازہ بند کرنا ہے''۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عتیک اندر گھس گئے اور ایک کھونٹی پر لٹکی ہوئی وہ چابیاں اٹھالیں جو وہاں قلعے کے محافظ نے رکھی تھیں، آپ اوپر چڑھتے گئے اور اپنے پیچھے ہر کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کرتے گئے یہاں تک کہ ابو رافع کے کمرے تک جا پہنچے۔ ابو رافع اپنے اہل وعیال کے ہمراہ ایک تاریک کمرے میں لیٹا ہوا تھا، اس لئے حضرت عبداللہؓ بن عتیک نے اسے آواز دے کر پتہ لگانے کی کوشش کی کہ وہ کس سمت میں ہے۔ جب ابو رافع نے کہا ''کون ہے؟'' تو فوراً اسی سمت میں تلوار کا بھرپور وار کیا جو نا کام رہا۔ ابو رافع کی زوردار چیخ پر حضرت عبداللہؓ بن عتیک تھوڑی دیر کے لئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ پھر واپس آ کر آواز بدل کر بولے ''ابو رافع؟ یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے کہا ''تیری ماں برباد ہو مجھے ابھی ابھی کسی نے

کمرے کے اندر تلوار ماری ہے'' ۔اب حضرت عبداللہؓ بن عتیک نے ایک اور زور دار ضرب لگائی جس سے ابو رافع شدید زخمی ہوگیا لیکن مرا نہیں تھا۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن عتیک نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر اس قدر زور سے دبائی کہ اس کے پیٹھ تک پہنچ گئی۔ پھر اپنے پیچھے بند کئے ہوئے دروازوں کو یک بعد دیگرے کھولتے ہوئے نیچے پہنچے تو یہ سمجھتے ہوئے کہ نیچے زمین ہے، پاؤں سیڑھی سے نیچے رکھا اور پھسل کر نیچے گر پڑے جس سے پنڈلی سرک گئی جسے پگڑی سے مضبوط باندھ لیا اور اس انتظار میں ایک خفیہ مقام پر بیٹھے رہے کہ ابو رافع کی موت کا یقین ہو جائے۔ جب مرغ نے بانگ دی تو قلعے کی فصیل پر سے یہ اعلان ہوا کہ اہلِ حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت واقع ہوگئی ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک جلدی سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور ان کی معیت میں مدینہ واپس ہوئے۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی پنڈلی پر پھیرا تو وہ فوراً مکمل طور پر شفایاب ہوگئے، بروایت ابن اسحاق ابو رافع کے گھر میں پانچوں ساتھی داخل ہوئے تھے اور ابو رافع کو تلوار کا بوجھ ڈال کر حضرت عبداللہؓ بن انیس نے قتل کیا تھا۔ البتہ سیڑھیاں اترتے وقت حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی پنڈلی سرک گئی تھی۔

اس سریے کی توقیت میں سیرت نگاروں میں بڑا اختلاف ہے، جس کی وضاحت آئندہ اوراق میں توقیتی مباحث کے تحت ہوگی۔ ہماری تحقیق کے مطابق یہ سریہ ۱۵/ جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۵/ رمضان ۳ ہجری قمری بمطابق یکم مارچ ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز جمعہ کا واقعہ ہے۔

۷۔ ولادت حضرت حسن رضی اللہ عنہ:

مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت کی تاریخ ۱۵/ رمضان ۳ ہجری ہے۔ زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ رمضان قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل قمری تاریخ ۱۵/ ذی الحجہ ۳ ہجری قمری بمطابق ۲۸/ مئی ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز منگل ہے۔

۸۔ سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی، (مہم قطن):

یہ سریہ قطن کی جانب بھیجا گیا تھا جو بنو عبس یا بنو اسد کے علاقے میں ایک پہاڑ ہے۔ یہ علاقہ کھجور کے درختوں اور پانی کے چشموں کی کثرت کی وجہ سے مشہور رہے، مدینہ منورہ میں یہ اطلاع پہنچی تھی کہ

خویلد کے دو بیٹے طلحہ اور سلمہ قبیلہ بنو اسد کو مسلمانوں کے خلاف حملے کے لئے تیار کر رہے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کے ہمراہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت ابو سلمہؓ کی اچانک یلغار پر یہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کے اونٹوں اور بکریوں پر قبضہ کر لیا اور بغیر جنگ لڑے مال غنیمت لے کر واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مال غنیمت کا خمس نکالنے کے بعد ہر شخص کو سات سات اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ملیں۔

یہ واقعہ یکم شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۲ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز بدھ کا ہے، اہل سیر و مغازی نے دو تقویمی التباس کی وجہ سے اسے غزوۂ احد کے بعد سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ سریہ غزوہ احد سے پہلے کا ہے۔ مزید وضاحت توقیتی مباحث میں آئے گی۔

۹۔ غزوۂ احد:

غزوۂ بدر میں اپنی شرمناک شکست کا داغ دھونے کے لئے قریش مکہ بیحد بے چین اور مشتعل تھے۔ انہوں نے اپنے لوگوں کو مقتولین بدر پر رونے دھونے سے بھی منع کر رکھا تھا تا کہ مسلمان خوش نہ ہوں اور بدر کے جنگی قیدیوں کو چھڑانے میں بھی اسی وجہ سے انہوں نے چنداں عجلت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ غزوہ بدر میں ابو جہل اور دیگر بڑے بڑے سرداران قریش کے مقتول ہونے کے بعد قریش مکہ کی سیادت ابو سفیان صخر بن حرب کے ہاتھ آئی تھی۔ عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ، عبداللہ بن ابی ربیعہ وغیرہ کے اقارب غزوۂ بدر میں کام آ چکے تھے انہوں نے ابو سفیان سے درخواست کی کہ مسلمانوں سے مقتولین بدر کا بدلہ لینے کی تیاری کی جائے اور ابو سفیان کے تجارتی قافلے سے جو منافع حاصل ہوا تھا اسے جنگی مصارف کے لئے مختص کر دیا جائے۔ ادھر شعرا نے اپنی شعر و شاعری سے قریش مکہ کا جذبۂ انتقام خوب ابھارا۔ ان شعرا میں ابو عزہ عمرو بن عبداللہ الجمحی قابل ذکر ہے، یہ غزوۂ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا، اس نے اپنے فقر و فاقے اور لڑکیوں کی کثرت کے حوالے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی رہائی کی درخواست کی۔ اسے اس وعدے پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف آئندہ کسی سازش میں شریک نہیں ہو گا۔ صفوان بن امیہ نے اسے مال و دولت کا لالچ دیا اور اس کی بیٹیوں کی کفالت کی بھی پیشکش کی تا کہ وہ اپنے اشعار میں مقتولین بدر کا ماتم کرے اور لوگوں کو مسلمانوں سے انتقام لینے پر ابھارے، ابو عزہ نے اس مالی ترغیب کو قبول کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے عہد سے پھر گیا۔ قریش اور ان کے حلیف

not

قبائل میں گھوم پھر کر مسلمانوں کے خلاف اپنے اشعار میں لوگوں کو ابھارا۔ اس سلسلے میں دوسرے جس مشہور شاعر نے کام کیا اس کا نام مسافع بن عبد مناف تھا، جس نے بنی مالک بن کنانہ کے قبیلوں اور دیگر عرب قبائل میں جا کر اپنی شاعری سے خوب آتش انتقام بھڑکائی۔

غزوۂ احد کا ایک سبب غزوۂ سویق میں ابوسفیان کی ناکامی بھی ہے۔ قریش نے اپنے تجارتی قافلوں کے لئے براستہ نجد عراق کا طویل راستہ اختیار کیا جو ان کے خیال میں مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ راستہ تھا لیکن سریہ زید بن حارثہؓ میں مسلمانوں کی کامیاب مہم نے قریش کی یہ غلط فہمی بھی دور کر دی۔ اسلام قبول کر لینے یا مسلمانوں سے مصالحانہ رویہ اپنانے کی بجائے قریش مکہ نے مسلمانوں کے خلاف بھرپور اور فیصلہ کن جنگ کا فیصلہ کیا، انہوں نے اپنے حلیف قبائل کو بھی اس جنگ میں شرکت کی دعوت دی، یوں وہ اپنے حلیفوں سمیت تین ہزار کی تعداد میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے، یہ لوگ پوری طرح مسلح تھے۔ سامان جنگ کی بھی فراوانی تھی، تین ہزار اونٹ باربرداری اور سواری کے لئے تھے، رسالے کے دو سو گھوڑے تھے اور سات سو زرہیں تھیں۔ اس مرتبہ اونچے گھرانوں کی پندرہ خواتین بھی ہمراہ تھیں تا کہ وہ قریش کو میدان جنگ میں مسلمانوں کے خلاف ابھارتی رہیں اور غیرت وحمیت کی بنا پر وہ میدان چھوڑنے کی بجائے مسلمانوں کے خلاف خوب جم کر لڑیں۔ ان عورتوں میں نمایاں ترین ہند بنت عتبہ تھی، جو ابوسفیان کی بیوی تھی۔ دیگر ناموَر عورتوں میں عکرمہ بن ابی جہل کی زوجہ ام حکیم بنت الحارث، خالد بن ولید کی بہن اور حارث بن ہشام کی زوجہ فاطمہ بنت ولید، مسعود ثقفی رئیس طائف کی بیٹی اور صفوان بن امیہ کی زوجہ برزہ بنت مسعود، عمرو بن العاص کی زوجہ ریطہ بنت عتبہ وغیرہ شامل ہیں، ابوسفیان اس پورے لشکر کا سردار تھا۔ رسالے کی کمان خالد بن ولید کے سپرد تھی۔ جھنڈا بنوعبدالدار کے ہاتھ میں تھا۔

مکی لشکر ابواء پہنچا تو ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے مشورہ دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر کو (معاذ اللہ) اکھاڑ دیا جائے لیکن اس کے خطرناک عواقب کے پیش نظر قریش مکہ یہ ہمت نہ کر سکے۔ مکی لشکر کا سفر جاری رہا اور بالآخر مدینہ منورہ کے بالمقابل کوہ احد کے قریب ''عینین'' نامی مقام پر اس لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔ یہ ۱۰/شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰/محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۱/جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز جمعہ کا واقعہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے مگر ابھی مکہ ہی میں مقیم تھے۔ قریش مکہ کی جنگی تیاریوں سے متعلق انہوں نے ایک تیز رفتار قاصد کے

ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط ارسال کیا، جو آپ کو مسجد قباء میں ملا۔ یہ خط حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ کو پڑھ کر سنایا۔ مدینہ میں سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے۔ مسلمان اکثر ہتھیار بند رہنے لگے حتی کہ نماز کی حالت میں بھی مسلح رہتے تھے حضرت سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم مسلح ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور ہوئے، یہ حضرات رات بھر پہرہ دیتے رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لشکر کی خبر لانے کے لئے دو خبر رساں انس اور مونس نام کے بھیجے جنہوں نے اطلاع دی کہ مکی لشکر مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اور ان کے گھوڑے مدینہ کی چراگاہ (عریض) کو چر کر صاف کر چکے ہیں۔ حضرت حباب ؓ بن منذر نے مکی لشکر کی تعداد کا صحیح اندازہ لگا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے جنگ لڑنے کے بارے میں صحابہ کرام ؓ سے مشورہ فرمایا تو بشمول حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ؓ بہت سے حضرات کا اصرار تھا کہ مکی لشکر کا مقابلہ مدینے سے باہر نکل کر کیا جائے اور اس اصرار میں وہ نوجوان صحابہ پیش پیش تھے جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کی رائے یہ تھی کہ دشمن کے حملے کو مدینہ ہی میں رہ کر روکا جائے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے پہلے کسی معاملے میں رائے نہیں لی گئی تھی اس مرتبہ اس نے بھی مدینہ ہی میں رہتے ہوئے مدافعت کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد مسلمانوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور کفار کے خلاف جہاد کی ترغیب دی۔ عصر کی نماز کے بعد لوگ جمع ہو چکے تھے اور عوالی (مدینے کے بالائی حصے) کے باشندے بھی آ چکے تھے آپ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے ہمراہ گھر تشریف لے گئے، ان دونوں حضرات نے آپ کے سر پر عمامہ باندھا اور لباس پہنایا۔ آپ نے اوپر نیچے دو زرہیں پہنیں، تلوار حمائل کی اور ہتھیار بند ہو کر باہر تشریف لائے، جن لوگوں کا اصرار تھا کہ دشمن کا مقابلہ شہر سے باہر نکل کر کیا جائے، انہیں یہ خوف گزرا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس پُر اصرار مشورے پر ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ شہر کے اندر ہی دشمن کے حملے کی مدافعت چاہتے ہوں تو ہم بھی اپنا پہلا مشورہ واپس لیتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کا نبی مسلح ہو کر نکلے تو اس کے لئے زیبا نہیں کہ دشمن سے جنگ لڑے بغیر ہتھیار کھول دے۔

آپ نے مہاجرین کا پرچم حضرت مصعب ؓ بن عمیر، انصار کے قبیلہ اوس کا پرچم حضرت اسید ؓ

بن حضیر اور خزرج کا پرچم حضرت حبابؓ بن منذر کو عنایت فرمایا۔ ابن ام مکتومؓ کو نماز پڑھانے کے لئے مدینے میں اپنا نائب مقرر فرمایا، لشکر کی ابتدائی تعداد ایک ہزار تھی جن میں سو زرہ پوش تھے۔ آپ اس لشکر کو لے کر دشمن کی طرف چل دیئے۔ شیخان نامی مقام پر آپ نے لشکر کا معائنہ فرمایا۔ پندرہ سال سے کم عمر کے حضرات کو آپ نے واپس بھیج دیا ان میں حضرت عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، زید بن ارقم، اسید بن حضیر، اسامہ بن زید، عروبہ بن اوس، براء بن عازب، عمرو بن حزم، ابو سعید خدری، سعد بن حبہ اور زید بن حارثہ انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین شامل تھے۔ البتہ حضرت رافعؓ بن خدیج کو کم سن ہونے کے باوجود لشکر میں لے لیا گیا کیونکہ وہ بہترین تیر انداز تھے، اس پر حضرت سمرہؓ بن جندب نے اصرار کیا کہ مجھے بھی کم سن ہونے کے باوجود جنگ میں حصہ لینے دیا جائے کیونکہ میں رافع بن خدیج کو کشتی میں پچھاڑ سکتا ہوں۔ دونوں کی کشتی کرائی گئی تو سمرہؓ بن جندب کی بات صحیح نکلی اس لئے انہیں بھی لے لیا گیا۔ آپ نے مغرب اور عشا کی نمازیں یہیں ادا کیں اور رات بھی یہیں گزاری اگلے روز طلوع فجر سے کچھ پہلے یہاں سے چل کر آپ مقام شوط پر پہنچے۔ مقام شیخان میں حضرت محمدؓ بن مسلمہ انصاری کی زیر قیادت پچاس صحابہ کرامؓ پہرے پر مامور رہے۔ حضرت ذکوانؓ بن قیس خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مقرر ہوئے تھے۔ مقام شوط پر پہنچ کر آپ نے فجر کی نماز پڑھی یہاں سے مکی لشکر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نازک موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر علیحدہ ہوگیا اور بہانہ یہ کیا کہ میرے مشورے کو کیوں نہیں مانا گیا تھا۔ عبداللہ بن ابی کی اس کھلی بیوفائی اور غداری کا بعض مسلمانوں پر برا اثر پڑا۔ قبیلہ اوس میں سے بنو حارثہ اور قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ کی ہمت پست ہوئی اور انہوں نے بزدلی کے مظاہرے کا ارادہ کرلیا، لیکن اللہ تعالی کی رحمت ہوئی کہ جلد ہی ان کے حوصلے بلند ہوگئے ادھر مکی لشکر عبداللہ بن ابی کی مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ روش پر بہت خوش تھا۔ کفار کے مسلمانوں کے خلاف حوصلے مزید بلند ہوئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہؓ بن حرام نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بہت سمجھایا بجھایا۔ انہیں عار دلائی اور اسلامی لشکر میں واپس آنے پر انہیں ہر طرح آمادہ کرنے کی کوشش کی، ان سے کہا کہ اگر تم آگے بڑھ کر دشمن کے حملے کو نہیں روک سکتے تو لشکر کے عقب میں رہ کر مدافعت ہی کرو، مگر انہوں نے یہ جواب دیا کہ اگر ہم اس جنگ کو (ڈھب کی) جنگ سمجھتے تو تمہارا ساتھ دیتے۔ حضرت عبداللہؓ بن حرام یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے ''اے اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی مار، اللہ اپنے نبی کو تمہارا محتاج نہیں کرے گا''۔

not

اس کے بعد آپ ﷺ باقی ماندہ سات سو آدمیوں پر مشتمل لشکر لے کر آگے بڑھے۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ دشمن کے قریب سے گزرے بغیر مختصر ترین راستہ لیا جائے، اس مقصد کے لئے حضرت ابوخیثمہؓ نے اپنی خدمات پیش کیں، راستے میں ایک نابینا منافق مربع بن قیظی کا باغ پڑتا تھا وہ مسلمانوں پر دھول اڑانے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو یہاں سے نہ گزریئے۔ چند اصحاب اس کی گوشمالی کو دوڑے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے انہیں روکا کہ اس شخص کو چھوڑ دو یہ دل اور آنکھ دونوں کا اندھا ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر احد پہاڑ کی گھاٹی میں وادی کے آخری سرے پر نزول فرمایا۔ سامنے مدینہ اور پیچھے احد کا بلند و بالا پہاڑ تھا۔

آپ نے عقب میں واقع پہاڑی درے پر حضرت عبداللہؓ بن جبیر بن نعمان انصاری کی زیر کمان پچاس ماہر تیر انداز مقرر فرمائے اور انہیں نہایت سخت تاکید فرمائی کہ اس درے کو ہرگز نہ چھوڑا جائے خواہ باقی لشکر فتحیاب ہو یا ناکام ہوتا نظر آئے، ہر حال میں اس درے کی حفاظت کی جائے تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو۔ میمنہ (لشکر کے دائیں حصے) پر حضرت منذرؓ بن عمرو اور میسرہ (بائیں حصے) پر حضرت زبیرؓ بن عوام کو مقرر فرمایا۔ حضرت زبیرؓ کی مدد کے لئے حضرت مقدادؓ بن اسود مقرر ہوئے نیز ہدایت فرمائی کہ جب تک میں جنگ کا حکم نہ دوں آغاز نہ کیا جائے۔

میدان جنگ میں آپ نے اپنی تلوار نکال کر صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ بہت سے حضرات مثلاً حضرت عمر بن خطاب، زبیر بن عوام اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اس تلوار کو لینے کے لئے آگے بڑھے ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ تلوار مجھے ملے۔ اتنے میں حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ سے پوچھا کہ اس تلوار کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے دشمن کے چہرے پر اس قدر مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ حضرت ابودجانہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اس کا حق ادا کرونگا"۔ اس پر آپ نے یہ تلوار ان کے حوالے فرمادی۔ حضرت ابودجانہؓ نے اپنے سر پر سرخ پٹی باندھی جو ان کی عادت کے مطابق اس بات کی علامت تھی کہ اب دشمنوں کی خیر نہیں، اس کے بعد حضرت ابودجانہؓ دونوں لشکروں کے درمیان اکڑتے ہوئے چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چال اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، لیکن ایسے موقع پر ناپسند نہیں۔

قریش مکہ نے غزوہ بدر میں اپنی شکست سے جو تجربہ حاصل کیا تھا اس کے پیش نظر انہوں نے بھی اپنے لشکر کو خاص اہتمام سے ترتیب دیا۔ لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر

عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا گیا۔ پیدل فوج کی کمان صفوان بن امیہ کے پاس تھی تیر اندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ مقرر تھا۔ جھنڈا حسب دستور بنو عبدالدار کے ہاتھ میں آیا، ابو سفیان نے انہیں یاد دلایا کہ غزوہ بدر کے دوران جھنڈا تم بنو عبدالدار کے خاندان نضر بن حارث کے ہاتھ میں تھا جو مسلمانوں کے ہاتھوں جنگی قیدی بننے کی وجہ سے اہل مکہ کی رسوائی کا سبب بنا تھا اس پر بنو عبدالدار مشتعل ہو گئے اور ابو سفیان سے ان کی تلخ کلامی بھی ہوئی ابو سفیان کے ان کے ساتھ اس مکالمے کا اثر یہ ہوا کہ بنو عبدالدار کے علمبرداروں نے جھنڈے کو اٹھانے اور اسے ہر حال میں تھامے رکھنے میں بے مثال استقامت اور شجاعت کا ثبوت دیا تھا اور یہی کچھ ابو سفیان چاہتا تھا۔

جنگ کے آغاز سے پہلے ابو سفیان نے انصار مدینہ کو پیغام بھیجا کہ ہماری لڑائی تو اپنے ہی بنی عم یعنی اپنی قوم قریش کے لوگوں سے ہے لہٰذا تم مہاجرین سے الگ ہو جاؤ اور لڑائی میں حصہ نہ لو۔ انصار نے ابو سفیان کے اس پیغام کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی یہ مذموم کوشش اس کے بعد ابو عامر فاسق نے کی، اس کا نام عبد عمرو بن صیفی تھا، زمانہ جاہلیت میں انصار کے قبیلہ اوس میں بہت معزز و محترم تھا اور اپنی ظاہری عبادت اور پارسائی کی وجہ سے راہب کہلاتا تھا۔ اوس کے لوگ اسے اپنا سردار بنانا چاہتے تھے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی تو یہ منصوبہ دھرا رہ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور حاسد ثابت ہوا اور آپ کے خلاف مکہ میں جا کر قریش سے مل گیا تھا۔ اس نے قریش مکہ کو یقین دلا رکھا تھا کہ جنگ کے موقع پر وہ اپنے قبیلہ اوس کو مسلمانوں سے برگشتہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فاسق کا لقب دے رکھا تھا۔ اپنے منصوبے کے مطابق احد کے روز یہ ابو عامر فاسق کوئی ۱۵۰ آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے سامنے آیا اور انصار کو پکار کر اپنا تعارف کرایا تو انہوں نے کہا، "اے فاسق! اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے" وہ بے حیائی سے یہ کہتا ہوا واپس مکی لشکر میں چلا گیا کہ میرے بعد میری قوم شر سے دوچار ہو چکی ہے۔

ہند زوجہ ابی سفیان کی سرکردگی میں لشکر کے ساتھ آئی ہوئی خواتین نے دف بجا بجا کر اور گیت گا کر مکی لشکر کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا۔ دیگر اشعار کے علاوہ وہ کچھ اس طرح کے اشعار گا رہی تھیں:

نحن بنات طارق　　نمشي على النمارق
ان تقبلوا نعانق　　ان تدبروا نفارق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم قالینوں پر چلنے والی خواتین ہیں، اگر تم آگے بڑھو

not

(اور مسلمانوں کا مقابلہ کرو) تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی۔ اگر تم نے پیٹھ پھیری تو
ہم (تم سے) الگ ہو جائیں گی۔

اہل سیر و مغازی نے ان کے جو اشعار نقل کئے ہیں ان میں بعض کلمات اور تراکیب کا معمولی فرق ہے۔

جنگ کا آغاز قریش مکہ کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ عبدری کی دعوتِ مبارزت سے ہوا۔ یہ بڑا طاقتور اور بہادر سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان اسے کبش الکتیبہ (لشکر کا مینڈھا) کہتے تھے۔ مسلمان اس کے مقابلے میں آنے سے کترا رہے تھے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے انتہائی چابکدستی اور تیزی دکھاتے ہوئے اسے اس کے اونٹ پر جا لیا اور اپنے ساتھ ہی اسے زمین پر گراتے ہوئے اپنی تلوار سے ذبح کر ڈالا۔ اس پر اسلامی لشکر میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے علم اٹھایا تو وہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ اس خاندان کے چھ افراد نے یکے بعد دیگرے جھنڈا اٹھایا اور قتل ہوتے چلے گئے۔ اس کے بعد بنو عبدالدار کے ایک اور شخص ارطاۃ بن شرحبیل نے علم اٹھایا مگر وہ بھی مارا گیا اور مزید تین افراد بھی اس علمبرداری میں کام آئے۔ اس طرح قبیلہ عبدالدار کے دس افراد مارے گئے، اور قبیلے کا کوئی فرد جھنڈا اٹھانے کے لئے نہ بچا تو ان کے ایک حبشی غلام صورب نے یہ جھنڈا اٹھایا اور اپنے آقاؤں سے بھی کہیں زیادہ بہادری سے لڑا۔ اس کے دونوں ہاتھ یکے بعد دیگرے کٹ گئے تو اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر سینے اور گردن کی مدد سے جھنڈے کو تھامے رکھا۔ بالآخر موت کے وقت اس نے کہا "اے اللہ! اب تو میں نے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی" پھر یہ جھنڈا اسی طرح پڑا رہا۔ یہ تو رہا کی لشکر کے علمبرداروں کا حال، دوسری جانب بڑے محاذ پر بھی دونوں افواج کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری رہی۔ حضرت ابو دجانہؓ اپنے سر پر سرخ پٹی باندھے تلوار سے دائیں بائیں وار کرتے ہوئے مشرکین کے لشکر میں زلزلہ بپا کئے ہوئے تھے وہ دشمن کے درمیان دور تک جا نکلے اور ہند زوجہ ابی سفیان تک جا پہنچے۔ تلوار اس کے سر کے درمیان رکھی ہی تھی کہ فوراً یہ خیال آیا کہ ایک عورت کو قتل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو بٹہ نہیں لگاؤں گا۔ سیدالشہداء اسد اللہ و اسد رسولہ حضرت حمزہؓ بھی نہایت بے جگری سے لڑ رہے تھے کہ اپنے سامنے ایک مشرک سباع بن عبدالعزیٰ کو دیکھا تو اسے للکار کر کہا "اے ختانۃ النساء (عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت) کے بیٹے! تو بچ کر کہاں جاتا ہے؟" ساتھ ہی تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ادھر جبیر بن مطعم کا حبشی غلام جسے وحشی کہا جاتا تھا، حضرت حمزہؓ کی تاک میں بیٹھا تھا، جب حضرت حمزہؓ اس کے نیزے کی زد

میں آئے تو اس نے نیزہ اچھال دیا۔ جو انہیں زیر ناف لگا جس سے ان کی شہادت واقع ہوگئی۔ جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی غزوۂ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ ہند بنت عتبہ کے باپ عتبہ کو بھی جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ نے مبارزت میں قتل کیا تھا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی بن حرب سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر اس نے حضرت حمزہؓ کو قتل کیا تو میں تجھے آزاد کردوں گا۔ احد کے روز ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بھی حضرت حمزہؓ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینا چاہتی تھی اس لئے وہ جب بھی وحشی کے قریب سے گزرتی تو اسے حضرت حمزہؓ کے قتل پر ابھارتی۔ وحشی بن حرب کو حسب وعدہ بعد میں آزادی مل گئی تھی اس نے بھی دیگر لوگوں کے ہمراہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرلیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تھا کہ اسلام سے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں لیکن تجھے دیکھ کر مجھے اپنا چچا یاد آجاتا ہے اس لئے میرے سامنے نہ آیا کر۔ قبول اسلام کے بعد وحشی کو حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے پر ہمیشہ ملال رہا یہاں تک کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف بھرپور مہم میں مسیلمہ کذاب اسی وحشی بن حرب کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا تو وحشی کو قرار آیا۔

ابو عامر فاسق کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا لیکن عجیب بات ہے کہ اس کا بیٹا حنظلہؓ انتہائی مخلص مسلمان تھا۔ حضرت حنظلہؓ نے بھی میدان جنگ میں خوب بہادری دکھائی وہ ابو سفیان پر حملہ کررہے تھے اور قریب تھا کہ ابو سفیان کا کام تمام ہوجاتا کہ اچانک شداد بن اسود نے حضرت حنظلہؓ پر حملہ کرکے انہیں شہید کردیا۔ جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، طلحہ بن عبید اللہ، عبداللہ بن جحش، سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، سعد بن ربیع، نضر بن انس اور ابوطلحہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے ایسی بے مثال شجاعت اور استقامت کا مظاہرہ کیا کہ مکی لشکر کی شکست کے آثار صاف نمایاں ہونے لگے۔ ادھر درے پر مامور تیر اندازوں نے بھی اپنا کام دکھایا۔ خالد بن ولید نے ابو عامر فاسق وغیرہ کی مدد سے تیر اندازوں پر تین بار پُر زور حملے کے ذریعے دباؤ بڑھانا چاہا لیکن انہوں نے اس مستعدی سے تیر برسائے کہ مشرکین کی طرف سے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ادھر ان کے علمبردار یکے بعد دیگرے کٹ مرے تھے جس سے ان کے حوصلے نہایت پست ہوچکے تھے انہوں نے میدان چھوڑنا شروع کردیا۔ سب سے پہلے ہند زوجہ ابی سفیان سمیت مشرک عورتوں نے راہ فرار اختیار کی بھاگتے ہوئے ان کی پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ حالات اسی طرح رہتے تو اس جنگ میں غزوہ بدر سے بھی شاندار فتح مسلمانوں کے حق میں تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہوجاتی۔

not

اس موقع پر جب مسلمان میدان جنگ سے بھاگنے والے مشرکین کا مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف تھے، پہاڑی درے پر متعین اکثر لوگوں نے اپنے طور پر یقین کرلیا کہ جنگ بالکل ختم ہو چکی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نہایت تاکیدی حکم کو پس پشت ڈال دیا کہ ہمیں فتح ہو یا شکست، درہ ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ ان کے امیر حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے بہت منع کیا لیکن تیرا اندازوں کی اکثریت درہ چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئی درے پر صرف دس تیرانداز باقی رہے، تیراندازوں کی اس خوفناک غلطی کا مشرکین کی طرف سے خالد بن ولید کے دستے نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے اس پہاڑی درے پر موجود مٹھی بھر تیراندازوں کو شہید کردیا اور اسلامی لشکر پر عقب سے زوردار حملہ شروع کردیا۔ نئی صورت حال کا بھاگتے ہوئے مشرکین کو پتہ چلا تو وہ بھی واپس پلٹ آئے۔ اسی اثناء میں قبیلہ بنی حارث کی ایک عورت عمرہ بنت علقمہ نے زمین پر گرا ہوا مشرکین کا جھنڈا اٹھا لیا جس سے کفار کے لشکر کے حوصلے مزید بڑھ گئے اور مسلمانوں پر تازہ دم حملے کے لئے وہ ٹوٹ پڑے۔

اس وقت مسلمان دو محاذوں پر گھیرے میں آگئے۔ ایک طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نو صحابہ کرامؓ سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ہمراہ اسلامی لشکر کے باقی بڑے حصے سے کچھ پیچھے تشریف فرما تھے کہ خالد بن ولید کے شہسوار پہنچ گئے آپ نے کسی جگہ چھپ جانے اور مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑنے کی بجائے نہایت دلیرانہ اقدام فرمایا آپ نے بلند آواز سے مسلمانوں کو پکارا تو مشرکین نے شدید حملے کے ذریعے آپ پر دباؤ بڑھا دیا۔ آپ نے فرمایا کون مجھ پر جان نچھاور کرتا ہے؟ اس پر ساتوں انصاری صحابی یکے بعد دیگرے آپ پر قربان ہو گئے۔ ان میں آخری حضرت عمارۃؓ بن یزید بن السکن تھے۔ انہیں زخمی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے قریب لایا گیا تو آپ کے مبارک قدموں میں جان دے دی۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ آپ کے قریشی ساتھی بھی جان نثاری کے شوق میں دو تین مرتبہ آگے بڑھے تھے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الوقت انہیں روک لیا تھا دوسرے قریشی ساتھی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے، ان مٹھی بھر ساتھیوں نے مشرکین کے ایک بڑے ریلے کو روکنے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حتی المقدور حفاظت کرنے میں اپنی تمام توانائیوں کو بروئے کار لانے کا حق ادا کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تمام تیر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے سامنے ڈال دیئے اور ان سے فرمایا ''تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، تیر چلاتے جاؤ''۔ انصاری صحابہ کے شہید ہونے پر حضرت طلحہؓ نے آگے بڑھ کر مشرکین کے حملوں کو نہایت جانفشانی سے روکا،

ان کے ہاتھ پر تلوار کی ایک ایسی ضرب لگی جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں تو ان کے منہ سے درد کی آواز نکلی، آپ نے فرمایا اگر تم بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور لوگ انہیں دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے حضرت طلحہؓ کا یہ ہاتھ شل ہوگیا تھا، آپ نے اس روز فرمایا تھا کہ اگر کسی نے کسی شہید کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا ہو تو وہ طلحہؓ کو دیکھ لے۔

ان مٹھی بھر صحابہ کی جانبازی کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے ہاتھوں زخمی ہوئے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا جس سے آپ پہلو کے بل گر گئے آپ کا ایک نچلا دانت شہید اور نچلا ہونٹ زخمی ہوا۔ عبداللہ بن شہاب زہری نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی کو زخمی کیا۔ عبداللہ بن قمئہ نے آپ کے کندھے پر زوردار تلوار ماری، اس ضرب سے آپ کی زرہ تو نہ کٹ سکی لیکن آپ نے کوئی ایک ماہ تک اس کی تکلیف محسوس کی۔ ابن قمئہ کا دوسرا وار آنکھ سے نیچے ابھری ہوئی آپ کی ہڈی پر لگا جس سے خود کی دو کڑیاں چہرے کے اندر گھس گئیں ساتھ ہی اس نے کہا میں قمئہ (توڑنے والے) کا بیٹا ہوں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تجھے توڑ ڈالے“ اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بددعا قبول ہوئی، جنگ احد سے واپسی کے بعد وہ ایک مرتبہ اپنی بکریاں دیکھنے کے لئے نکلا تو یہ ایک پہاڑی پر ملیں، وہاں ایک پہاڑی بکرے نے اسے سینگ مار مار کر ٹکڑے کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی حالت میں اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو قوم پر عذاب وارد ہوگا۔ اسی حال میں آپ کی زبان مبارک سے نکلا ”وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا تھا“ اس پر سورۂ آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (سورہ آل عمران، آیت) ”معاملہ آپ کے اختیار میں نہیں (اللہ تعالیٰ) یا تو ان پر رحمت سے توجہ فرمائے گا یا انہیں عذاب دے گا کہ بلاشبہ وہ ظالم ہیں“۔ بعد میں آپ نے اپنی قوم کے لئے استغفار فرمایا: **اللّٰھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون** ”اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کہ بے شک وہ جانتے نہیں“۔ اس کی برکت سے بعد میں (خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر) آپ کے بہت سے بدترین دشمن بھی اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

ادھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد موجود چھ انصاری صحابی شہید اور ساتویں زخمی پڑے تھے اور حضرت سعدؓ اور حضرت طلحہؓ کی پرزور مدافعت کے باوجود آپ زخمی ہو چکے تھے تو چند جلیل

القدر صحابہؓ میدان جنگ سے آپ کی جانب پلٹ آئے تھے۔ان میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ پہنچے تھے،اتنے میں حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح بھی پہنچ گئے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے بھائی طلحہ کو سنبھالو اس نے اپنے لئے (جنت)واجب کرلی''،حضرت ابو بکر صدیقؓ نے چاہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے خود کی کڑیاں باہر نکالیں لیکن حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے انہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ یہ کام مجھے کرنے دیں۔حضرت ابو عبیدہؓ نے ایک کڑی اپنے دانت سے نکالی تو ساتھ ہی ان کا دانت بھی باہر آگیا۔دوسری کڑی نکالنے کے لئے انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اللہ کا واسطہ دیا کہ میں یہ کڑی بھی خود نکالوں گا،دوسری کڑی نکالتے ہوئے ان کا دوسرا دانت بھی باہر نکل آیا، لیکن ان کے دانتوں کی یہ خالی جگہ بہت بھلی اور خوبصورت دکھائی دیا کرتی تھی۔حضرت طلحہؓ کو بھی ان حضرات نے سنبھالا دیا جنہیں دس سے زیادہ زخم آچکے تھے،اسی دوران دیگر حضرات بھی پہنچ گئے۔ان میں حضرت ابو دجانہ،مصعب بن عمیر،علی بن ابی طالب،سہل بن حنیف،حضرت ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان،حاطب بن ابی بلتعہ،ابوطلحہ زید بن سہل،قتادہ بن نعمان اور صحابیات میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں،مشرکین نے بھی رسول اللہ ﷺ کے اردگرد حملے میں شدت پیدا کردی تھی،آپ ایک گڑھے میں جاگرے۔حضرت علیؓ نے آپ کا ہاتھ تھاما اور حضرت طلحہؓ نے خود بھی زخمی ہونے کے باوجود آپ کو اپنی آغوش میں لے کر اٹھایا۔کہا جاتا ہے کہ یہ گڑھا ابو عامر فاسق نے کھودا تھا۔آپ پر ہر طرف سے تیروں کی بارش ہورہی تھی۔حضرت ابوطلحہؓ ایک ڈھال لے کر سپر بن گئے وہ ماہر تیرانداز تھے،اس روز انہوں نے تیراندازی میں دو تین کمانیں توڑ ڈالی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سر اٹھا کر دیکھتے کہ ان کا تیر کہاں گرا ہے تو حضرت ابوطلحہؓ عرض کرتے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ سر اٹھا کر نہ دیکھیں کہیں مشرکین کا کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔حضرت ابو دجانہؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہوگئے مشرکین کے تیر ان کی کمر کو لگتے رہے مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہیں تھے۔حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے عتبہ بن ابی وقاص کا تعاقب کرکے اسے قتل کرڈالا اسی نے پتھر مار کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا تھا،اسے ان کے بھائی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص قتل کرنا چاہتے تھے لیکن یہ سعادت حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے حصے میں آئی۔سہلؓ بن حنیف نے بھی مشرکین کو اپنی ماہرانہ تیراندازی سے منتشر کئے رکھا انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے موت پر بیعت کر رکھی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے لڑائی کے دوران چہرے پر چوٹ کھائی ان کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا،

انہیں میں سے زیادہ زخم آئے پاؤں کے زخم کی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلنے لگے تھے، ابو سعید خدریؓ کے والد حضرت مالکؓ بن سنان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا خون چوسا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے تھوک دو تو کہنے لگے میں ہرگز نہ تھوکوں گا، آپ نے فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ مالکؓ بن سنان کو دیکھ لے، اس کے بعد وہ لڑتے لڑتے مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ خاتون صحابیہ حضرت ام عمارہؓ نے بھی لڑائی میں بھرپور حصہ لیا۔ ابن قمیۂ نے ان کے کندھے پر تلوار ماری تو گہرا زخم آ گیا حضرت ام عمارہؓ نے بھی تلوار سے اس پر کئی ضربیں لگائیں لیکن وہ زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔ امّ عمارہؓ کو لڑائی میں کوئی بارہ زخم آئے تھے ایک صحابی ان حالات میں بھی کھجوریں کھا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر میں جنگ میں قتل ہو گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا ''جنت میں'' انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز خود بھی تیر زنی فرمائی آپ کی لگاتار تیر اندازی سے کمان کا کنارہ ٹوٹ گیا، آپ سے یہ کمان حضرت قتادہؓ بن نعمان نے لے لی تھی جو انہیں کے پاس رہی، ان کی ایک آنکھ چوٹ کھا کر باہر ڈھلک آئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے پپوٹے کے اندر دھکیل دیا تو یہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دینے لگی تھی۔ بعض روایات کے مطابق حضرت قتادہؓ کی آنکھ کا یہ واقعہ غزوۂ بدر میں پیش آیا تھا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر بھی نہایت بہادری سے ابن قمیۂ اور اس کے ساتھیوں کے حملوں کو روکتے رہے، وہ اسلامی لشکر کے علمبردار تھے، ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو گھٹنے ٹیک کر اسے گردن اور سینے کے سہارے تھامے رکھا وہ اسی طرح دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے، ابن قمیۂ مشرکین کی طرف پلٹتے ہوئے چلا رہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو چکے ہیں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گرد مشرکین کی ایک بڑی تعداد کے خلاف بھرپور جنگ لڑنے والے آپ کے جان نثار مٹھی بھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محاذ کا حال تھا اس سے کچھ آگے کئی مسلمانوں کی بڑی تعداد بھی مشرکین کے نرغے میں آ گئی تھی، مار دھاڑ میں انہیں اپنے آپ کا ہوش نہ رہا۔ حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ ان کے والد حضرت یمانؓ پر مسلمان ہی بدحواسی میں حملہ کر رہے ہیں وہ بہت چیخے چلائے ''اے اللہ کے بندو! یہ میرے والد ہیں'' لیکن کسی نے توجہ نہ دی اور وہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت حذیفہؓ نے کہا ''اللہ آپ لوگوں کی مغفرت کرے'' جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت حذیفہؓ نے پیشکش کے باوجود اپنے والد کی دیت لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اسی انتشار اور بدنظمی کی حالت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر ہر طرف پھیل گئی تو مسلمانوں کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے۔ بعض میدان جنگ سے بھاگ گئے، کئی ایک نے مدینے کی راہ لی۔ بعض نے لڑائی سے ہاتھ روک لئے اور ہتھیار پھینک کر الگ ہو کر بیٹھ رہے، کچھ لوگوں نے یہ سوچا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے ذریعہ ابوسفیان سے امان طلب کی جائے، انہی لمحات میں ان لوگوں کے قریب سے حضرت انسؓ بن النضر کا گزر ہوا۔ حضرت عمرؓ بھی ایک طرف حیران و پریشان بیٹھے تھے پوچھنے پر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں اب ہم کیا کریں۔ حضرت انسؓ نے کہا پھر تم لوگ زندہ رہ کر کیا کرو گے، اٹھو اور جس چیز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے تم بھی اس پر اپنی جانوں کو قربان کر دو۔ آگے حضرت سعدؓ بن معاذ سے ملاقات ہوئی ان سے کہنے لگے کہ مجھے احد کے پرے جنت کی خوشبو آ رہی ہے پھر آگے بڑھے اور مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انہیں نیزے، تلوار اور تیر کے اسی سے زیادہ زخم لگے تھے، ان کی بہن نے محض انگلیوں کے پورے سے انہیں پہچانا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر سن کر تھوڑی دیر کے لئے الگ ہو کر بیٹھ رہے لیکن طبیعت میں قرار نہ تھا اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ لگانے کے لئے بے چینی سے آپ کی تلاش شروع کر دی اور بہت جلد اپنی خواہش میں کامیاب ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے تھے۔ حضرت ثابتؓ بن دحداح نے لوگوں کو پکار کر کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے وہ نہیں مر سکتا۔ اٹھو اپنے دین کے لئے لڑو۔ اس پر انصار کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہو گئی، آپ نے ان کی مدد سے خالد بن ولید کے دستے پر حملہ کیا۔ بالآخر خالد بن ولید کے نیزے سے شہید ہوئے اور باقی ساتھیوں نے بھی لڑتے لڑتے جان دیدی۔ ایک مہاجر صحابی ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرے جو خون میں لت پت تھے جب انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو قتل کر دیئے گئے تو انہوں نے دم توڑتے ہوئے کہا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا دین پہنچا چکے اب اس دین کی حفاظت کرنا تمہارا کام ہے''۔ ان حالات میں مسلمانوں نے دوبارہ کمر ہمت باندھی۔ ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ اب ہتھیار ڈالنے یا عبداللہ بن ابی کے ذریعے امان طلبی کا خیال ان کے دل سے نکل گیا۔ مشرکین پر زبردست جوابی حملے کر کے ان کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب ہونے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سے اگرچہ ابتدا میں مسلمانوں کے حوصلے کمزور

پڑ گئے تھے لیکن اس خبر کا ایک مثبت اثر یہ ہوا تھا کہ مشرکین کے حملوں کی شدت میں بھی خاصی کمی آ گئی تھی۔

ادھر حضرت مصعبؓ بن عمیر کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کا علم حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا۔ اپنے اردگرد موجود صحابہ کرامؓ کی مشرکین کے خلاف مسلسل لڑائی سے آپ مشرکین کے گھیرے سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ سب سے پہلے آپ کو حضرت کعبؓ بن مالک نے آپ کی آنکھوں سے پہچانا کیوں کہ آپ کے چہرے پر مغفر تھی۔ حضرت کعبؓ نے بآواز بلند مسلمانوں کو پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اس پر مسلمان آپ کی طرف آنا شروع ہو گئے۔ اب آپ نے پہاڑ کی گھاٹی کی طرف ہٹنا شروع کیا تو وہاں موجود مشرکین نے آپ کے خلاف اپنے حملے میں پھر شدت پیدا کر دی، مشرکین کا ایک سردار عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے آگے بڑھ رہا تھا کہ اس کا گھوڑا ایک گڑھے میں گر گیا۔ حضرت حارثؓ بن صمہ نے اس کا وہیں کام تمام کر دیا۔ اسی دوران مشرکین کے عبداللہ بن جابر نے حضرت حارثؓ بن صمہ کو تلوار سے زخمی کر دیا تو حضرت ابو دجانہؓ نے فوراً ہی عبداللہ بن جابر کا سر اڑا دیا۔

مسلمانوں میں سے جن کا ایمان تحقیقی تھا، تقلیدی نہ تھا ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اونگھ غالب آ رہی تھی حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھا اونگھ کی حالت میں میری تلوار بار بار گر پڑتی تھی اور میں اسے اٹھاتا تھا۔ الغرض مسلسل تگ و دو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا یہ دستہ پہاڑ کی گھاٹی میں موجود اپنے ٹھکانے تک جا پہنچا اور باقی ماندہ لشکر بھی وہیں پہنچ گیا۔ اسی اثناء میں مشرکین کی طرف سے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے؟ آج یا تو میں رہوں گا یا وہ رہے گا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا اسے نہ روکو آگے آنے دو، جب وہ آپ کے قریب پہنچا تو آپ نے حضرت حارثؓ بن صمہ سے ایک چھوٹا نیزہ لے کر اس کی طرف اچھال دیا جو اس کی خود اور زرہ کے درمیان حلق کے پاس تھوڑی سی تنگ جگہ پر جا لگا اس سے بظاہر معمولی سی خراش آئی تھی مگر وہ درد اور تکلیف کی شدت سے بیل کی طرح ڈکارتا ہوا پیچھے کو بھاگا۔ راستے بھر میں اس کے مشرک ساتھی اس کا مذاق اڑاتے رہے کہ معمولی زخم پر اس قدر رواویلا مچا رکھا ہے، اس نے کہا ''واللہ! مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ اگر ذوالمجاز کے سارے لوگوں کو یہ تکلیف پہنچے تو وہ سب مر جائیں، واللہ! مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکے میں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا تو مجھے قتل نہیں کرے گا۔ واللہ! وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا'' اسی طرح ہائے

وار کرتا ہوا وہ مکہ کو واپسی کے دوران راستے میں مقام سرف پر مر گیا۔

پہاڑ کی جانب واپسی کے دوران ایک چٹان آئی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن بھاری تھا نیز آپ نے دوہری زرہ پہنی ہوئی تھی اور آپ زخمی بھی تھے اس لئے اس پر چڑھ نہ سکے۔ حضرت طلحہؓ نیچے بیٹھ گئے اور آپ کو کندھوں پر اٹھا کر کھڑے ہو گئے یوں آپ چٹان پر پہنچ گئے، آپ نے فرمایا ''طلحہؓ نے (جنت) واجب کرلی''۔

اب مشرکین نے حملے کی آخری کوشش کی، ابوسفیان اور خالد بن ولید کی کمان میں فوج کا ایک دستہ اوپر چڑھ آیا لیکن حضرت عمرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور دیگر مسلمانوں نے شدید جوابی حملے کے ذریعے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اپنے ایک ہی تیر سے یکے بعد دیگرے تین مشرکین کو قتل کر ڈالا۔ اس تیر کو مبارک سمجھ کر انہوں نے اپنے پاس رکھ لیا جو ان کی اولاد کے پاس باقی رہا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قرار پایا تو حضرت علیؓ احد کے ایک چشمے سے پانی لائے اس میں قدرے ناگوار بو تھی اس لئے آپ نے اسے نوش نہیں فرمایا بلکہ چہرے کا خون دھویا اور سر پر بھی ڈالا۔ حضرت علیؓ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چہرہ صاف کر رہی تھیں، خون کو روکنے کے لئے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر انہوں نے زخم پر لگایا تو خون رک گیا۔ میدان احد میں مسلمانوں کے شدید جانی نقصان کی اطلاع مدینہ پہنچ چکی تھی، سیدہ فاطمہؓ دیگر کئی صحابیات کے ہمراہ میدان احد میں پہنچ گئی تھیں۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ کہیں سے خوش ذائقہ پانی لائے تو آپ نے نوش فرمایا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ زخموں کی وجہ سے آپ نے ظہر کی نماز بیٹھ کر پڑھائی اور صحابہ کرامؓ نے بھی آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔

مشرکین کی بھی بڑی اکثریت کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو چکے ہیں اس لئے انہوں نے واپسی کی تیاری شروع کر دی تھی، اسی دوران کچھ مشرکین نے مسلمان شہدا کی لاشوں کا مثلہ کیا یعنی ناک کان اور دیگر اعضاء کاٹے، کہا جاتا ہے کہ ہند زوجہ ابی سفیان نے سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چاک کیا اور کٹے ہوئے کانوں اور ناکوں کا ہار بنایا جب یہ لوگ مثلہ کر رہے تھے تو حضرت ابودجانہؓ نے اس حالت میں بھی ایک مشرک پر حملہ کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔

جنگ کے خاتمے پر کچھ صحابیات میدان جہاد میں پہنچ گئیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلیمؓ اور حضرت ام سلیطؓ جنگی زخمیوں کے لئے پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتی رہیں، ام ایمنؓ بھی زخمیوں کو پانی پلا

رہی تھیں، جب کچھ مسلمان میدانِ احد سے فرار ہوکر مدینہ پہنچے تو ام ایمنؓ ان کے چہرے پر مٹی پھینکنے لگیں اور کہہ رہی تھیں کہ تم ہم سے سوت کاتنے کا تکلا لے لو اور تلوار ہمیں دے دو، پھر وہ تیزی سے میدان جنگ میں پہنچیں، ان پر ایک مشرک حبان بن عرقہ نے تیر چلایا جس سے وہ گر پڑیں اور ان کا پردہ کھل گیا، اس پر وہ قہقہہ لگانے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حبان کے حلق پر تیر مارا، وہ اس بری طرح گرا کہ اس کا ستر کھل گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے کہ جبڑے کے دانت دکھائی دینے لگے اور فرمایا کہ سعدؓ نے ام ایمن کا بدلہ چکا لیا۔ اللہ ان کی دعا قبول کرے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو مستجاب الدعوات کہا جاتا ہے، ان کی دعا کا اثر اکثر و بیشتر دنیا میں ہی ظاہر ہو جاتا تھا۔

مشرکین نے جب واپسی کی تیاری مکمل کرلی تو ابوسفیان نے کوہ احد کے قریب بلند آواز سے پکار کر مسلمانوں سے پوچھا: ''کیا محمد (ﷺ) زندہ ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کو خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا۔ ابوسفیان نے پوچھا: ''کیا ابوبکر زندہ ہے؟'' اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اس نے تیسری بار پوچھا، کیا عمر زندہ ہے؟'' اب حضرت عمرؓ خاموش نہ رہ سکے اور کہنے لگے ''او اللہ کے دشمن! ہم سب زندہ ہیں اور ابھی اللہ نے تیری رسوائی کا سامان باقی رکھا ہے''۔ ابوسفیان نے کہا ''تمہارے کچھ مقتولین کا ہمارے لوگوں نے مثلہ کیا ہے مگر میں نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا اور میں نے اس کا برا بھی نہیں منایا''۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نعرہ لگایا، اُعلُ ھُبَل ''اے ہُبَل (بت) تیری شان اونچی ہو''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مسلمانوں نے جوابی نعرہ بلند کیا: **اللہ اعلیٰ واجلّ** ''اللہ بلندتر اور صاحب جلال ہے''۔ پھر ابوسفیان نے نعرہ بلند کیا: **لنا العُزّیٰ ولا عُزّیٰ لکم** ''عُزّیٰ (بت) ہمارا ہے اور تمہارے لئے کوئی عُزّیٰ نہیں'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر صحابہ کرام نے جوابی نعرہ بلند کیا: **اللّٰہ مولانا ولا مولیٰ لکم** ''اللہ ہمارا آقا ہے تمہارا کوئی ساتھی اور کارساز نہیں''۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا کہ یہ بدر کا بدلہ ہے حساب برابر رہا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا، برابر نہیں ہمارے مقتولین جنت میں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں''۔ ابوسفیان نے حضرت عمرؓ سے کہا ''ذرا قریب آکر میری بات سنو'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جاؤ سنو وہ کیا کہتا ہے؟'' ابوسفیان نے کہا ''میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دیتا ہوں صحیح صحیح بتاؤ کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیا ہے؟'' حضرت عمرؓ نے جواب دیا ''نہیں وہ زندہ و سلامت ہیں اور تمہاری گفتگو کو سن رہے ہیں''۔ ابوسفیان نے یہ بھی کہا ''اگلے سال ہمارا اور تمہارا پھر مقابلہ ہوگا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق مسلمانوں نے جواب دیا''

اچھا وعدہ رہا'' ابوسفیان کو جب حضرت عمرؓ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو اس نے یہ بھی کہا تھا کہ تم میرے نزدیک ابن قیمۂ سے زیادہ قابل اعتماد ہو۔ ابوسفیان کی مذکورہ بالا گفتگو اور طرز عمل سے واضح ہوتا ہے کہ مشرکین بھی یہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروقؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر اصحاب کی نسبت قریب ترین تعلق اور ساتھ ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ذریعے مکی لشکر کے واپس چلے جانے کی تحقیق کرائی، مکی لشکر کی واپسی کے بعد شہدا اور زخمیوں کی دیکھ بھال شروع ہوئی، حضرت زیدؓ بن ثابت نے حضرت سعد بن الربیع انصاری کو تلاش کیا، وہ زخمی تھے اور آخری سانسیں لے رہے تھے۔ حضرت زیدؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا اور کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا حال دریافت فرماتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور میری قوم انصار سے کہو کہ اگر تم میں سے ایک آنکھ بھی ہلتی رہے اور دشمن اللہ کے رسول تک پہنچ گیا تو تمہارا کوئی عذر اللہ کے نزدیک قبول نہ ہوگا اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ انہیں نیزے، تلوار اور تیر کے ستر سے زیادہ زخم لگے تھے۔ لوگوں نے زخمیوں میں اصیرمؓ کو بھی پایا، اس کا نام عمروؓ بن ثابت تھا، غزوۂ احد سے پہلے وہ اسلام کے مخالفین میں سے تھے، لوگ انہیں زخمیوں میں پڑا دیکھ کر سخت حیران ہوئے ان سے پتہ چلا کہ احد ہی کے روز اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام اور مسلمانوں کی محبت ڈالی۔ قبول اسلام کے بعد شریک جنگ ہو کر مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے انہیں جنتی قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ وہ ایسے جنتی ہیں کہ انہوں نے ایک نماز بھی نہیں ادا کی تھی۔ شہدا کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کے حق میں گواہ رہوں گا جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے وہ بروز قیامت اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا جس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ حضرت حنظلہؓ کی لاش غائب تھی، دور ایک جگہ پر اس حال میں ملی کہ اس سے پانی ٹپک رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں فرشتے غسل دے رہے ہیں، ان کی اہلیہ سے ان کا حال پوچھا جائے۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی وہ بیوی کی آغوش میں تھے کہ غزوۂ احد کے لئے روانگی کا اعلان ہوا۔ غسل کئے بغیر غزوے میں شریک ہو کر شہید ہوئے، انہیں غسیل میں الملائکہ (فرشتوں کے ذریعے غسل دیا ہوا) کہا جاتا ہے، مشرکین نے مسلمان شہدا کا مثلہ کیا تھا، یہ نہایت دلدوز منظر تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

not

اپنے محبوب چچا سیدالشہدا اسداللہ واسد رسولہ سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ کو شدید صدمہ ہوا۔ آپ کی پھوپھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اپنے عزیز بھائی کی لاش دیکھنا چاہتی تھیں، آپ نے ان کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اپنی والدہ کو روکو لیکن حضرت صفیہؓ نے کہا کہ میں صبر سے کام لوں گی، لاش دیکھی انا للّٰہ و انّا الیہ راجعون کہا، دعائے مغفرت کی اور واپس لوٹ آئیں کچھ صحابہ کرامؓ نے اپنے شہدا کو مدینہ منتقل کر دیا تھا، آپ نے حکم دیا کہ انہیں واپس لایا جائے اور انہیں ان کی شہادت گاہوں میں ہی دفن کیا جائے۔ شہدا کے ہتھیار اور پوستین کے لباس اتار لئے گئے پھر انہیں غسل دیئے بغیر اسی حالت میں دفن کیا گیا۔ آپ دو دو تین تین شہدا کو اکٹھے دفنا رہے تھے جسے قرآن زیادہ یاد تھا اسے مقدم رکھتے تھے۔ عبداللہؓ بن عمرو بن حرام اور عمرؓ بن جموح کو اکٹھے دفن کیا گیا کہ ان میں دوستی تھی، سیدالشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بھانجے اور رضاعی بھائی حضرت عبداللہؓ بن جحش کے ساتھ دفن کیا گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہؓ پر اس طرح روئے کہ ایسے آپ کو کبھی روتے نہیں دیکھا گیا۔ حضرت حمزہؓ کے لئے سیاہ دھاریوں والی چادر کے سوا کوئی کفن نہ ملا، اس سے سر ڈھانپا جائے تو پاؤں ننگے رہتے تھے اس لئے پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ یہی حال حضرت مصعبؓ بن عمیر کا تھا، انہیں چادر کے اندر کفنایا گیا تو سر ڈھانکنے پر پاؤں ننگے رہتے تھے لہٰذا پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ تقریباً سب شہدا کا کچھ اسی طرح کا حال تھا۔

احد کے مقتولین میں بنو ثعلبہ کا ایک یہودی مخیریق نامی تھا اس نے یہودیوں سے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) کی مدد کرنا تمہارا فرض ہے، یہودیوں نے اسے یاد دلایا کہ آج سبت (سنیچر کا دن) ہے تو اس نے کہا کہ تمہارے لئے کوئی سبت نہیں، تلوار لی اور کہا کہ اگر میں مر گیا تو میرا سازوسامان محمد (ﷺ) کے لئے ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخیریق بہترین یہودی تھا۔

زخمیوں میں قزمان نامی زخمی بھی تھا، یہ جنگ میں حیرت انگیز دلیری اور بہادری سے لڑا تھا اس کے ہاتھ سے سات یا آٹھ مشرکین قتل ہوئے تھے اسے بنو ظفر کے محلے میں لے جایا گیا، لوگوں نے اسے مبارکباد دی اس نے کہا میں نے اسلام کی خاطر جنگ نہیں لڑی بلکہ قومی غیرت وحمیت اور قبائلی فخر و افتخار کے جذبے سے جنگ میں حصہ لیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کی شجاعت اور بہادری کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے، لوگ اس پر حیران ہوتے تھے بعد میں جب زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرتے ہوئے قزمان نے خودکشی کر لی تو یہ حیرت دور ہوئی۔

شہدا کی تدفین کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مدینہ منورہ واپسی کی راہ لی، راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی شدید محبت وعقیدت کے ایسے مناظر سامنے آئے کہ انہیں تاریخ نے آئندہ نسلوں کے لئے ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا۔ راستے میں بنو دینار کی ایک خاتون صحابیہ ملیں، ان کا شوہر، بھائی اور والد تینوں غزوہ احد میں شہید ہو چکے تھے لیکن یہ انتہائی صابرو شاکر خاتون کہہ رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ وہ زندہ اور صحیح و سالم ہیں تو کہنے لگیں میں خود اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں جب آپ کی زیارت سے مشرف ہوئیں تو ان کی زبان سے یہ کلمات نکلے **کل مصیبة بعدک جلل** ''آپ کے بعد ہر مصیبت (میرے لئے) ہیچ ہے'' راستے میں حضرت حمنہؓ بنت جحش ملیں انہیں ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش کی شہادت کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے انا للہ کہا اور دعائے مغفرت کی انہیں ان کے ماموں سید الشہدا حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر دی گئی تو بھی انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی، پھر انہیں ان کے شوہر حضرت مصعبؓ بن عمیر کی شہادت کی اطلاع ہوئی تو بے اختیار چیخ اٹھیں اور رونا شروع کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو سب سے زیادہ اپنے خاوند سے محبت ہوتی ہے۔ راستے ہی میں حضرت سعدؓ بن معاذ کی والدہ ملیں، ان کے صاحبزادے حضرت سعدؓ بن معاذ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ انہیں اپنے بیٹے حضرت عمروؓ بن معاذ کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگیں کہ جب میں نے آپ کو دیکھ لیا تو اب میرے لئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداے احد کے لئے دعا فرمائی اور ام سعدؓ کو بشارت سنائی کہ ان کا بیٹا جنت میں ہے اور گھر والوں کے حق میں ان کے بیٹے کی سفارش اللہ تعالٰی کے نزدیک مقبول ہے حضرت ام سعدؓ نے عرض کیا کہ لواحقین کے لئے بھی دعا فرمایئے تو آپ نے یوں دعا فرمائی ''اے اللہ! ان کے دلوں کا غم دور کر، ان کی مصیبت کا بہتر بدل عطا فرما اور ان لواحقین کی بہترین حفاظت فرما''۔

شام کے وقت آپ اسی روز مدینہ منورہ پہنچ گئے تاریخ ۱۱/ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۱/ محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۲/ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین تھی، دن ہفتہ تھا۔ گھر پہنچ کر آپ نے اپنی تلوار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دی اور فرمایا اس کا خون دھو ڈالو۔ اللہ کی قسم! یہ آج میرے لئے بہترین ثابت ہوئی۔ حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار انہی کلمات کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کو دھونے کے لئے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہؓ نے بھی بہترین جنگ لڑی ہے۔ مدینہ منورہ میں چاروں

طرف گریہ وزاری، ماتم ونوحہ کی فضا تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا، اسی حالت میں اپنے محبوب ترین شہید چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے فرمایا کہ حمزہ کے لئے کوئی بھی رونے والا نہیں ہے، اس پر انصار کی کئی خواتین جمع ہوئیں اور انہوں نے حضرت حمزہؓ کا ماتم کیا لیکن آپ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی ان کے جذبۂ ہمدردی کو سراہا اور ساتھ ہی تنبیہ فرمائی کہ آئندہ کے لئے نوحہ اور ماتم حرام ہے۔

اس غزوے کے شہدا کی مشہور تعداد ستر ہے، ان میں بھاری اکثریت انصار کی تھی، انصار کے ۶۵ آدمی شہید ہوئے جن میں ۴۱ قبیلہ خزرج کے اور ۲۴ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا، ۲۲ کے قریب مشرکین بھی جہنم رسید ہوئے بعض محققین کے نزدیک مشرکین کے مقتولین کی تعداد ۳۷ تک پہنچتی ہے۔

غزوۂ احد اور اس کے ساتھ ہی متصل غزوۂ حمراء الاسد کے متعلق سورۂ ال عمران میں ساٹھ آیات نازل ہوئیں جن میں غزوۂ احد میں ہونے والے نقصان کی حکمتیں مذکور ہیں ساتھ ہی مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں پر سخت تنبیہ کی گئی ہے، شہدائے احد کی فضیلت اور لواحقین کے لئے بشارت دی گئی ہے، مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس طرح کی آزمائشوں، تکالیف اور مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑے تو کھرے اور کھوٹے، مخلص اور منافق میں کوئی امتیاز نہ رہے گا، اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کہ تمھیں ایک ہی حالت پر رہنے دے، جب تک وہ پاکیزہ لوگوں کو گندے لوگوں سے الگ تھلگ نہ کر دے، اللہ تعالیٰ کو یہ بھی منظور تھا کہ تم میں سے کچھ لوگ مرتبۂ شہادت پر فائز ہوں، ان شہدا کو مردہ نہ کہا جائے بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے، او راللہ تعالیٰ نے جنت میں جو نعمتیں ان کو عطا فرما رکھی ہیں ان پر وہ نہایت فرحاں وشاداں ہیں انہیں یہ بھی بشارت دی گئی ہے کہ تمہارے جو لواحقین پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں، ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غم زدہ ہوں گے، جن لوگوں نے پہاڑی درہ چھوڑا تھا اور جو بعد میں میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے انہیں سخت تنبیہ کی کہ تمہاری اس حرکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی جس کے بدلے میں تمہیں بھی غم واندوہ کا سامنا کرنا پڑا۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف سے مغفرت کی دوہا ربشارت بھی سنا دی کہ اللہ مومنین پر فضل کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کا دل بھی نرم کر دیا کہ وہ بھی اپنے ان ساتھیوں کو معاف کر دیں، بلکہ آئندہ بھی ان کے لئے استغفار کیا کریں اور اپنے اہم معاملات میں انہیں شریک مشورہ بھی کیا کریں، غزوۂ احد میں پہنچنے والے نقصان کی یہ حکمت بھی مذکور ہوئی کہ مسلمان عقیدہ تقدیر پر پختہ یقین رکھیں نفع او رنقصان اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے جو لوگ میدان جنگ میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے وہ اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی نوشتۂ تقدیر کے مطابق

ضرور اپنی قتل گاہوں تک پہنچ جاتے، مسلمانوں کو بتایا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول اس دنیا میں آتے رہے اور اس دنیا سے رخصت ہوتے رہے لہذا آپ اگر طبعی موت کے ذریعہ یا مقتول ہوکر دنیا سے رخصت ہو جائیں تو دین سے پھر جانے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جو ایسا کرے گا اس کے سب اعمال اکارت جائیں گے اور وہ خود ہی اپنا نقصان کرے گا۔ صحابہ کرامؓ کے مخالفین کا انجام بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافقین جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب خلوت میں ہوتے ہیں تو تم (اصحاب محمد ﷺ) پر غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اے پیغمبر! تو ان سے کہہ دے (اور یوں بددعا کر) تم اپنے غصے میں مر جاؤ اللہ تعالیٰ سینوں میں (چھپی) باتوں سے باخبر ہے، اس غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے یہ سبق بھی مسلمانوں کو دیا کہ دکھ ہو یا سکھ، تکلیف ہو یا راحت، تنگدستی ہو یا خوشحالی، سفر ہو یا حضر، مرض ہو یا صحت، فقر ہو یا غنا، جنگ ہو یا امن ہر حال میں مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہئے، چنانچہ احد کے روز مشرکین کے واپس چلے جانے پر صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے پیچھے صف بندی کی اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے یوں مناجات کی "اے اللہ! سب تعریف تیرے ہی لئے ہے، اے اللہ! جس چیز میں تو فراخی کرے اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتا اور جس چیز میں تو تنگی کرے اسے کوئی فراخ نہیں کرسکتا، تو جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے تو ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ جو چیز تو عطا نہ فرمائے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جس چیز کو تو دور کردے اسے کوئی نزدیک نہیں کرسکتا، اور جس چیز کو تو قریب کردے اسے کوئی دور نہیں کرسکتا، اے اللہ! ہمارے اوپر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما اور اپنا فضل عطا فرما، اے اللہ! میں تجھ سے قائم رہنے والی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو زائل نہ ہو، اے اللہ! میں تجھ سے فقر کے دن مدد کا اور خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! جو کچھ تو نے ہمیں دیا ہے اور جو کچھ ہمیں نہ دیا، سب کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ! ایمان کو ہمارے نزدیک محبوب بنا دے اور اسے ہمارے دلوں میں سجا دے اور کفر، فسق اور عصیان کو ہمارے لئے ناپسندیدہ بنا دے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما دے، اے اللہ! ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے اور مسلمان ہونے کی حالت میں ہی زندہ رکھ اور ہمیں ذلت اور فتنے سے بچا کر نیک لوگوں میں شامل فرما دے، اے اللہ! تو ان کافروں کو عذاب دے اور ان پر سختی فرما جو تیرے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، اے اللہ! ان کفار کو بھی مار جنہیں کتاب دی گئی ہے، (یعنی اہل کتاب

یہود و نصاریٰ کا بھی مؤاخذہ فرما) یا الہ الحق"

اس غزوے میں بظاہر انتہائی غیر موافق اور نا مساعد حالات کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان یوں محفوظ رہے کہ قریش مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کے اپنے پختہ مکروہ اور خبیث عزائم میں قطعاً ناکام رہے، اس دور کے دستور کے مطابق فاتح لشکر میدان جنگ میں دو تین دن ٹھہرتا تھا لیکن مکی لشکر نے مکہ واپسی میں حیرت انگیز عجلت دکھائی، اگرچہ ستر کے قریب مسلمان شہید ہوئے لیکن قریش مکہ ایک بھی مسلمان کو جنگی قیدی نہ بنا سکے جبکہ غزوۂ بدر میں ستر مشرکین مقتول ہوئے اور ستر کے قریب قیدی بنا لئے گئے تھے، ان میں بڑے بڑے سردارانِ قریش بھی شامل تھے، غزوۂ احد میں کفار کو کوئی مال غنیمت بھی حاصل نہیں ہوا۔ لہٰذا وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس غزوے میں مسلمانوں کو کلی یا جزوی شکست ہوئی تھی۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کا اس جنگ میں کفار کی نسبت زیادہ نقصان ہوا اور جنگ کسی بھی فریق کی فتح یا شکست کا فیصلہ ہوئے بغیر ختم ہوئی۔

حفاظت کے ظاہری اسباب کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غزوے میں روحانی اور غیبی مدد بھی حاصل ہوئی، صحیحین میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ میں نے احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو آدمیوں کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ کی طرف سے بھرپور جنگ کر رہے تھے میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد ان دونوں کو کبھی نہیں دیکھا اور امام مسلم کی روایت کے مطابق یہ دونوں حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے۔

۱۰۔ غزوۂ حمراء الاسد:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ مکہ واپس جاتے وقت ابوسفیان ضرور پچھتائے گا کہ ہم نے غزوۂ احد میں شدید جانی نقصان اٹھانے اور زخمی ہونے والے مسلمانوں کا مکمل صفایا کیوں نہیں کر دیا اور کیوں نہ ہم واپس پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ کریں۔ چنانچہ آپ نے غزوۂ احد سے اگلے روز ۱۲/شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۲/محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۳/جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز اتوار اعلان فرما دیا کہ دشمن کے مقابلے میں چلنا ہے مگر وہی لوگ ہمارا ساتھ دیں، جو غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے ساتھ دینے کی پیشکش کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ اگرچہ غزوۂ احد میں شریک نہیں تھے، لیکن انہیں ساتھ جانے کی اجازت مل گئی، غزوۂ

احد کے موقع پر انہیں ان کے والد حضرت عبداللہؓ بن حرام نے اپنی بچیوں کی حفاظت کے لئے مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا تھا اور خود غزوۂ احد میں شریک ہوکر مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے تھے، اگر چہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے والے یہ اصحاب زخموں سے چور اور تھکے ماندے تھے لیکن قریش کے خلاف نئی جنگ کے لئے محبت وعقیدت کے ساتھ بخوشی راضی ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حمراء الاسد کے مقام تک تشریف لے گئے جو مدینہ منورہ سے کوئی آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے، اسی اثناء میں معبد بن ابی معبد الخزاعی کا وہاں سے گزر ہوا، یہ شخص مسلمانوں کا ہمدرد تھا، اس نے روحاء کے مقام پر پڑاؤ ڈالے مکی لشکر کے سردار ابوسفیان کو یہ خبر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب پوری طرح تیار اور مسلح ہو کر ابوسفیان کے تعاقب میں چل پڑے ہیں، مدینے کے لوگ سخت مشتعل ہیں اور جو غزوۂ احد میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ بھی اہل مکہ سے بھرپور انتقام لینے کی خواہش میں اسلامی لشکر میں شامل ہیں، ابوسفیان اور اس کے ساتھی یہ خبر سن کر حواس باختہ ہوگئے اور انہوں نے مکہ کی طرف واپسی کی رفتار تیز کر دی، حالانکہ اس سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے متعلق خدشہ صحیح ثابت ہوا تھا اور مکی لشکر مدینے پر حملہ آور ہونے کی منصوبہ سازی کر رہا تھا، مسلمانوں تک بھی یہ خبر پھیل گئی تھی کہ یہ لوگ اکٹھے ہوکر از سر نو مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلمانوں نے انتہائی اطمینان اور دلجمعی سے یہ کہا **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** ''اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔ اس کلمے کی برکت سے دشمن مرعوب اور دہشت زدہ ہوکر واپس پلٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں تین دن ٹھہرے، وہاں قیام کے دوران مسلمانوں کو کچھ تجارت کا بھی موقع ملا جو ان کے لئے نفع بخش ثابت ہوئی، اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے، راستے میں ابوعزہ جمحی پکڑا گیا یہ وہی شاعر تھا جو غزوۂ بدر میں پکڑا گیا تھا اس نے اپنے فقر و فاقہ اور بیٹیوں کی کثرت کا حوالہ دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کی درخواست کی تھی، اس پر اسے فدیہ لئے بغیر اس شرط پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف سازش اور لڑائی میں شریک نہیں ہوگا لیکن بعد میں صفوان بن امیہ کی باتوں میں آکر اس نے بدعہدی کی اور اپنی شاعری سے مسلمانوں کے خلاف مشرکین کو خوب ابھارا تھا، اس مرتبہ وہ پھر معافی کا خواستگار ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اب یہ سننا نہیں چاہتا کہ تو مکہ میں اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیرتا ہوا یہ کہے کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوسری مرتبہ دھوکہ دیا ہے، آپ نے اسے قتل کروا دیا، آپ نے قریش مکہ کے ایک جاسوس معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کو بھی قتل کر دیا، یہ شخص اپنے چچازاد بھائی حضرت

عثمان غنیؓ سے ملنے آیا تھا، اسے حضرت عثمانؓ کی سفارش پر صرف تین دن کی امان ملی تھی مگر وہ اسکے بعد بھی جاسوسی کے لئے وہیں رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمار بن یاسر اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما نے اس کا تعاقب کر کے اس وقت قتل کر ڈالا جب وہ بھاگ نکلنے کی کوشش کر رہا تھا، یہ شخص اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی ماں عائشہ کا باپ تھا۔

۱۱۔ سریہ مرثدؓ بن ابی مرثد الغنوی، (حادثۂ رجیع):

غزوۂ احد کے بعد اواخر شوال ۳ ہجری قمری شمسی بمطابق اواخر محرم ۴ ہجری قمری بمطابق اوائل جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عضل اور قارہ کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور کہا کہ ان کے علاقوں میں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، انہیں دین سکھانے اور قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے مبلغین کی ضرورت ہے، آپ نے بقول ابن اسحاق چھ افراد ان کے ہمراہ کر دیئے، جن کے امیر حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی تھے، جبکہ بروایت امام بخاریؒ یہ دس حضرات تھے جن پر حضرت عاصمؓ بن ثابت کو امیر مقرر کیا گیا تھا، جب یہ حضرات عسفان اور مکے کے درمیان قبیلہ بنو ہذیل کے ایک چشمے رجیع پر پہنچے تو عضل و قارہ کے مذکورہ افراد نے قبیلۂ ہذیل کی ایک شاخ بنولحیان کو ان کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی، بنولحیان دو سو آدمی لے کر پہنچ گئے جن میں سو تیر انداز تھے، صحابہ کرامؓ نے ایک ٹیلے پر پناہ لی، بنولحیان نے دھوکے اور فریب سے کام لیتے ہوئے ان سے یہ کہا کہ تم ٹیلے سے نیچے اتر آؤ تو تمھیں امان حاصل ہوگی، انہوں نے نیچے اترنے سے انکار کر دیا تو جنگ شروع ہوگئی جس میں سوائے تین حضرات کے باقی سب صحابہ کرامؓ مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے، یہ تین صحابی حضرت خبیبؓ بن عدی، زیدؓ بن دثنہ اور عبد اللہؓ بن طارق تھے جو دشمنوں کی طرف سے امان کے پر فریب وعدوں پر اعتماد کر بیٹھے اور ٹیلے سے نیچے اتر آئے، ان لوگوں نے ان تینوں کی مشکیں کس لیں اور انہیں اہل مکہ کے پاس فروخت کرنے کے لئے چل پڑے، جب مقام ظہران پر پہنچے تو حضرت عبداللہؓ بن طارق نے اپنے آپ کو ان کی قید سے چھڑا لیا اور تلوار سونت کر لڑنے کے لئے تیار ہوگئے، یہ لوگ ایک طرف ہٹ کر حضرت عبداللہؓ پر سنگ باری کرتے رہے جس سے وہ شہید ہوگئے، یہ ابن اسحاق کی روایت ہے، امام بخاریؒ کی روایت کے مطابق حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کے ساتھ جو تیسرے آدمی تھے، انہوں نے ٹیلے سے نیچے اترتے ہی کہا تھا کہ یہ پہلی عہد شکنی اور غداری ہے اور انہوں نے دشمنوں کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تھا، ان ظالموں نے انہیں گھسیٹ کر

ساتھ لے جانے کی کوشش کی تو اپنی ناکامی پر انہیں شہید کر دیا، پھر وہ حضرت خبیبؓ بن عدی اور حضرت زیدؓ بن دثنہ کو مکہ میں فروخت کے لئے لے آئے، حضرت خبیبؓ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خرید لیا کیونکہ حضرت خبیبؓ نے غزوۂ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا حضرت زیدؓ بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تا کہ غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے اپنے باپ کے بدلے میں انہیں قتل کرے۔

یہ واقعہ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق صفر ۴ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین کا ہے، اہل مکہ میں قمریہ شمسی تقویم رائج تھی، ذی قعدہ، ذی الحجا و محرم کے مہینے حرمت والے مہینے تھے لہذا یہ دونوں حضرات ان اشہر حُرم میں اہل مکہ کے ہاں اسیر رہے، اپنی اسیری کے دوران ایک مرتبہ حضرت خبیبؓ نے اپنی ضرورت کے لئے حارث کی ایک بیٹی سے استرا مانگا جو انہیں دے دیا گیا، دریں اثنا اس خاتون کا ایک بیٹا حضرت خبیب کے پاس چلا گیا جسے انہوں از راہ شفقت اپنی ران پر بٹھایا ہوا تھا، خاتون یہ منظر دیکھ کر سخت پریشان ہو گئی کہ مبادا حضرت خبیبؓ اس بچے کو قتل کر ڈالیں لیکن آپ نے اس خاتون کو تسلی دی کہ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ یہ خاتون بعد میں کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا، میں نے انہیں انگوروں کے ایک خوشے سے انگور کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکہ میں انگور نہ تھے یہ محض غیبی رزق تھا جو انہیں اس حالت میں ملا جب وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

حرمت کے مہینوں کے ختم ہونے پر صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمری بمطابق اکتوبر ۶۲۵ عیسوی جیولین میں خاندان حارث حضرت خبیبؓ کو سولی دینے کے لئے حدود حرم کے باہر مقام تنعیم پر لے گیا، مصلوب ہونے سے پہلے آپ نے ان سے دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی مہلت طلب کی۔ بروایت بخاری حضرت خبیبؓ پہلے شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ چلا ہے، چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو پسند فرمایا تھا لہذا قتل سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینا مستحب قرار پایا ہے، حضرت خبیبؓ نے دو رکعت نماز پڑھ کر فرمایا کہ میرا دل نماز لمبی کرنے کو چاہتا تھا مگر مجھے خیال گزرا کہ تم یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ میں موت سے ڈرتا ہوں، آپ نے پھر یہ اشعار پڑھے۔

ولست اُبالی حین اقتل مسلما　　　علیٰ ای شق کان للّٰہ مصرعی

وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء　　　یُبارک علی اوصال شلوٍ مُمزّع

جب میں اسلام کے لئے قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ کس

پہلو پر قتل کیا جاؤنگا، یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ اگر چاہے گا تو

پارہ پارہ کیے گئے اعضا کے جوڑ جوڑ میں برکت ڈال دے گا۔

پھر عقبہ بن حارث نے انہیں مصلوب کیا، عقبہ بن حارث کی کنیت ابوسروعہ تھی انہوں نے بعد میں اسلام قبول کرلیا تھا اور شرف صحابیت سے مشرف ہوئے تھے۔

قریش نے حضرت خبیبؓ کی لاش کی نگرانی کے لئے اپنے پہریدار مقرر کر رکھے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''تم میں سے کون خبیب کو سولی پر سے اتار کر لائے گا اور اسکے بدلے جنت حاصل کرے گا؟'' حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت مقدادؓ بن الاسود اس کام کے لئے تیار ہو کر تنعیم پہنچے اور پہریداروں کو غافل پا کر حضرت خبیبؓ کی لاش کو گھوڑے پر رکھ کر روانہ ہوئے، آپ کی لاش بالکل تر و تازہ تھی، ہاتھ زخم پر تھا، زخم میں تازہ سرخ خون اور اس میں کستوری کی خوشبو تھی حالانکہ سولی کو چالیس روز ہو گئے تھے، قریش کو لاش کی گمشدگی کا علم ہوا تو انہوں نے تعاقب میں ستر آدمی دوڑائے، جب یہ لوگ قریب پہنچے تو حضرت زبیرؓ نے لاش کو زمین پر رکھ دیا، فوراً زمین شق ہوئی اور لاش کو نگل گئی اسی لئے حضرت خبیبؓ کو بلیع الارض (زمین کا نگلا ہوا) کہا جاتا ہے، بعض روایات کے مطابق حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری نے حضرت خبیبؓ کو سولی سے اتارا تھا، بعد میں جب انہوں نے مڑ کر دیکھا تو حضرت خبیبؓ کی لاش کو زمین نگل چکی تھی، حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری نے پہریداروں کی بے خبری میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہوئے لاش کو اتارا تھا، قریش نے حضرت عاصمؓ بن عدی کی لاش کا سر کاٹنے کے لئے بھی کچھ لوگ بھیجے تھے، کیوں کہ حضرت عاصمؓ نے غزوۂ بدر میں بعض اعیان قریش کو قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا لشکر بھیج دیا، یہ لوگ لاش کے قریب جانے کی ہمت ہی نہ کر سکے بعد میں رات کے وقت ایک سیلاب آیا جو ان کی لاش کو بہا کر لے گیا، حضرت عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میرے جسم کو مشرکین کا ہاتھ نہ لگے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت زیدؓ بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کے ارادے سے خرید لیا تھا، ان کے قتل کے وقت اعیانِ قریش موجود تھے، ابوسفیان نے حضرت زیدؓ سے پوچھا کہ صحیح صحیح بتاؤ اگر تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا جاتا اور تم اپنے اہل وعیال میں ہوتے تو تمہیں اس سے خوشی نہ ہوتی؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا ''واللہ! مجھے ہرگز خوشی نہ ہوگی کہ میں تو اپنے گھر میں رہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میری جگہ ایک کانٹا بھی چبھے جس سے آپ کو تکلیف ہو'' بعض روایات کے مطابق یہ مکالمہ حضرت خبیبؓ سے ہوا تھا، صفوان کے غلام نسطاس نے انہیں تلوار سے شہید کر دیا، یہ صفوان بن امیہ اور نسطاس بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، یہ بھی کہا

جاتا ہے کہ حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو ایک ہی دن شہید کیا گیا تھا۔

۱۲۔ سال ۳ ہجری کے دیگر متفرق واقعات:

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروق سے نکاح فرمایا، ان کا پہلا نکاح خنیسؓ بن حذافہ کے ساتھ ہوا تھا، ان ہی کے ساتھ مدینہ ہجرت کی، وہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے درمیانی عرصے میں انتقال کر گئے تو حضرت حفصہؓ بیوہ ہوگئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آ گئیں، حضرت امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں شعبان ۴۵ ہجری میں مدینے میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اسی سال وراثت کے احکام نازل ہوئے اور اسی سال مشرکین سے مسلمانوں کا نکاح حرام ہونے کے احکام نازل ہوئے۔

توفیقی مباحث سال ۳ ہجری قمریہ شمسی ۳۔۴ ہجری قمری

تقابلی تقویمی جدول سال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۳۔۴ ہجری قمری بمطابق ۶۲۴ تا ۶۲۵ عیسوی جیولین بمطابق ۴۳۸۵ خلیقہ عبرانی (۲۳۱ ویں ۱۹ سالہ دور کا پندرھواں، غیر مکبوس سال)

یکم ستمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین = (۲۴۴ تقسیم ۳۶۶ + ۶۲۴) تقسیم ۴ء۲۰۲۰۷۹ - ۶۵۲۶ء۶۲۰

=۱۹۸۲۳ء۳، (۱۹۸۲۳ء×۱۲) = ۳۷۸۷۶ء۴ (۳۷۸۷۶ء×۵ء۲۹) = ۱۷ء۱۱ =

۱۱ ربیع الاول ۳ ہجری قمری، پس یکم ربیع الثانی ۳ ہجری قمری بمطابق یکم محرم ۳ ہجری قمریہ شمسی = ۳۲-۱۱ = ۲۱ ستمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین، تاریخ قران ۱۸/ستمبر بوقت ۱۴:۳۶ پس صحیح تاریخ ۲۰ ستمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین، ۲۰ ستمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین کے دن کی تخریج =

(۶۲۳×۲۵ء۱ کا حاصل ضرب بحذف کسر)+۲۶۴=۱۰۴۲، (۱۰۴۲ تقسیم ۷ کا باقی ماندہ عدد =۶= جمعرات

وقت قران	تاریخ قران	قمری ہجری	قمریہ شمسی ہجری	دن	عیسوی جیولین
۱۴:۳۶	۱۸/ستمبر ۶۲۴ء	یکم ربیع الثانی ۳ ہجری	یکم محرم ۳ ہجری	جمعرات	۲۰/ستمبر ۶۲۴ء
۰۳:۴۷	۱۸/اکتوبر	یکم جمادی الاولیٰ	یکم صفر	ہفتہ	۲۰/اکتوبر
۱۶:۱۲	۱۶ نومبر	یکم جمادی الآخریٰ	یکم ربیع الاول	اتوار	۱۸/نومبر

۱۸دسمبر	منگل	یکم ربیع الثانی	یکم رجب	۱۶دسمبر	۵۳:۵۰
۱۶جنوری۶۲۵ء	بدھ	یکم جمادی الاولی	یکم شعبان	۱۴/جنوری۶۲۵ء	۱۴:۳۶
۱۵/فروری	جمعہ	یکم جمادی الآخری	یکم رمضان	۱۳/فروری	۰۰:۳۴
۱۶/مارچ	ہفتہ	یکم رجب	یکم شوال	۱۴مارچ	۱۰:۱۱
۱۴/اپریل	اتوار	یکم شعبان	یکم ذی قعدہ	۱۲/اپریل	۲۰:۰۸
۱۴/مئی	منگل	یکم رمضان	یکم ذی الحجہ	۱۲/مئی	۰۷:۱۱
۱۲/جون	بدھ	یکم شوال	یکم محرم۴ہجری	۱۰/جون	۱۹:۴۹
۱۲/جولائی	جمعہ	یکم ذی قعدہ	یکم صفر	۱۰/جولائی	۱۰:۰۶
۱۱/اگست	اتوار	یکم ذی الحجہ	یکم ربیع الاول	۹/اگست	۰۱:۴۲

ا۔ مراجعت از غزوہ غطفان، ذی امر، نجد:

سال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۔۳ ہجری قمری کے واقعات کے سلسلے میں مذکور ہو چکا ہے کہ غزوۂ ہذا کے لئے روانگی بقول ابن اسحاق اواخر ذی الحجہ ۲ ہجری میں ہوئی تھی جبکہ ابن ہشام نے اسے ذی الحجہ ۲ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے، علامہ ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں: **قال ابن اسحاق، فلما رجع رسول الله ﷺ من غزوة السويق اقام بالمدينة بقية ذى الحجة او قريبا منها، ثم غزا نجداً يريد غطفان و هى غزوة ذى امر** (۱) "ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ سویق سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ماہ ذی الحجہ کے بقیہ ایام یا تقریباً ان ایام تک مدینہ میں قیام فرمایا پھر آپ غزوۂ نجد کے لئے نکلے، آپ کا ارادہ غطفان کا تھا اور یہی غزوۂ ذی امر ہے"۔

مذکورہ بالا عربی متن میں "اوقریبا منہا" کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے کہ اس غزوے کے لئے روانگی اواخر ذی الحجہ ۲ ہجری میں ہوئی اور غزوے کے سفر کا زیادہ عرصہ محرم ۳ ہجری میں گزرا، اسی لئے ابن کثیرؒ اور بعض دیگر سیرت نگاروں نے اسے محرم ۳ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے، (۲) سال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲،۳ ہجری قمری کے حوادث میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ذی الحجہ اور محرم کے یہ مہینے قمریہ شمسی تقویم کے ہیں، ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ ربیع الاول ۳ ہجری قمری تھا اور محرم ۳

ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ ربیع الثانی ۳ ہجری قمری تھا، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۲/اگست ۶۲۴ء	بدھ	یکم ذی الحجہ ۲ ہجری	یکم ربیع الاول ۳ ہجری	۲۰/اگست	۰۰:۳۰
۲۰/ستمبر	جمعرات	یکم محرم ۳ ہجری	یکم ربیع الثانی ۳ ہجری	۱۸/ستمبر	۱۴:۳۶

مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ غزوۂ غطفان کے لئے روانگی اواخر ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اواخر ربیع الاول ۳ ہجری قمری میں ہوئی، چنانچہ ابن سعد اور واقدی نے اس غزوے کی توقیت قمری تقویم میں اور ابن اسحاق اور ابن ہشام نے قمریہ شمسی تقویم میں کی ہے، کیونکہ واقدی اور ابن سعد نے اسے ۱۲/ربیع الاول ۳ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے، اور دن جمعرات لکھی ہے لیکن جیسا کہ سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کے توقیتی مباحث میں واضح کیا جا چکا ہے، جمعرات کا دن اواخر ربیع الاول ۳ ہجری قمری میں ۲۳ تاریخ کو بنتا ہے یعنی غزوہ ہذا کے لئے روانگی ۲۳/ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۳ ربیع الاول ۳ ہجری قمری بروز جمعرات ہوئی اور غزوہ محرم ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الثانی ۳ ہجری قمری میں ہوا۔ (۳) ابن کثیر نے بحوالہ ابن اسحاق لکھا ہے **فاقام بنجد صفرا کله او قریبا من ذالک** (۴) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب نجد میں مقیم رہے"۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غزوۂ ہذا سے آپ کی واپسی اواخر صفر ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اواخر جمادی الاولیٰ ۳ ہجری قمری بمطابق نومبر ۶۲۴ عیسوی جیولین میں ہوئی کیونکہ یکم ربیع الاول قمریہ شمسی ۳ ہجری بمطاق یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری بمطابق ۱۸/نومبر ۶۲۴ عیسوی جیولین بروز اتوار سریہ زیدؓ بن حارثہ ہوا تھا، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۰/اکتوبر ۶۲۴ء	ہفتہ	یکم صفر ۳ ہجری	یکم جمادی الاولیٰ ۳ ہجری	۱۸/اکتوبر	۰۳:۴۷
۱۸/نومبر	اتوار	یکم ربیع الاول	یکم جمادی الاخریٰ	۱۶/نومبر	۱۶:۱۲

۲۔ سریہ زیدؓ بن حارثہ، (مہم قرد):

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران

۱۸/ نومبر ۶۲۴ء	اتوار	یکم ربیع الاول ۳ ہجری	یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری	۱۶/ نومبر	۱۶:۱۲
۱۸/ دسمبر	منگل	یکم ربیع الثانی	یکم رجب	۱۶/ دسمبر	۰۳:۵۰

ابن سعدؒ نے سریہ زیدؓ بن حارثہ کو اوائل جمادی الاخریٰ ۳ ہجری کا، واقدی نے یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری کا اور ابن اسحاق نے اسے غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد ربیع الاول ۳ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے۔(۵) ابن حبیب بغدادیؒ نے اس کی تاریخ ۲۵/ رجب ۳ ہجری بیان کی ہے۔(۶) جدول سے ثابت ہو رہا ہے کہ سیرت نگاروں نے اس سریے کی توقیت قمریہ شمسی اور قمری دونوں تقاویم میں کی ہے، پس یہ سریہ یکم ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری بمطابق ۱۸/ نومبر ۶۲۴ء عیسوی جیولین بروز اتوار کا ہے، ابن حبیب نے اسے ۲۵/ رجب ۳ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے تاہم ابن سعد اور ابن اسحاق کی توقیت ہی آپس میں ہم آہنگ ہونے کی بنا پر درست دکھائی دے رہی ہے۔

چونکہ بقول ابن اسحاق یہ سریہ غزوۂ بدر سے چھ ماہ بعد ربیع الاول ۳ ہجری کا واقعہ ہے اور ابن خلدونؒ نے بھی یہی لکھا ہے اور اسے موسم سرما کا واقعہ قرار دیا ہے، لہٰذا یہ بھی بطریق احسن ثابت ہو گیا کہ غزوۂ بدر کا رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی تقویم کا ہے، کیونکہ غزوہ بدر کے رمضان سے چھ ماہ بعد وقوع پذیر سریہ زیدؓ بن حارثہ کا خالص قمری مہینہ ربیع الاول نہیں بلکہ جمادی الاخریٰ ہے، ربیع الاول تو قمریہ شمسی ہے جیسا کہ جدول سے بخوبی واضح ہے پس ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی کے موسم سرما سے چھ ماہ پہلے کا رمضان ۲ ہجری بھی قمریہ شمسی ہوا اور موسم گرما کا ہوا۔ رمضان قمریہ شمسی ہمیشہ موسم گرما میں ہوا کرتا تھا جیسا کہ رمضان کے مادے ''رمض'' سے واضح ہو رہا ہے جبکہ ربیع الاول قمریہ شمسی ہمیشہ موسم سرما کے آغاز میں ہوا کرتا تھا جیسا کہ مذکورہ بالا جدول سے بھی واضح ہو رہا ہے۔

۳۔ سریہ محمدؓ بن مسلمہ، (قتل کعب بن اشرف):

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۸/ نومبر ۶۲۴ء	اتوار	یکم ربیع الاول ۳ ہجری	یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری	۱۶/ نومبر	۱۶:۱۲

کعب بن اشرف یہودی کا قتل ابن سعد اور واقدی کے بقول ۱۴/ ربیع الاول ۳ ہجری کا واقعہ ہے،

(۷)ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ کعب بن اشرف لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔ واقدی نے لکھا ہے: **فلما انتهوا الى حصنه هتف به ابو نائلة وكان ابن الاشرف حديث عهد بعرس فوثب فاخذت امرأته بناحية ملحفته وقالت اين تذهب؟ ثم ضرب بيده الملحفة وهو يقول ......** (۸)"تو جب وہ اس (کعب بن اشرف یہودی) کے قلعے تک پہنچے تو ابو نائلہؓ نے اسے آواز دے کر پکارا۔ ابن اشرف کی نئی نئی شادی ہوئی تھی تو وہ (باہر جانے کے لئے) اچھلا۔ اس پر اس کی عورت نے اس کے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تو کہاں جاتا ہے؟ تو اس نے اپنے ہاتھ سے لحاف ایک طرف دے مارا اور وہ کہہ رہا تھا ......"

مذکورہ بالا جدول کے مطابق یکم ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی کو جیولین عیسوی تاریخ ۱۸/نومبر ۶۲۴ء عیسوی تھی لہٰذا ۱۴/ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی کو عیسوی تاریخ یکم دسمبر ۶۲۴ء عیسوی جیولین ہوئی۔ یہ مہینہ موسم سرما کا ہے اور کعب بن اشرف کا لحاف اوڑھ کر سونا موسمی تقاضے کے عین مطابق ہے جبکہ خالص قمری تقویم میں ربیع الاول ۳ ہجری کا مہینہ موسم گرما کا ہے، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۲/اگست ۶۲۴ء	بدھ	یکم ذی الحجہ ۳ ہجری	یکم ربیع الاول ۳ ہجری	۲۰/اگست	۳۰:۰۰

مذکورہ بالا جدول کی روشنی میں ۱۴/ربیع الاول ۳ ہجری قمری کو عیسوی تاریخ ۴/ستمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین بنے گی، یہ موسم گرما کے اختتام اور موسم خزاں کے آغاز کا مہینہ ہے، ستمبر کے اوائل میں لحاف اوڑھ کر سونا موسمی تقاضے کے مطابق نہیں ہے، پس سریہ ہذا کی تاریخ ۱۴/ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۴/جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری بمطابق یکم دسمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہے، کیونکہ یکم ربیع الاول کو اتوار تھا۔

۴۔ نکاح ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ:

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے نکاح کا مہینہ واقدی نے ربیع الاول ۳ ہجری لکھا ہے اور رخصتی کا مہینہ جمادی الاخریٰ ۳ ہجری بیان کیا ہے (۹) دراصل نکاح اور رخصتی کا مہینہ ایک ہی ہے اوپر سریہ محمدؓ بن مسلمہ میں تقابلی تقویمی جدول کا جو متعلقہ حصہ پیش کیا جا چکا ہے، اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری ہے۔ عیسوی مہینہ نومبر، دسمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین ہے، واقدی نے دو تقویمی التباس کی وجہ سے نکاح اور رخصتی کے مہینے الگ الگ سمجھ لئے حالانکہ نکاح اور رخصتی دونوں کا مہینہ ایک ہی

ہے ورنہ رخصتی میں بلا وجہ تاخیر اس دور کے عرب معاشرے کے حالات کے مطابق نہیں۔

۵۔غزوۂ بحران، غزوۂ بنی سلیم:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۸/نومبر ۶۲۴ء	اتوار	یکم ربیع الاول ۳ ہجری	یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری	۱۶/نومبر	۱۶:۱۲
۱۸/دسمبر	منگل	یکم ربیع الثانی	یکم رجب	۱۶/دسمبر	۰۳:۵۰

ابن سعد نے اس غزوے کی تاریخ ۶/جمادی الاولیٰ ۳ ہجری بیان کی ہے، (۱۰) واقدی نے بھی اس کا مہینہ جمادی الاولیٰ اور دوسرے نسخے کے مطابق جمادی الاخریٰ لکھا ہے (۱۱) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے سیرۃ المصطفیٰ میں اس کا مہینہ ربیع الثانی ۳ ہجری بیان کیا ہے، (۱۲) ابن حبیب بغدادیؒ نے اس کی تاریخ یکم ربیع الثانی ۳ ہجری بیان کی ہے۔ (۱۳) ابن خلدون نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ ذی امر، نجد سے صفر ۳ ہجری میں واپس تشریف لائے تھے پھر اواخر ربیع الاول ۳ ہجری میں بخیال قریش مدینے سے روانہ ہو کر بُحران (معدن حجاز) تک پہنچ گئے، پس یہ غزوہ ربیع الثانی ۳ ہجری میں ہی ہوا ہے، ابن کثیرؒ نے بھی اس کا مہینہ ربیع الثانی ۳ ہجری ہی لکھا ہے (۱۴) یہی قول ابن اسحاق کا ہے (۱۵)۔ مذکورہ بالا تقابلی جدول سے واضح ہو رہا ہے، کہ ربیع الاول اور ربیع الثانی ۳ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل خالص قمری تقویم کے مہینے جمادی الاخریٰ اور رجب ۳ ہجری قمری کے ہیں، یوں سیرت نگاروں نے قمریہ شمسی وقمری دونوں تقاویم میں اس غزوے کی توقیت کی ہے، پس اس غزوے کے لئے روانگی اواخر ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اواخر جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری میں ہوئی اور غزوہ یکم ربیع الثانی ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم رجب ۳ ہجری قمری بمطابق ۱۸ دسمبر ۶۲۴ عیسوی جیولین بروز منگل ہوا۔

۶۔سریہ عبداللہؓ بن عتیک، (قتل ابورافع):

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۵/فروری ۶۲۵ء	جمعہ	یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری	یکم رمضان	۱۳/فروری	۰۰:۳۴

۱۶/مارچ	ہفتہ	یکم رجب	یکم شوال	۱۴/مارچ	۱۰:۱۱
۱۴/اپریل	اتوار	یکم شعبان	یکم ذی قعدہ	۱۲/اپریل	۲۰:۰۸
۱۴/مئی	منگل	یکم رمضان	یکم ذی الحجہ	۱۲/مئی	۰۷:۱۱

بقول ابن جریر طبریؒ سریہ عبداللہ بن عتیک نصف جمادی الاخریٰ ۳ ہجری میں ہوا۔ ابن خلدون کی بھی یہی رائے ہے۔(۱۶) ابن سعدؒ نے اسے رمضان ۶ ہجری کا اور واقدی نے اسے ۴ ذی الحجہ ۴ ہجری بروز سوموار کا واقعہ قرار دیا ہے، واقدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض سیرت نگاروں کے خیال میں یہ سریہ رمضان ۶ ہجری میں ہوا تھا۔ ابن حبیب بغدادیؒ نے اس کی تاریخ ۱۵/رجب ۳ ہجری بیان کی ہے۔(۱۷)

طبری اور ابن خلدون کی توقیت درست معلوم ہوتی ہے شواہد درج ذیل ہیں:

(الف) سریہ محمدؓ بن مسلمہ، قتل کعب بن اشرف ۱۴/ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی کا واقعہ ہے، کعب بن اشرف یہودی کے قاتل انصار کے قبیلہ اوس کے تھے، قبیلہ خزرج (انصار کے دوسرے قبیلے) کی شدید خواہش تھی کہ دوسرے گستاخ رسول ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کی سعادت انہیں جلد از جلد حاصل ہو کیونکہ دونوں قبیلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کے لئے مسابقت جاری رہتی تھی لہٰذا ابو رافع یہودی کے قتل کا یہ واقعہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے جلد ہی بعد ہوا۔ مذکورہ بالا جدول کے مطالعے سے معلوم ہو رہا ہے کہ جمادی الاخریٰ ۳ ہجری کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ رمضان ۳ ہجری قمری ہے، پس جمادی الاخریٰ اور رمضان کا اختلاف محض دو تقویمی التباس ہے۔

(ب) چونکہ رمضان ۳ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ ذی الحجہ ۳ ہجری ہے اس لئے بعض مورخین نے اس کا مہینہ ذی الحجہ سمجھ لیا، لیکن یہ اس لئے درست نہیں کہ اس کے بالمقابل عیسوی مہینہ مئی کا ہے جبکہ یہ واقعہ موسم سرما کا معلوم ہوتا ہے، حضرت عبداللہؓ بن عتیک قلعے میں چپکے سے داخل ہوئے تو اپنے پیچھے کمروں کے دروازوں کو اندر سے بند کرتے گئے اور ابو رافع کے بالاخانے پر پہنچے جہاں وہ اپنے اہل و عیال سمیت سو رہا تھا، تاریکی اس قدر تھی کہ حضرت عبداللہ بن عتیک کو اے ابو رافع! کی آواز دے کر معلوم کرنا پڑا کہ وہ کس سمت میں ہے، اس کی سمت معلوم ہو جانے کے باوجود پہلا وار اندھیرے میں ہی کرنا پڑا جو خالی گیا تھا۔ اگر ابو رافع کھلی فضا میں سو رہا ہوتا تو اسے پہچاننے میں اتنی مشکل پیش نہ آتی پس ابو رافع ایسے کمرے میں سویا ہوا تھا جہاں روشنی نہ تھی، جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق رمضان ۳ ہجری قمری کے بالمقابل عیسوی مہینہ فروری ۶۲۵ھ ہے جیسا کہ مذکورہ جدول سے واضح

ہے، فروری میں خاصی سردی ہوتی ہے تو ابو رافع کا کمرے میں سونا موسمی تقاضے کے عین مطابق ہے۔

(ج) اگر ابن سعد کی توقیت کے مطابق اسے رمضان ۶ ہجری کا واقعہ قرار دیا جائے تو یہ رمضان قمری تقویم کا لینا ہوگا کیونکہ قمریہ شمسی رمضان تو ہمیشہ موسم گرما میں آیا کرتا تھا جبکہ یہ واقعہ موسم سرما کا ہے جیسا کہ سطور بالا میں واضح ہو چکا ہے، رمضان ۶ ہجری قمری کے بالمقابل قمریہ شمسی تقویم کا مہینہ جمادی الاولی ۶ ہجری قمریہ شمسی ہے حالانکہ طبری اور ابن خلدون نے اس سریے کا مہینہ جمادی الاخریٰ لکھا ہے۔ سال ۶ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۶، ۷ ہجری قمری کی مکمل تقابلی تقویمی جدول تو اپنے مقام پر آئے گی یہاں اس کا صرف متعلقہ حصہ دیا جا رہا ہے جو یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۴/جنوری ۶۲۸ء	جمعرات	یکم جمادی الاولی ۶ ہجری	یکم رمضان ۶ ہجری	۱۲/جنوری	۱۶:۰۴

(د) واقدی نے اس سریے کی تاریخ ۴ ذی الحجہ ۴ ہجری بروز سوموار بیان کی ہے، یہ اس لئے درست نہیں ہو سکتی کہ سال ۴ ہجری کا ذی الحجہ خواہ قمریہ شمسی تقویم کا لیا جائے یا خالص قمری تقویم کا شمار کیا جائے تو بالمقابل عیسوی مہینے دونوں صورتوں میں موسم گرما کے ہیں حالانکہ یہ سریہ موسم سرما کا ہے، سال ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴، ۵ ہجری قمری کی مکمل تقابلی تقویمی جدول تو آئندہ صفحات میں اپنے مقام پر آئے گی، یہاں اس کا متعلقہ حصہ دیا جا رہا ہے جو یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۴/مئی ۶۲۶ء	اتوار	یکم رمضان ۴ ہجری	یکم ذی الحجہ ۴ ہجری	یکم مئی	۱۸:۴۰
۳۱/جولائی ۶۲۶ء	جمعرات	یکم ذی الحجہ ۴ ہجری	یکم ربیع الاول ۵ ہجری	۲۹/جولائی	۰۳:۰۳

پس مذکورہ بالا مباحث کی روشنی میں سریہ ہذا ۱۵/ جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۵/رمضان ۳ ہجری قمری بمطابق یکم مارچ ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز جمعہ کا واقعہ ہے۔

یہاں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ غزوہ بنی نضیر ۴ ہجری کا واقعہ ہے، یہ لوگ خیبر میں جلاوطن ہو کر گئے تھے تو ابو رافع سلام بن ابی الحقیق یہودی بھی سال ۴ ہجری میں وہاں آباد ہوا ہوگا۔ یہ شبہ اس لئے وزنی نہیں ہے کہ خیبر کا علاقہ پہلے ہی سے یہودیوں کا مسکن تھا وہاں ان کی سکونتی اور زرعی جائیدادیں تھیں، جنگی مقاصد کے لئے قلعے بھی تھے لہٰذا کچھ بعید نہیں کہ مدینہ کے بعض متمول اور صاحب اثر یہودیوں کی جائدادیں خیبر میں بھی موجود ہوں ورنہ بنو نضیر کے یہودی مدینے سے جلاوطنی کے بعد شاندار جلوس کی

صورت میں ڈھول، باجے بجاتے ہوئے وہاں کا رخ کیوں کرتے؟ وہاں پہلے سے موجود یہودیوں نے بنونضیر کا استقبال کیا، تو بنونضیر کے کچھ لوگوں کی وہاں پہلے سے جائیدادیں ہوسکتی ہیں، اور وہاں ان کی عارضی یا مستقل سکونت بھی عین ممکن ہے۔

۷۔ ولادت حضرت حسن رضی اللہ عنہ:

ولادت کی مشہور تاریخ ۱۵ر رمضان ۳ ہجری ہے۔(۱۸) زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ رمضان قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل قمری تاریخ ۱۵ر ذی الحجہ ۳ ہجری قمری بمطابق ۲۸ر مئی ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز منگل ہے چونکہ یکم رمضان ۳ ہجری قمریہ شمسی کو منگل تھا لہذا ۱۵ر رمضان ۳ ہجری قمریہ شمسی کو بھی منگل ہی کا دن برآمد ہوتا ہے تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۴رمئی ۶۲۵	منگل	یکم رمضان ۳ ہجری	یکم ذی الحجہ ۳ ہجری	۱۲ر مئی	۱۱:۰۷

۸۔ سریہ ابی سلمہؓ (مہم قطن):

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۲رجون ۶۲۵ء	بدھ	یکم شوال ۳ ہجری	یکم محرم ۴ ہجری	۱۰رجون	۱۹:۴۹

واقدی اور ابن سعد نے اس سریے کی تاریخ یکم محرم ۴ ہجری بیان کی ہے۔(۱۹) واقدی اور ابن سعد نے اس سریے کی یہ توقیت قمری تقویم میں کی ہے کیونکہ بقول ابن حبیب بغدادیؒ سریہ قطن یعنی سریہ ابی سلمہؓ سال ۳ ہجری کا واقعہ ہے۔(۲۰) مذکورہ بالا جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ محرم ۴ ہجری کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی ہے، پس ابن حبیب بغدادی اور ابن سعد وغیرہ کی توقیت میں تطبیق ہو جاتی ہے، اس سریے سے مراجعت غزوۂ احد سے پہلے ہوئی اور حضرت ابو سلمہؓ غزوۂ احد میں شریک ہوئے جس میں انہیں ایسا گہرا زخم آیا تھا جو بالآخر ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا تھا۔ عام حالات میں ایسا زخم موت سے پہلے کے درمیانی عرصے میں اتنا شفایاب نہیں ہوا کرتا کہ ایسے زخمی شخص کو کسی مہم پر روانہ کیا جائے، اس سلسلے کی تاریخی روایات محل نظر ہیں، مؤرخین نے تقویمی التباس کی وجہ سے اس سریے کو

غزوۂ احد سے مؤخر سمجھ لیا حالانکہ یہ اس سے مقدم ہے، یوں اس سریے کی تاریخ یکم شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۲/ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز بدھ ہے، غزوہ احد اس کے بعد ۱۱/ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۱ محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۲/ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہوا تھا جیسا کہ غزوہ احد کی توقیتی بحث میں بھی مذکور ہوگا۔

ابن ہشام اور ابن سعد نے سریہ ابی سلمہ کے بعد سریہ عبداللہؓ بن انیس کی تاریخ ۵ محرم ۴ ہجری اور دن سوموار لکھا ہے (۲۱/۱) گو ہمیں سریہ عبداللہؓ بن انیس کی اس توقیت سے اتفاق نہیں لیکن ثابت ہوگیا کہ یکم محرم ۴ ہجری کو جمعرات کا دن تھا۔ جدول میں بدھ مذکور ہے، رویت ہلال میں ایک دن کی تاخیر سے دن جمعرات ہوسکتا ہے، اس کے برعکس یکم محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی کو سوموار تھا، پس سریہ ابی سلمہؓ کا محرم ۴ ہجری قمری تقویم کا ہے، اور یہی مہینہ غزوہ احد کا ہے کیونکہ محرم ۴ ہجری کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی تھا۔

۹۔ غزوۂ احد:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ وہی ہے جو اوپر سریہ ابی سلمہؓ میں دیا جا چکا ہے کیونکہ دونوں کا مہینہ اور سال ایک ہی ہے۔ بروایت حضرت قتادہ غزوہ احد کی تاریخ ۱۱/ شوال ۳ ہجری ہے۔ دن ہفتہ تھا۔ (۲۱/۲) اوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ یکم شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی کو بدھ تھا پس ۱۱ شوال کو ٹھیک ہفتہ کا دن ہی برآمد ہوتا ہے۔ غزوۂ احد کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں ہوئی ہے، شواہد درج ذیل ہیں:

(الف) ابن حبیب بغدادی کے نزدیک غزوہ احد کے بعد وقوع پذیر سریہ مرثدؓ بن ابی مرثد یعنی حادثۂ رجیع اواخر شوال ۳ ہجری کا واقعہ ہے۔ (۲۲) جبکہ واقدی اور ابن سعد وغیرہ کے خیال میں حادثۂ رجیع کا مہینہ صفر ۴ ہجری ہے۔ (۲۳) واقدی نے لکھا ہے: **فلما انسلخت الاشهر الحرم واجمعوا علىٰ قتله......** (۲۴) ''تو جب حرمت والے مہینے ختم ہو گئے اور وہ لوگ ان (حضرت خبیبؓ) کے قتل پر متفق ہو گئے''۔ ابن ہشام نے لکھا ہے: **اقام خبيبؓ في ايديهم حتى انسلخت الاشهر الحرم ثم قتلوه** (۲۵/۱) ''حضرت خبیبؓ ان لوگوں کے قبضے میں رہے یہاں تک کہ حرمت والے مہینے ختم ہو گئے تو انہوں نے آپ کو قتل کیا''۔ پس یہ صفر ۴ ہجری کا مہینہ یقیناً قمری تقویم کا ہے جیسا کہ سریہ ابی سلمہؓ کا مہینہ محرم ۴ ہجری قمری تقویم کا ہے۔ صفر ۴ ہجری قمری کے بالمقابل قمریہ شمسی تقویم کا مہینہ ذی قعدہ ۳ ہجری ہے چنانچہ واقدی نے لکھا ہے: **ويقال انه مشرك فيه اناس من قريش فدخل بهما في**

شھر حرام فی ذی القعدة ”اور کہا جاتا ہے کہ اس (زید بن دثنہ) کو خریدنے میں قریش کے کئی لوگ شامل تھے تو وہ ان دونوں کے ساتھ حرمت والے مہینے ذی قعدہ میں (مکہ میں) داخل ہوئے“۔ (۲۵/۲)

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۲/ جولائی ۶۲۵ء	جمعہ	یکم ذی قعدہ ۳ ہجری	یکم صفر ۴ ہجری	۱۰ جولائی	۱۰:۰۲

مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ ابن حبیب نے اس سریے کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں کی کیونکہ اواخر شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی یا اوائل ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی میں چنداں تعارض نہیں ہے۔ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل قمری تقویم کا مہینہ بمطابق جدول مذکورہ صفر ۴ ہجری کا ہے۔ واقدی اور ابن سعد نے اس سریے کی توقیت قمری تقویم میں کی ہے۔ ذی قعدہ اور ذی الحجہ قمریہ شمسی اور اس کے بعد محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی یہ تینوں مہینے حرمت والے تھے کیونکہ عربوں میں، دورِ جاہلیت ہی سے رجب، ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم کے مہینے اشہر حُرم (حرمت والے مہینے) کہلاتے تھے جن میں جنگ و جدال ان کے ہاں ممنوع تھا۔ پس ذی قعدہ، ذی الحجہ ۳ ہجری قمریہ شمسی اور محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی کے تین حرمت والے مہینوں کے اختتام پر حضرت خبیبؓ کو صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی میں سولی دی گئی۔ حضرت خبیبؓ کے قید میں رہنے اور پھر مصلوب ہونے کے ان مہینوں کی تقابلی تقویمی جدول یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۲/ جولائی ۶۲۵ء	جمعہ	یکم ذی قعدہ ۳ ہجری	یکم صفر ۴ ہجری	۱۰/ جولائی	۱۰:۰۲
۱۱/ اگست	اتوار	یکم ذی الحجہ	یکم ربیع الاول	۹/ اگست	۰۱:۴۲
۹/ ستمبر	سوموار	یکم محرم ۴ ہجری	یکم ربیع الثانی	۷/ ستمبر	۱۸:۰۲
۹/ اکتوبر	بدھ	یکم صفر	یکم جمادی الاولیٰ	۷/ اکتوبر	۱۰:۴۱

مذکورہ بالا بحث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قریش مکہ کی تقویم قمریہ شمسی تھی ورنہ اگر حادثہ رجیع کے مہینہ صفر ۴ ہجری کو قمریہ شمسی مہینہ سمجھا جائے، تو قریش مکہ حضرت خبیبؓ کو اسی صفر کے مہینے میں ہی مصلوب کر سکتے تھے چہ جائے کہ وہ صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ پانچ ماہ تک خواہ مخواہ حضرت خبیبؓ کو قید میں رکھیں کیونکہ حرمت والا مہینہ رجب تو جمادی الاخریٰ کے بعد آنا تھا۔

پس ابن خبیب کی توقیت کے مطابق سریہ رجیع ذی قعدہ ۳ ہجری کا واقعہ ہے اور اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قمریہ شمسی ذی قعدہ ہے جس کے بالمقابل صفر ۴ ہجری قمری توقیت کا ہے جیسا کہ ابن سعد اور واقدی وغیرہ نے اس سریے کا مہینہ صفر ۴ ہجری لکھا ہے، پس جب سریہ رجیع کا ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی ہوا تو اس سے پہلے غزوہ احد کا شوال ۳ ہجری بھی قمریہ شمسی ہوا۔ وہو المطلوب

(ب) صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمری بمطابق اکتوبر ۶۲۵ء عیسوی جیولین میں حادثۂ بئر معونہ پیش آیا تھا مذکورہ بالا تقابلی جدول میں بئر معونہ والی توقیت کا حصہ بھی شامل ہے بعض سیرت نگاروں نے اسے قمری تقویم کا صفر سمجھتے ہوئے رجیع اور بئر معونہ کے حوادث کو ایک ہی مہینے کے حوادث سمجھ لیا۔ حالانکہ بقول ابن اسحاق بئر معونہ کا حادثہ غزوۂ احد کے حادثے کے چار ماہ بعد پیش آیا تھا۔ (۲۶)

جب کہ بقول ابن حبیب حادثۂ رجیع اواخر شوال ۳ ہجری کا واقعہ ہے اور حادثہ بئر معونہ بقول ابن حبیبؒ ۲۰ صفر ۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ (۲۷)

پس غزوہ احد اور حادثہ رجیع کا زمانہ متصل ہے، بالفاظ دیگر حادثۂ رجیع غزوۂ احد کے جلد ہی بعد پیش آیا تھا پس بئر معونہ کا حادثہ صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی میں پیش آیا تھا جس سے چار ماہ قبل غزوۂ احد شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی میں پیش آیا۔

(ج) غزوۂ احد سے اگلے روز غزوۂ حمراء الاسد ہوا۔ واقدی کے بقول یہ رطب یعنی تازہ کھجوروں کا موسم تھا۔ (۲۸) اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ غزوۂ احد اور غزوۂ حمراء الاسد کا شوال قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل عیسوی مہینہ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین کا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں مذکور تقابلی تقویمی جدول کے حصے سے بھی واضح ہو رہا ہے، اگر یہ شوال قمری تقویم کا لیا جائے تو اس کے بالمقابل عیسوی مہینہ مارچ ۶۲۵ عیسوی جیولین کا ہے۔ یہ کھجوروں کا موسم نہیں۔

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۶/مارچ ۶۲۵ھ	ہفتہ	یکم رجب ۳ ہجری	یکم شوال ۳ ہجری	۱۴/مارچ	۱۰:۱۱

(د) غزوۂ احد باتفاق مؤرخین غزوۂ بدر سے ایک سال بعد ہوا۔ غزوۂ بدر کے رمضان کا قمریہ شمسی ہونا قبل ازیں بخوبی واضح کیا جا چکا ہے، پس غزوۂ بدر سے ایک سال بعد وقوع پذیر غزوہ احد کا شوال ۳ ہجری بھی یقیناً قمریہ شمسی ہے۔

الغرض غزوۂ احد ۱۱/ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۱/ محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۲/ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز ہفتہ کا واقعہ ہے۔

۱۰۔ غزوۂ حمراء الاسد:

غزوۂ احد کے توقیتی مباحث کی روشنی میں یہ غزوہ ۱۲/ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۲/ محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۳/ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز اتوار کا واقعہ ہے۔

۱۱۔ سریہ مرثدؓ بن ابی مرثد، (مہم رجیع):

غزوہ احد کے توقیتی مباحث کی روشنی میں یہ حادثہ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق صفر ۴ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین میں پیش آیا۔ ذی قعدہ ذی الحجہ ۳ ہجری قمریہ شمسی اور محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی کے حرمت والے مہینے ختم ہوئے تو قریش مکہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کو مصلوب کر کے شہید کیا۔ یوں آپ کوئی ڈھائی ماہ یا اس سے کم وبیش مدت تک قریش کے ہاں قید میں رہے۔

توقیتی جدول سال ۳ ہجری قمریہ شمسی، ۳، ۴ ہجری قمری، ۶۲۴ـ۶۲۵ عیسوی جیولین

نمبر شمار	اہم واقعات وحوادث	قمریہ شمسی ہجری	دن	قمری ہجری	عیسوی جیولین
۱	غزوۂ غطفان/ ذی امر سے مراجعت	اواخر صفر ۳ ہجری	ـ	اواخر جمادی الاولیٰ ۳ ہجری	نومبر ۶۲۴ء
۲	سریہ زیدؓ بن حارثہ/ سریہ قرد	یکم ربیع الاول	اتوار	یکم جمادی الآخری	۱۶/ نومبر
۳	سریہ محمدؓ بن مسلمہ/ قتل کعب بن اشرف	شب ۱۴/ ربیع الاول	جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات	شب ۱۴/ جمادی الآخریٰ	۳۰ نومبر اور یکم دسمبر کی درمیانی رات
۴	نکاح ام کلثومؓ بنت رسول ﷺ	ربیع الاول	ـ	جمادی الآخریٰ	نومبر، دسمبر
۵	غزوۂ بحران (بنی سلیم)	یکم ربیع الثانی	منگل	یکم رجب	۱۸/ دسمبر

۶	سریہ عبداللہؓ بن عتیک (قتل ابی رافع)	شب ۱۵/ رجمادی الاخریٰ	جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات	شب ۱۵/ رمضان	۲۸/فروری اور یکم مارچ ۶۲۵ء کی درمیانی شب رات
۷	ولادت حضرت حسنؓ بقول جمہور	۱۵/ رمضان	منگل	۱۵/ ذی الحجہ	۲۸/ مئی ۶۲۵ء
۸	سریہ ابی سلمہؓ مہم قطن	یکم شوال	بدھ	یکم محرم ۴ ہجری	۱۲/ جون
۹	غزوۂ احد	۱۱/ شوال	ہفتہ	۱۱/ محرم	۲۲/ جون
۱۰	غزوۂ حمراء الاسد	۱۲/ شوال	اتوار	۱۲/ محرم	۲۳/ جون
۱۱	حادثۂ رجیع	ذی قعدہ	-	صفر	جولائی

سال ۴ ہجری قمریہ یا شمسی ۴، ۵ ہجری قمری ۶۲۵، ۶۲۶ عیسوی جیولین

۱۔ مصلوبیت حضرت خبیبؓ:

سال ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۳، ۴ ہجری قمری کے حوادث میں بتایا جا چکا ہے کہ حادثۂ رجیع ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق صفر ۴ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین میں پیش آیا تھا۔ مشرکین مکہ نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ کو ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے اشہر حرم کے ختم ہونے پر صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمری بمطابق اکتوبر ۶۲۵ عیسوی جیولین میں مصلوب کر کے شہید کیا تھا۔ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو بھی اسی مہینے میں شہید کیا گیا تھا۔

۲۔ سریہ منذرؓ بن عمرو (حادثۂ بئر معونہ):

اسے سریۃ القراء بھی کہا جاتا ہے، یہ حادثہ صفر ۴ ہجری میں پیش آیا تھا۔ ابن حبیب نے اس کی تاریخ ۲۰ صفر ۴ ہجری بیان کی ہے، جیسا کہ آئندہ توقیتی مباحث میں واضح کیا جائے گا، یہ صفر قمریہ شمسی تقویم کا ہے تو یہ حادثہ ۲۰ صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۸/ اکتوبر

۶۲۵ عیسوی جیولین بروز سوموار کا ہے، یہ حادثہ رجیع سے کوئی چار ماہ بعد کا واقعہ ہے لیکن اکثر سیرت نگاروں نے دو تقویمی التباس کی بنا پر حادثہ رجیع اور حادثہ بئر معونہ ہر دو حوادث کو ایک ہی مہینے کے واقعات خیال کر لیا۔ مکمل وضاحت توقیتی مباحث میں آئے گی۔

ابو براء عامر بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر اہل نجد کو دعوت اسلام دی گئی تو قوی امید ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ نے اپنے اصحاب پر اہل نجد کی جانب سے خطرہ ظاہر کیا تو ابو براء نے یقین دلایا کہ ان کی حفاظت کا میں ضامن ہوں۔ یہ ابو عامر ملاعب الاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے لقب سے مشہور تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا اعتبار کر لیا۔

آپ ﷺ نے بروایت ابن اسحاق اپنے چالیس اور بروایت امام بخاریؒ ستر صحابہؓ کو اس کے ہمراہ روانہ فرما دیا۔ اور ان پر حضرت منذرؓ بن عمرو الساعدی کو امیر بنا دیا، جو معنق للموت (موت کو قبول کرنے والے) کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ لوگ بہترین قاری، مبلغ اور نہایت متقی و پرہیزگار تھے، دن کو لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر اس کے بدلے اہل صفہ کے لئے غلہ خریدتے تھے، قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے تھے۔

یہ لوگ بئر معونہ نامی ایک کنویں کے پاس پہنچے جو مکہ اور عسفان کے درمیان بنو ہذیل کا ایک مقام ہے، وہاں سے انہوں نے ام سلیم کے بھائی حرامؓ بن ملحان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس روانہ کیا۔ اس ظالم نے خط کو دیکھا تک نہیں بلکہ حضرت حرامؓ بن ملحان کو شہید کرا دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے قبیلے بنو عامر کو باقی صحابہ کرامؓ پر حملہ آور ہونے کے لئے اکسایا مگر انہوں نے ابو براء کی ضمانت کے پیش نظر ساتھ نہ دیا تو وہ بنو سلیم کے تین قبیلوں عصیہ، رعل اور ذکوان کو ساتھ ملا کر حملہ آور ہوا۔ لڑائی میں حضرت کعبؓ بن زید بن نجار کے علاوہ باقی تمام اصحاب شہید ہو گئے۔ حضرت کعبؓ بن زید شدید زخمی ہوئے تھے۔ دشمن نے سمجھا کہ یہ بھی شہید ہو گئے ہیں مگر وہ زندہ بچ گئے، بعد میں غزوۂ خندق میں شہید ہوئے۔ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری اور حضرت منذرؓ بن عتبہ انصاری پیچھے تھے وہ اونٹ چرا رہے تھے، انہوں نے جائے حادثہ پر پرندوں کو اڑتے دیکھا تو وہ بھی وہاں پہنچ گئے، حضرت منذرؓ بن عتبہ کو کفار نے شہید کر ڈالا اور حضرت عمروؓ بن امیہ کو گرفتار کر لیا۔ عامر کو جب پتہ چلا کہ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے تو اس نے ان کے پیشانی کے بال کٹوا کر انہیں آزاد کر دیا۔ اس کی

ماں نے ایک گردن آزاد کرنے کی منت مانی تھی۔ عامر نے حضرت عمروؓ بن امیہ کو یوں آزاد کرکے اپنی طرف سے اپنی ماں کی نذر پوری کی۔ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری نے مدینے کی راہ لی۔ راستے میں انہوں نے بنو کلاب کے دو آدمیوں کو اس خیال سے قتل کرڈالا کہ اپنے ساتھیوں کا بدلہ لے رہا ہوں۔ آپ کو یہ علم نہ تھا کہ ان دونوں آدمیوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان حاصل تھی۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنو کلاب کے ان دونوں آدمیوں کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب ان کی دیت ہمیں لازماً ادا کرنی پڑے گی۔ آپ نے مسلمانوں اور یہودیوں سے دیت جمع کرنے کا اہتمام فرمایا کیونکہ معاہدے کے مطابق اس طرح کی دیت کی ادائیگی کے مسلمان اور یہودی دونوں ذمہ دار تھے۔ بعد میں یہی امر غزوۂ بنی نضیر کا سبب بنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثے کی خبر پر شدید رنج ہوا۔ بقول واقدی رجیع اور معونہ دونوں حادثوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی رات میں ملی تھی۔ بالفاظ دیگر حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کی شہادت بھی اسی صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمری بمطابق اکتوبر ۶۲۵ عیسوی جیولین میں ہوئی تھی جس میں حادثۂ بئر معونہ پیش آیا تھا، ورنہ حادثۂ رجیع میں مدینے سے روانگی ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق صفر ۴ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین میں ہوئی تھی۔ اہل مکہ نے حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ دونوں کو شہر حُرم میں محبوس رکھا پھر صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی میں شہید کیا، ان دونوں حوادث کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا آپ نے تقریباً ایک ماہ تک قبائل عصیہ، رعل، ذکوان اور بنولحیان کے خلاف نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی۔

۳۔ غزوۂ بنی نضیر:

حادثۂ بئر معونہ کے ضمن میں یہ مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری نے بنو عامر کی ایک شاخ بنو کلاب کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا تھا، انہیں یہ علم نہ تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ان دونوں آدمیوں کو امان حاصل تھی۔ مدینہ کے پڑوس میں آباد یہودیوں سے معاہدے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی قبیلے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے، تاکہ مذکورہ دونوں مقتولین کی دیت کی ادائیگی کے لئے یہودی بھی حسب معاہدہ مالی اعانت کریں، ان لوگوں نے بظاہر آپ کا استقبال کیا، آپ کو ایک دیوار کے ساتھ بٹھا دیا۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، علیؓ بن ابی طالب اور بعض

دیگر اصحاب تھے۔ یہودیوں نے درپردہ دیوار کے اوپر سے پتھر لڑھکا کر آپ کو شہید کرنے کی سازش تیار کی جس کی تکمیل کے لئے سلام بن مشکم یہودی کے منع کرنے کے باوجود ایک بد بخت یہودی عمرو بن جحاش تیار ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ان کے مذموم عزائم کی اطلاع ہوگئی اور آپ باقی ساتھیوں کو بتائے بغیر وہاں سے اچانک اٹھ کر واپس تشریف لے آئے، بعد میں آپ کے اصحاب بھی وہاں سے اٹھ آئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کے ناپاک منصوبے کا علم ہوا۔

آپ نے بنونضیر کو محمدؓ بن مسلمہ کے ذریعہ دس دن کے اندر مدینے سے نکل جانے کا پیغام بھیجا عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے بنونضیر کو اپنی وفاداری کا جھوٹا دلاسہ دیا کہ تم ڈٹے رہو۔ اگر تمہیں جلا وطن ہونا پڑا تو ہم بھی تمہارے ساتھ مدینے سے جلاوطن ہو جائیں گے اور اس سلسلے میں کسی کی بھی ہم بات نہیں سنیں گے اور اگر تمہارے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو لڑائی میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ بنونضیر نے اپنے بظاہر مضبوط قلعوں میں پناہ لے لی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر فرمایا، اسلامی سپاہ کے علمبردار حضرت علیؓ تھے۔ یہودی قلعہ بند ہوکر فصیل سے تیر اور پتھر چلاتے رہے۔ ان کے کھجوروں کے باغات بھی دفاعی نقطۂ نگاہ سے ان کے لئے مفید ثابت ہورہے تھے اس لئے صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان باغات میں سے کھجوروں کے کئی درخت کاٹ ڈالے، کچھ اصحاب نے اس لئے نہ کاٹے کہ چند درختوں کے کاٹنے سے اصل مقصد پورا ہوچکا ہے، باقی ماندہ درخت مسلمانوں ہی کے کام آئیں گے۔ سورۂ حشر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی ان دونوں جماعتوں کے فعل کی تصویب فرمائی۔

یہودی بالآخر مغلوب و مرعوب ہوئے اور جان بخشی کے وعدے پر جلاوطنی کے لئے تیار ہوگئے۔ انہیں اجازت دے دی گئی کہ ہر گھرانا ایک اونٹ پر اسلحے کے سوا جتنا سامان لے جا سکتا ہے لے جائے۔ انہوں نے اپنے مکانات کے دروازے، کھڑکیاں اور شہتیر وغیرہ نکالنے کے لئے ان مکانات کی اپنے ہی ہاتھوں سے توڑ پھوڑ کا انتہائی عبرت آموز منظر پیش کیا، اس کام میں مسلمان بھی ان کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ یہودیوں کے ہتھیار، زمین اور باغات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مال فے حاصل ہوئے کیونکہ جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی۔ لہٰذا مال غنیمت کی طرح ان اموال کا خمس نہیں نکالا گیا بلکہ خود ایثار پیشہ انصار کی پُر اصرار خواہش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر اموال مہاجرین مکہ ہی کو دیئے، صرف دو انصاری اصحاب حضرت سہل بن حنیف اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہما کو ان کے فقر و تنگدستی کی بنا پر حصہ

دیا گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے اس کا ایک قطعہ اپنے لئے رکھا جس سے آپ ازواج مطہراتؓ کا سال بھر کا خرچ نکالتے تھے اور جو بچ جاتا تھا اسے جہاد کے لئے گھوڑوں اور ہتھیاروں وغیرہ کی فراہمی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اسلحہ میں کوئی پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں حاصل ہوئیں، یہودیوں میں سے صرف دو آدمیوں یامینؓ بن عمرو اور ابو سعیدؓ بن وہب نے اسلام قبول کیا لہٰذا ان سے مال نہیں لیا گیا تھا۔

بنو نضیر کے ان یہودیوں کی بڑی تعداد نے اپنے رؤسا کنانہ بن ربیع اور حی بن اخطب وغیرہ کے ہمراہ مدینے سے جلا وطن ہو کر خیبر کی راہ لی۔ کچھ نے ملک شام کا رخ کیا۔ جاتے ہوئے وہ اس طرح نکلے جیسے کسی میلے اور جشن کا سماں، وہ اونٹوں پر سوار تھے، ڈھول اور باجے بج رہے تھے، گانے والی عورتیں دف بجا کر گیت گاتی تھیں۔ اس غزوے کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الحشر میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سورت کو سورۂ بنی نضیر کہا کرتے تھے۔

بنو نضیر کی مسلمانوں کے خلاف کھلی عداوت کا غزوۂ احد کے بعد سے ظہور شروع ہو گیا تھا۔ آپ نے دونوں یہودی قبائل بنو قریظہ اور بنو نضیر کو معاہدۂ امن کی تجدید کے لئے کہا۔ بنو قریظہ نے تجدید کر لی مگر بنو نضیر نے ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ تین آدمی ساتھ لے کر آئیں ہم بھی تین عالم ساتھ لے کر آئیں گے اگر ہمارے ان علما نے اسلام قبول کر لیا تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے منظور فرما لیا لیکن راستے میں آپ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہو گیا کہ یہ ان کی محض چال ہے۔ یہودی تلواریں باندھ کر لڑائی کے لئے تیار ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ جب آپ تشریف لائیں تو آپ کو قتل کر دیں، ان کی ان روز افزوں سازشوں اور بالآخر دیوار پر سے پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کا نتیجہ غزوہ بنی نضیر اور پھر یہودیوں کی جلاوطنی کی صورت میں ظاہر ہوا۔

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول ۴ ہجری قمریہ شمسی کا واقعہ ہے۔ ابن حبیب نے اس غزوے کی تاریخ ۱۲/ ربیع الاول ۴ ہجری بروز منگل اور مراجعت ۲۳ روز بعد ۵ ربیع الثانی ۴ ہجری کی بیان کی ہے، مزید وضاحت توثیقی مباحث میں پیش کی جائیگی۔ تو یہ غزوہ ۱۲/ ربیع الاول ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۲/ جمادی الاخریٰ ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۹ نومبر ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز منگل کا ہے، مراجعت کی تاریخ ۵ ربیع الثانی ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۵ رجب ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۱/ دسمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز بدھ کی ہے۔ بنو نضیر یہودیوں کا بہت بڑا قبیلہ تھا جو قباء کے قریب عوالی (بالائی آبادی) کی طرف مدینے سے چھ میل کے فاصلے پر آباد تھا۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ بنو نضیر کے دو آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ان میں ایک یامینؓ

بن عمرو تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار پر سے پتھر لڑھکا کر قتل کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والا بد بخت عمرو بن جحاش، یامینؓ بن عمرو کا چچا زاد بھائی تھا۔ حضرت یامینؓ بن عمرو نے عمرو بن جحاش کو قتل کرنے والے کے لئے انعام مقرر کیا، چنانچہ یہ بد بخت مقتول ہو کر جہنم رسید ہوا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عثمانؓ بن عفان کی وفات:

جمادی الاولیٰ ۴ ہجری میں حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے پیدا ہونے والے حضرت عثمان غنیؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ نے وفات پائی۔ ان کی عمر چھ سال تھی۔ زمنی ترتیب کے اعتبار سے یہ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ شعبان ۴ ہجری قمری بمطابق جنوری ۶۲۶ عیسوی جیولین ہے۔

۵۔ وفات حضرت ابوسلمہ عبداللہؓ بن عبدالاسد المخزومی:

حضرت ابوسلمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوسلمہؓ دونوں نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ابوسلمہؓ غزوہ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے تھے۔ غزوۂ احد میں ان کے کندھے پر گہرا زخم آیا تھا جو بعد میں کچھ اچھا ہو گیا تھا لیکن از سر نو تازہ ہو گیا جس سے انہوں نے ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری کو وفات پائی۔ زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ جمادی الاولیٰ قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کی تاریخ ۲۷/ شعبان ۴ ہجری قمری بمطابق یکم فروری ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہے۔

۶۔ غزوۂ بدر الموعد:

اسے غزوۂ بدر صغریٰ، بدر ثالث اور بدر الاخیرہ بھی کہا جاتا ہے، غزوہ احد سے واپسی کے موقع پر ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ آئندہ سال بدر میں لڑائی ہوگی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کئی دن تک مقیم رہے۔ مسلمانوں نے وہاں پڑاؤ کے دوران تجارت سے خوب نفع حاصل کیا۔ ابوسفیان مرعوب ہو کر مرالظہران سے یہ کہہ کر واپس ہو گیا تھا کہ یہ خشک سالی اور تنگدستی کا سال ہے لہٰذا لڑائی کے لئے موزوں نہیں ہے۔ وہ مکے سے دو ہزار آدمیوں اور پچاس گھوڑوں پر مشتمل لشکر لے کر آیا تھا مگر مقابلے کی جرأت نہ کی۔ اس غزوے میں بقول ابن کثیرؒ

مشہور منافق عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت عبداللہ مخلص مسلمان تھے۔ بعض روایات کے مطابق مدینے کا انتظام حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے سپرد کیا گیا تھا۔ حضرت علیؓ لشکر کے علمبردار تھے۔

ابن حبیب نے اس غزوے کے لئے روانگی کی تاریخ یکم شعبان ۴ ہجری بروز جمعرات اور مراجعت ۲۰ شعبان ۴ ہجری بروز بدھ لکھی ہے۔ ۲۰ شعبان کو بدھ ہو تو یکم شعبان کو جمعہ کا دن برآمد ہوتا ہے واقدی اور ابن سعد نے اسے یکم ذی قعدہ کا واقعہ قرار دیا ہے، جیسا کہ آئندہ توقیتی مباحث میں واضح ہوگا ابن حبیب نے اس غزوے کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں اور واقدی و ابن سعدؒ نے قمری تقویم میں کی ہے، پس اس غزوے کے لئے روانگی یکم شعبان ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم ذی قعدہ ۴ ہجری قمری بمطابق ۴/ اپریل ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز جمعہ ہوئی، مراجعت ۲۰ شعبان ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰/ ذی قعدہ ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۳/ اپریل ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔

۷۔ ولادت حضرت حسین بن علی المرتضیٰؓ:

بقول ابن جریر طبریؒ حضرت حسینؓ کی ولادت باسعادت اوائل شعبان ۴ ہجری میں ہوئی۔ زمنی ترتیب کے اعتبار سے یہ شعبان قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ اوائل ذی قعدہ ہے، عیسوی مہینہ اپریل ۶۲۶ عیسوی جیولین ہے۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ سے حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح:

یہ نکاح رمضان ۴ ہجری میں ہوا۔ زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ رمضان قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل قمری مہینہ ذی الحجہ ۴ ہجری قمری اور عیسوی مہینہ مئی ۶۲۶ عیسوی جیولین ہے۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ نہایت سخی اور فیاض تھیں، زمانہ جاہلیت میں بھی انہیں اُم المساکین کہا جاتا تھا۔ صحیح قول کے مطابق وہ پہلے حضرت عبداللہؓ بن جحش کے نکاح میں تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ عدت پوری ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں، نکاح کے بعد صرف دو تین ماہ زندہ رہیں۔

۹۔ حضرت ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح:

یہ نکاح شوال ۴ ہجری میں ہوا۔ زمنی ترتیب کے اعتبار سے یہ شوال قمریہ شمسی ہے جس کے

بالمقابل قمری مہینہ محرم ۵ ہجری قمری اور عیسوی مہینہ جون ۶۲۶ عیسوی جیولین ہے، حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا پہلے حضرت ابو سلمہؓ کے نکاح میں تھیں جو غزوہ احد میں زخمی ہو گئے تھے اور اسی زخم کی وجہ سے ۲۷ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمریہ شمسی میں انتقال فرما گئے تھے۔عدت کے ختم ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔

۱۰۔غزوۂ دومۃ الجندل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ دومۃ الجندل کے لوگ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔دومۃ الجندل مدینے سے پندرہ دن کے فاصلے پر واقع ایک مقام کا نام ہے اور وہاں سے دمشق پانچ دن کا راستہ ہے، آپ بقول ابن سعد وغیرہ ایک ہزار صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ۲۵ ربیع الاول ۵ ہجری (قمری) کو روانہ ہوئے تھے۔ابن سعد کی یہ توقیت قمری تقویم کی ہے بالفاظ دیگر آپ ۲۵/ذی الحجہ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۵/ربیع الاول ۵ ہجری قمری بمطابق ۱۲۴گست ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز اتوار روانہ ہوئے تھے۔راستے کی رہنمائی کے لئے بنو عذرہ کا ایک شخص ہمراہ تھا اپنے آپ کو دشمن سے پوشیدہ رکھنے کے لئے آپ رات کو سفر فرماتے تھے، دن میں چھپے رہتے تھے لیکن وہ لوگ آپ کی آمد کی خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے اس لئے آپ بلا جدال و قتال ۲۰/محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰/ربیع الثانی ۵ ہجری قمری بمطابق ۱۷/ستمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز بدھ مدینہ منورہ میں واپس تشریف لے آئے۔

ابن حبیب بغدادی نے تاریخ روانگی یکم محرم ۵ ہجری بروز سوموار اور مراجعت اوائل صفر ۵ ہجری میں بیان کی ہے۔آئندہ توقیتی مباحث میں یہ واضح کیا جائیگا کہ ابن حبیب کی توقیت بھی قمری تقویم کی ہے۔بالفاظ دیگر غزوے کے لئے روانگی یکم شوال ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم محرم ۵ ہجری قمری بمطابق ۲ جون ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز سوموار ہوئی اور مراجعت اوائل ذی قعدہ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اوائل صفر ۵ ہجری قمری بمطابق اواخر جون اوائل جولائی ۶۲۶ عیسوی جیولین میں ہوئی۔

۱۱۔واقعاتِ متفرقہ:

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت زیدؓ بن ثابت نے یہودیوں کی عبرانی زبان سیکھی، آپ نے عبرانی زبان صرف پندرہ دن میں ہی سیکھ لی تھی۔

توقیتی مباحث ۴ ہجری قمریہ شمسی، ۴۔۵ ہجری قمری

تقابلی تقویمی جدول سال ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴۔۵ ہجری قمری بمطابق ۶۲۵، ۶۲۶ عیسوی جیولین بمطابق عبرانی سال ۴۳۸۶ خلیقہ (۲۳۱ ویں ۱۹ سالہ دور کا سولہواں، غیر مکبوس سال)

یکم ستمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین = (۲۴۳ تقسیم ۳۶۵) + ۶۲۵ تقسیم ۹۷۰۲۰۴ء = ۶۲۱۰۸۸ء

۶۴۴ (۶۲۱۰۸۸ء۶۴۴ − ۶۲۵ء۶۴۰) = ۱۰۲۸۹۴ء۲ (۱۰۲۸۹۴ء۲ × ۱۲) = ۲۱۴۷۳ء۲ (۶۱۲۳۷ء۲ × ۲۹ء۵) = ۱ء۷۱ = ۲۲ ربیع الاول ۴ ہجری قمری، پس یکم ربیع الثانی ۴ ہجری قمری بمطابق یکم محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی = ۳۲ − ۲۲ = ۱۰ ستمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین، تاریخ اور وقتِ قران ۷ ستمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین بوقت ۱۸:۰۶، پس صحیح تاریخ ۹ ستمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین، ۹ ستمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین کا دن = (۶۲۴ × ۱ء۲۵) + ۲۵۲ = ۱۰۳۲ء (۱۰۳۲ تقسیم ۷ کا باقی ماندہ) = ۳ = سوموار

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۹/ستمبر ۶۲۵ء	سوموار	یکم محرم ۴	یکم ربیع الثانی ۴ ہجری	۷/ستمبر	۱۸:۰۶
۹/اکتوبر	بدھ	یکم صفر	یکم جمادی الاولیٰ	۷/اکتوبر	۱۰:۴۱
۸/نومبر	جمعہ	یکم ربیع الاول	یکم جمادی الاخریٰ	۶/نومبر	۰۲:۴۲
۷/دسمبر	ہفتہ	یکم ربیع الثانی	یکم رجب	۵/دسمبر	۱۷:۱۸
۶/جنوری ۶۲۶ء	سوموار	یکم جمادی الاولیٰ	یکم شعبان	۴/جنوری ۶۲۶ء	۰۵:۵۶
۴/فروری	منگل	یکم جمادی الاخریٰ	یکم رمضان	۲/فروری	۱۶:۲۸
۶/مارچ	جمعرات	یکم رجب	یکم شوال	۴/مارچ	۰۱:۵۰
۴/اپریل	جمعہ	یکم شعبان	یکم ذی قعدہ	۲/اپریل	۱۰:۱۵
۴/مئی	اتوار	یکم رمضان	یکم ذی الحجہ	یکم مئی	۱۸:۴۰
۲/جون	سوموار	یکم شوال	یکم محرم ۵ ہجری	۳۱/مئی	۰۳:۵۱
یکم جولائی	بدھ	یکم ذی قعدہ	یکم صفر	۲۹/جون	۱۴:۲۷
۳۱/جولائی	جمعرات	یکم ذی الحجہ	یکم ربیع الاول	۲۹/جولائی	۰۳:۰۳

۱۔ مصلوبیت حضرت خبیبؓ:

حادثۂ رجیع سیرت نگاروں کے بقول صفر ۴ ہجری کا واقعہ ہے۔(۲۹) اور حضرت خبیبؓ کو اہل مکہ نے سولی حرمت کے مہینوں کے ختم ہونے پر دی تھی۔(۳۰) سال ۳ ہجری قمریہ شمسی کے توقیتی مباحث میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ یہ صفر ۴ ہجری قمری تقویم کا ہے جس کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی چل رہا تھا۔ ذی قعدہ و ذی الحجہ ۳ ہجری قمریہ شمسی اور اگلے قمریہ شمسی سال کے محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی یعنی تینوں اشہر حُرم کے اختتام پر صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی میں حضرت خبیبؓ کو سولی دی گئی تھی۔ سال ۳ ہجری قمریہ شمسی اور سال ۴ ہجری قمریہ شمسی کی تقابلی تقویمی جداول کا متعلقہ حصہ نیچے یکجا دیا جا رہا ہے تا کہ حادثۂ رجیع کی زمنی ترتیب از سرِ نو پوری طرح ایک نظر میں دیکھی جا سکے۔

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۲/ جولائی ۶۲۵ء	جمعہ	یکم ذی قعدہ ۳ ہجری	یکم صفر ۴ ہجری	۱۰/ جولائی	۱۰:۰۲
۱۱/ اگست	اتوار	یکم ذی الحجہ	یکم ربیع الاول	۹/ اگست	۰۱:۴۲
۹/ ستمبر	سوموار	یکم محرم ۴ ہجری	یکم ربیع الثانی	۷/ ستمبر	۱۸:۰۲
۹/ اکتوبر	بدھ	یکم صفر	یکم جمادی الاولیٰ	۷/ اکتوبر	۱۰:۴۱

مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی بمطابق صفر ۴ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین کو حادثۂ رجیع پیش آیا تھا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ قریش مکہ کی قید میں ذی قعدہ، ذی الحجہ ۳ ہجری قمریہ شمسی اور محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی کے مہینوں میں رہے، جن کے بالمقابل خالص قمری تقویم کے مہینے بالترتیب صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی ۴ ہجری قمری کے تھے اور عیسوی مہینے ۱۲/ جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین سے ۸/ اکتوبر ۶۲۵ عیسوی جیولین تک کے تھے۔ حضرت خبیبؓ صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمری بمطابق اکتوبر ۶۲۵ عیسوی جیولین میں مصلوب ہو کر شہید ہوئے۔

۲۔ سریہ منذر بن عمرو (حادثہ بئر معونہ):

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران

not

۹/اکتوبر ۶۲۵ء	بدھ	یکم صفر ۴ ہجری	یکم جمادی الاولیٰ ۴ ہجری	۷/اکتوبر	۱۰:۴۱

ابن سعد، واقدی اور ابن ہشام نے حادثۂ بئر معونہ کو صفر ۴ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے۔(۳۱) بقول ابن اسحاق یہ حادثہ غزوۂ احد سے کوئی چار ماہ بعد کا ہے۔(۳۲) سال ۳ ہجری قمریہ شمسی کے توقیتی مباحث اور اوپر نمبر شمار ایک میں ثابت ہو چکا ہے کہ حادثہ رجیع کا قمریہ شمسی مہینہ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل قمری تقویم کا مہینہ صفر ۴ ہجری قمری ہے، پس حادثہ بئر معونہ کا صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی تقویم کا ہے، اسی مہینے میں حادثۂ رجیع میں گرفتار کئے جانے کے بعد حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہما کو اہل مکہ نے شہید کیا تھا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ حادثۂ رجیع اور حادثۂ بئر معونہ دونوں حوادث کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی رات میں ہوئی تھی۔(۳۳) اس سے بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ حادثہ رجیع کا صفر ۴ ہجری اور حادثۂ بئر معونہ کا صفر ۴ ہجری دو مختلف مہینے ہیں اول الذکر قمری تقویم کا اور مؤخر الذکر قمریہ شمسی تقویم کا ہے کیونکہ جس صفر ۴ ہجری میں اصحاب بئر معونہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے اسی مہینے میں وہ بئر معونہ کے مقام پر شہید ہوئے تھے جبکہ حضرت خبیبؓ بن عدی اور حضرت زیدؓ بن دشنہ اصحاب رجیع کو قریش مکہ نے اشہر حرم کے ختم ہونے تک محبوس رکھا تھا۔ یہ امر خلاف عقل ہے کہ یہ دونوں حضرات صفر ۴ ہجری میں پکڑے گئے ہوں، پھر چند ماہ قریش مکہ کی قید میں رہ کر اسی صفر ۴ ہجری میں شہید ہوئے ہوں، پس حادثہ رجیع کا صفر قمری تقویم کا ہے اور حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی شہادت کی صورت میں اس حادثے کا اختتام صفر قمریہ شمسی میں ہوا۔ اگر یہ کہا جائے کہ دونوں حوادث سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہی رات میں مطلع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں حوادث ایک ہی مہینے میں پیش آئے تھے اور حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ بن دشنہ کے مقتول ہونے کی اطلاع مراد نہیں بلکہ ان کے گرفتار ہونے اور ان کے دیگر ساتھیوں کے شہید ہونے کی اطلاع مراد ہے، تو یہ دعویٰ اس لئے صحیح نہیں کہ سیرت نگاروں کی تصریحات کے مطابق مذکورہ دونوں حضرات کو اہل مکہ نے قید میں اس لئے رکھا تھا کہ حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں تو انہیں قتل کیا جائے (۳۴) اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ صفر کا مہینہ حرمت والا مہینہ نہیں ہے پس اہل مکہ کے لئے ان دونوں حضرات کو قتل کرنے میں بظاہر کوئی امر ہرگز مانع نہ تھا۔ پس بطریق اولیٰ ثابت ہوگیا کہ مہم رجیع کا صفر ۴ ہجری قمری تقویم کا ہے جبکہ قریش مکہ کی تقویم قمری نہیں بلکہ قمریہ شمسی تھی اور صفر ۴ ہجری قمری کے بالمقابل قمریہ شمسی تقویم کا مہینہ ذی قعدہ ۳ ہجری قمریہ شمسی تھا جو واقعی حرمت والا مہینہ ہے اور

اس کے بعد ذی الحجہ ۳ ہجری قمریہ شمسی اور محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی بھی حرمت والے مہینے ہیں ان کے بعد صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی حرمت والا مہینہ نہیں، اس لئے اسی صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی میں اہل مکہ نے ان دونوں حضرات کو شہید کیا اور اسی صفر ۴ ہجری قمریہ شمسی میں حادثۂ بئر معونہ بھی پیش آگیا اور ان دونوں حوادث یعنی شہادت خبیب وزید رضی اللہ عنہما اور حادثۂ بئر معونہ کی بیک وقت اطلاع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں حوادث کا بڑا صدمہ ہوا تھا آپ نے کوئی ایک ماہ تک نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھا جس میں قبائل عصیہ، رعل، ذکوان اور بنولحیان کے خلاف بد دعا فرمائی۔

۳۔ غزوۂ بنی نضیر:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۸/نومبر ۶۲۵ء	جمعہ	یکم ربیع الاول ۴ ہجری	یکم جمادی الاخریٰ ۴ ہجری	۶/نومبر	۰۲:۴۲
۷/دسمبر	ہفتہ	یکم ربیع الثانی	یکم رجب	۵/دسمبر	۱۷:۱۸

ابن حبیب بغدادیؒ کے نزدیک یہ غزوہ ۱۲/ربیع الاول ۴ ہجری بروز منگل کا ہے۔ ابن سعد، واقدی، اور ابن ہشام نے بھی اسے ربیع الاول ۴ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے۔ (۳۵)

مذکورہ بالا تقابلی جدول سے واضح ہے کہ یکم ربیع الاول ۴ ہجری قمریہ شمسی کو جمعہ تھا پس ۱۲ ربیع الاول ۴ ہجری قمریہ شمسی کو ٹھیک منگل کا دن ہی برآمد ہوتا ہے۔ اگر اس ربیع الاول کو قمری تقویم کا قرار دیا جائے تو تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہوگا:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۱/اگست ۶۲۵ء	اتوار	یکم ذی الحجہ ۳ ہجری	یکم ربیع الاول ۴ ہجری	۹/اگست	۰۱:۴۲

مذکورہ جدول سے واضح ہے کہ یکم ربیع الاول ۴ ہجری قمری کو اتوار تھا لہذا ۱۲/ربیع الاول ۴ ہجری قمری کو جمعرات کا دن بنے گا حالانکہ ۱۲/ربیع الاول ۴ ہجری کا دن ابن حبیب نے منگل لکھا ہے پس روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ۱۲/ربیع الاول ۴ ہجری کی یہ تاریخ قمریہ شمسی تقویم کی ہے، ابن حبیب نے اس غزوہ سے مراجعت کی تاریخ ۵/ربیع الثانی ۴ ہجری لکھی تھے۔ (۳۶) مذکورہ بالا بحث سے واضح ہے کہ یہ تاریخ بھی قمریہ شمسی تقویم کی ہے۔ پس غزوہ بنی نضیر کے لئے روانگی ۱۲/ربیع الاول ۴ ہجری قمریہ شمسی

not

بمطابق ۱۲/ جمادی الاخریٰ ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۹/ نومبر ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز منگل ہوئی اور غزوے سے مراجعت ۵/ ربیع الثانی ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۵/ رجب ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۱/ دسمبر ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔

۴۔ وفات حضرت عبداللہ بن عثمانؓ:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۶/ جنوری ۶۲۶ء	سوموار	یکم جمادی الاولیٰ ۴ ہجری	یکم شعبان ۴ ہجری	۴/ جنوری	۰۵:۵۶

علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عثمان غنیؓ کی وفات کا مہینہ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری بیان کیا ہے۔ (۳۷) زمنی ترتیب کے اعتبار سے یہ جمادی الاولیٰ قمریہ شمسی تقویم کا ہے، پس مذکورہ تقابلی تقویمی جدول کی روشنی میں وفات کا مہینہ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق شعبان ۴ ہجری قمری بمطابق جنوری ۶۲۶ عیسوی جیولین ہے۔

۵۔ وفات حضرت ابوسلمہؓ:

تقابلی تقویمی جدول کا حصہ وہی ہے جو اوپر وفات حضرت عبداللہ بن عثمانؓ کے عنوان میں دیا جاچکا ہے، علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت ابوسلمہؓ کی تاریخ وفات ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری بیان کی ہے۔ (۳۸) یہ جمادی الاولیٰ بھی زمنی ترتیب کے لحاظ سے قمریہ شمسی تقویم کا ہے لہذا مذکورہ تقابلی تقویمی جدول کی روشنی میں تاریخ وفات ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۷/ شعبان ۴ ہجری قمری بمطابق یکم فروری ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز ہفتہ کی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابوسلمہؓ غزوۂ احد میں شریک ہوئے تھے اس غزوے میں آپ کو کندھے پر زخم آیا جو بالآخر آپ کی شہادت کا سبب بنا۔ سال ۳ ہجری قمریہ شمسی کے غزوات وسرایا کے ضمن میں سریہ ابی سلمہؓ (مہم قطن) کو زیر بحث لاتے ہوئے واضح کیا جاچکا ہے کہ یہ سریہ یکم محرم ۴ ہجری قمری کا واقعہ ہے جس کے بالمقابل قمریہ شمسی تقویم کا مہینہ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی ہے۔ یہ بھی ثابت کیا جاچکا ہے کہ غزوۂ احد کی تاریخ ۱۱/ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی تقویم کی ہے لہذا سریہ ابی سلمہؓ غزوۂ اُحد سے پہلے ہوا۔ اور اس سریے سے حضرت ابوسلمہؓ کی مراجعت غزوۂ احد سے پہلے ہوئی تھی تو وہ اس غزوے میں شریک ہوسکے تھے، مؤرخین نے دو تقویمی التباس کی وجہ

سے غزوۂ احد کو مقدم اور سریہ ابی سلمہؓ کو موخر سمجھ لیا اور یہ لکھا کہ غزوۂ احد میں پہنچنے والے زخم کا حضرت ابوسلمہؓ علاج کراتے رہے اور یہ زخم بڑی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا تو انہیں مہم قطن (سریہ ابی سلمہؓ) کے لئے روانہ کیا گیا۔ حالانکہ ابن حبیب بغدادیؒ نے مہم قطن کو سال ۳ ہجری کے واقعات میں شمار کیا ہے۔(۳۹) نیز یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ کہ جو زخم حضرت ابوسلمہؓ کے لئے بالآخر جان لیوا ثابت ہوا تھا وہ عام حالات میں اتنا درست نہیں ہو سکتا تھا کہ انہیں کسی مہم پر بھیجنے کی زحمت دی جاتی، سیرت نگاروں کے اس طرح کے تسامحات اکثر و بیشتر دو تقویمی التباس کا نتیجہ ہیں۔

۶۔غزوۂ بدر الموعد:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے۔

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۴/اپریل ۶۲۶ء	جمعہ	یکم شعبان ۴ ہجری	یکم ذی قعدہ ۴ ہجری	۱۲/اپریل	10:15

ابن ہشام نے اس غزوے کو شعبان ۴ ہجری کا اور ابن حبیب نے اسے یکم شعبان ۴ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے اور مراجعت کی تاریخ ۲۰ شعبان بروز بدھ بیان کی ہے۔(۴۰) واقدی اور ابن سعد نے اسے یکم ذی قعدہ ۴ ہجری کا واقعہ لکھا ہے (۴۱) مذکورہ بالا جدول سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابن ہشام اور ابن حبیب نے اس غزوے کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں اور واقدی و ابن سعد نے قمری تقویم میں کی ہے۔ ابن حبیب نے مراجعت کی تاریخ ۲۰ شعبان کا دن بدھ لکھا ہے جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ یکم شعبان ۴ ہجری قمریہ شمسی کو جمعہ تھا پس ۲۰ شعبان قمریہ شمسی کو ٹھیک بدھ کا دن ہی برآمد ہوتا ہے۔

پس یہ غزوہ یکم شعبان ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم ذی قعدہ ۴ ہجری قمری بمطابق ۱۴/اپریل ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز جمعہ کا ہے، مراجعت کی تاریخ ۲۰ شعبان ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰ ذی قعدہ ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۳/اپریل ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز بدھ کی ہے۔

۷۔ولادت سیدنا حضرت حسینؓ:

تقابلی تقویمی جدول کا حصہ وہی ہے جو اوپر غزوہ بدر الموعد کی توقیتی بحث میں پیش کیا جا چکا ہے، علامہ ابن کثیرؒ نے ولادت کا مہینہ اوائل شعبان ۴ ہجری لکھا ہے۔(۴۲) یہ شعبان بھی زمنی ترتیب کے مطابق قمریہ شمسی ہے پس مذکورہ بالا جدول کی روشنی میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت اوائل

شعبان ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اوائل ذی قعدہ ۴ ہجری قمری بمطابق اپریل ۶۲۶ ھ عیسوی جیولین کی ہے۔

۸۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقتِ قران
۴/مئی ۶۲۶ء	اتوار	یکم رمضان ۴ھ	یکم ذی الحجہ ۴ھ	یکم مئی	۱۸:۴۰

علامہ ابن کثیرؒ نے اس نکاح کا مہینہ رمضان ۴ ہجری بیان کیا ہے۔(۴۳) زمنی ترتیب کے پیش نظر یہ رمضان، قمریہ شمسی تقویم کا ہے، پس مذکورہ بالا جدول کے مطابق اس کا مہینہ رمضان ۴/ہجری قمریہ شمسی بمطابق ذی الحجہ ۴ ہجری قمری بمطابق مئی ۶۲۶ عیسوی جیولین ہے۔

۹: حضرت ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقتِ قران
۲/جون ۶۲۶ء	سوموار	یکم شوال ۴ھ	یکم محرم ۵ھ	۳۱/مئی	۰۳:۵۱

اس نکاح کا مہینہ اہل سیر و مغازی کے نزدیک شوال ۴ ہجری ہے۔(۴۴) زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ شوال قمریہ شمسی تقویم کا ہے۔ پس مذکورہ بالا جدول کی روشنی میں یہ نکاح شوال ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق محرم ۵ ہجری قمری بمطابق جون ۶۲۶ عیسوی جیولین میں ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہؓ غزوۂ احد میں زخمی ہوئے تھے اور اسی زخم کی وجہ سے جمادی الاولی ۴ ہجری قمریہ شمسی میں انتقال فرما گئے تھے جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہو چکا ہے، عدت کے ختم ہونے پر حضرت ام سلمہؓ سے شوال ۴ ہجری قمریہ شمسی میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح کر لیا۔

۱۰۔ غزوۂ دُومۃ الجندل:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقتِ قران
۲/جون ۶۲۶ء	سوموار	یکم شوال ۴ھ	یکم محرم ۵ھ	۳۱/مئی	۰۳:۵۱

یکم جولائی	بدھ	یکم ذی قعدہ	یکم صفر	۲۹/جون	۱۴:۲۷
۳۱/جولائی	جمعرات	یکم ذی الحجہ	یکم ربیع الاول	۲۹/جولائی	۰۳:۰۳

ابن حبیب بغدادیؒ نے اس غزوے کی تاریخ یکم محرم ۵ ہجری بروز سوموار قرار دی ہے۔(۴۵) اور مراجعت صفر ۵ ہجری میں ظاہر کی ہے۔(۴۶) ابن سعد نے اس کی تاریخ روانگی ۲۵/ربیع الاول ۵ ہجری اور تاریخ مراجعت ۲۰/ربیع الثانی ۵ ہجری لکھی ہے۔(۴۷)۔مذکورہ بالا جدول سے واضح ہو رہا ہے، کہ یکم محرم ۵ ہجری قمری بمطابق یکم شوال ۴ ہجری قمریہ شمسی کو واقعی سوموار ہی کا دن تھا اگر اس محرم کو قمریہ شمسی قرار دیا جائے تو سال ۵ ہجری قمریہ شمسی کی مکمل تقابلی تقویمی جدول تو اپنے مقام پر آئے گی، یہاں اس کا متعلقہ حصہ پیش کیا جا رہا ہے جو یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۹/اگست ۶۲۶ء	جمعہ	یکم محرم ۵ھ	یکم ربیع الثانی ۵ھ	۲۷/اگست	۱۸:۰۴

مذکورہ جدول سے واضح ہے کہ یکم محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی کو جمعہ کا دن تھا جبکہ ابن حبیب نے یکم محرم ۵ ہجری کا دن سوموار لکھا ہے جو قمری تقویم کے عین مطابق ہے پس یہ محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی تقویم کا نہیں بلکہ خالص قمری تقویم کا ہے، یوں ابن حبیب کی توقیت کی روشنی میں یہ غزوہ یکم شوال ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم محرم ۵ ہجری قمری بمطابق ۲/جون ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز سوموار کا ہے،غزوے سے مراجعت ذی قعدہ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق صفر ۵ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۶ عیسوی جیولین میں ہوئی۔

ابن سعد کی توقیت بھی قمری تقویم کی ہے کیونکہ اس کے بعد تین سالوں ۵، ۶ اور ۷ ہجری کے تمام غزوات و سرایا اور دیگر حوادث کی توقیت سوائے غزوہ خیبر اور غزوہ ذات الرقاع کے سیرت نگاروں نے قمری تقویم میں کی ہے، البتہ غزوہ خیبر اور غزوہ ذات الرقاع کی توقیت قمریہ شمسی اور قمری دونوں تقاویم میں کی گئی ہے۔پس ابن سعد کی توقیت کی روشنی میں اس غزوے کے لئے روانگی ۲۵/ذی الحجہ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۵/ربیع الاول ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۴/اگست ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز اتوار ہوئی اور غزوے سے مراجعت ۲۰/محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰/ربیع الثانی ۵ ہجری قمری بمطابق ۱۷/ستمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔

توقیتی جدول سال ۴ ہجری قمریہ شمسی،

۴، ۵ ہجری قمری، ۶۲۵ _ ۶۲۶ عیسوی جیولین

نمبر شمار	اہم واقعات	قمریہ شمسی ہجری	دن	قمری ہجری	عیسوی جیولین
۱	مصلوبیت حضرت خبیبؓ	صفر ۴ ہجری	-	جمادی الاولیٰ ۴ھ	اکتوبر ۶۲۵ء
۲	حادثۂ بئر معونہ	۲۰/صفر ۴ ہجری	سوموار	۲۰/جمادی الاولیٰ ۴ھ	۲۸/اکتوبر
۳	غزوہ بنی نضیر (روانگی)	۱۲/ربیع الاول	منگل	۱۲/جمادی الاخریٰ	۱۹/نومبر
۴	مراجعت	۵/ربیع الثانی	بدھ	۵/رجب	۱۱/دسمبر
۵	وفات عبداللہ بن عثمان	جمادی الاولیٰ	-	شعبان	جنوری ۶۲۶ء
۶	وفات ابوسلمہؓ	۲۷/جمادی الاولیٰ	ہفتہ	۲۷/شعبان	یکم فروری ۶۲۶ء
۷	غزوہ بدر الموعد	یکم شعبان	جمعہ	یکم ذی قعدہ	۴/اپریل
۸	مراجعت	۲۰/شعبان	بدھ	۲۰/ذی قعدہ	۲۳/اپریل
۹	ولادت حضرت حسین	اوائل شعبان	-	اوائل ذی قعدہ	اپریل
۱۰	نکاح ام المومنین زینبؓ بنت خزیمہ	رمضان	-	ذی الحجہ	مئی
۱۱	نکاح ام المومنین ام سلمہؓ	شوال	-	محرم ۵ ہجری	جون
۱۲	غزوہ دومۃ الجندل (روانگی بقول ابن حبیب)	یکم شوال	سوموار	یکم محرم ۵ ہجری	۲ جون
۱۳	مراجعت	اوائل ذی قعدہ	-	اوائل صفر	جولائی
۱۴	روانگی بقول ابن سعد وغیرہ	۲۵/ذی الحجہ	اتوار	۲۵/ربیع الاول	۲۴/اگست
۱۵	مراجعت	۲۰/محرم ۵ ہجری	بدھ	۲۰/ربیع الثانی	۱۷/ستمبر

سال ۵ ہجری قمریہ شمسی، ۵ _ ۶ ہجری قمری،

۶۲۶ ـ ۶۲۷ عیسوی جیولین

۱ـ مراجعت از غزوہ دومۃ الجندل:

جیسا کہ سال ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴، ۵ ہجری قمری کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے، غزوہ دومۃ الجندل ابن سعد کی توقیت کی روشنی میں ۲۵/ذی الحجہ ۴ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۵/ربیع الاول ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۴/اگست ۶۲۶ء عیسوی جیولین بروز اتوار کا واقعہ ہے اس سے واپسی ۲۰/محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰/ربیع الثانی ۵ ہجری قمری بمطابق ۱۷/ستمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔

۲ـ غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ مریسیع:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ بنو مصطلق، قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ کا نام ہے۔ یہ لوگ قدید کے قریب مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد تھے، مریسیع ان کے ایک چشمے کا نام ہے اسی جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالا تھا اس لئے اسے غزوۂ مریسیع بھی کہا جاتا ہے، آپ نے تحقیق حال کے لئے حضرت بریدہؓ بن حصیب کو بھیجا۔ انھوں نے حارث بن ابی ضرار سے ملاقات اور گفتگو کی۔

حضرت بریدہؓ کی وساطت سے خبر کی تصدیق ہونے پر آپ ۲/ربیع الثانی ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲/شعبان ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۷/دسمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز ہفتہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے آپ نے مدینے میں حضرت ابو ذر غفاریؓ اور بقول بعض حضرت نمیلہؓ بن عبداللہ اللیثی کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اس غزوے میں ایسے منافقین بھی غنیمت کے لالچ میں ساتھ ہوئے جو اس سے پہلے غزوات میں شریک نہیں ہوتے تھے۔

حارث بن ابی ضرار نے مسلمانوں کے حالات کا پتہ چلانے کے لئے اپنا ایک جاسوس بھیج رکھا تھا جسے مسلمانوں نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس غزوے میں مسلمانوں کا شعار (کوڈیا خفیہ لفظ) ''امت امت'' (مار، مار) تھا۔ حارث بن ابی ضرار اور اس کے ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی اور اپنے جاسوس کے مارے جانے کا علم ہوا تو وہ سخت مرعوب اور خوفزدہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے چشمے مریسیع تک پہنچ گئے اس اچانک چھاپے میں بنو مصطلق کے کوئی دس آدمی مقتول ہوئے اور باقی لڑے

بغیر بدحواسی میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے بہت سے مردوں، عورتوں، بچوں اور مال مویشی کو قبضے میں لے لیا۔

قیدی خواتین میں قبیلے کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی حضرت جویریہؓ بھی تھیں جو حضرت ثابتؓ بن قیس کے حصے میں آئیں تو انہوں نے آپ کو مکاتب بنالیا کہ تم اتنی مقررہ رقم ادا کرکے آزاد ہو سکتی ہو۔ حضرت جویریہؓ نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کی طرف سے یہ رقم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کرکے ان سے شادی کرلی اس پر مسلمانوں نے بنو مصطلق کے تمام قیدیوں کو رہا کردیا کیوں کہ ان لوگوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صہری (سسرالی) رشتہ قائم ہو چکا تھا۔ یوں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم کے لئے نہایت بابرکت ثابت ہوئیں، تاہم بروایت ابن سعد وغیرہ حضرت جویریہؓ کا فدیہ خود ان کے والد نے ہی ادا کیا تھا۔ جب حضرت جویریہ ثابتؓ بن قیس کے حصے میں آئی تھیں تو ان کے والد حارث بن ابی ضرار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کہا کہ قبیلے کے سردار کی بیٹی کنیز بن کر نہیں رہ سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ معاملہ جویریہ ہی پر چھوڑ رہا ہوں سعادت مند حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ اسی لئے آپ نے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا۔ حضرت جویریہؓ کے والد حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے فدیے کے لئے بہت سے اونٹ لے کر مدینے میں آئے تھے۔ ان میں سے دو نہایت عمدہ اونٹ کسی جگہ چھپا دیئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ جو اونٹ تم نے فلاں گھاٹی میں چھپا رکھے ہیں انہیں کیوں نہیں لائے؟ اس پر حارث نے فوراً اسلام قبول کرلیا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو ان اونٹوں کا کچھ علم نہ تھا اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے پیغمبر کو مطلع فرمایا ہے۔

غزوۂ بنی مصطلق سے فراغت کے بعد ابھی اسلامی لشکر کا پڑاؤ مریسیع کے چشمے پر ہی تھا کہ چشمے سے پانی لینے کے سلسلے میں ایک مہاجر اور انصاری کا جھگڑا ہوگیا، مہاجر نے مہاجرین اور انصار نے انصاریوں کو مدد کے لئے پکارا قریب تھا کہ معاملہ سنگین ہو جاتا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض اصحاب کی بروقت مداخلت سے معاملہ رفع دفع ہوگیا، رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو تفریق بین المومنین کے لئے غیر متوقع بہانہ ہاتھ آیا، اس نے یہ کہا کہ مہاجرین کو مدینے میں ٹھکانا اور معاشی کفالت مہیا کرکے تم نے خود ہی مصیبت مول لی ہے۔ یہ مہاجرین (معاذ اللہ) ذلیل ہیں جب ہم مدینے واپس جائیں گے تو ہمارا ہر معزز (انصاری) ہر ذلیل (مہاجر) کو مدینے سے نکال باہر کرے گا اور

ان کو خرچ دینا بند کر کے معاشی بوجھ سے بھی آزاد ہو جائے گا۔ اس وقت مجلس میں اتفاقاً ایک نوجوان صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی حضرت عمر فاروقؓ نے مشورہ دیا کہ عبداللہ بن ابی کو قتل کرا دیا جائے لیکن رسول اکرم ﷺ نے یہ مشورہ اس لئے قبول نہ فرمایا کہ مخالفین کو یہ کہنے کا بہانہ ملے گا کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل بھی کرا دیتے ہیں۔ اس کی بجائے آپ نے لشکر کے فوری کوچ کا حکم دیا تا کہ لوگوں کی توجہ دوسری طرف بٹ جائے اور منافقین کی سازش وشرارت دم توڑ جائے، ادھر عبداللہ بن ابی کو پتہ چلا کہ اس کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ چکی ہیں تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جھوٹی قسمیں اٹھائیں اور اپنا بے قصور ہونا ظاہر کیا۔ آپ نے اس کی جھوٹی قسموں کا اعتبار کر لیا۔ اس پر زیدؓ بن ارقم انتہائی مغموم اور شرمندہ ہو کر بیٹھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون نازل فرمائی تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ بن ارقم کو بلا کر فرمایا کہ اللہ نے تجھے سچا کر دیا ہے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہی تھا، جو نہایت مخلص صحابی رسول تھے وہ اپنے بدبخت باپ کی روش پر سخت رنجیدہ ہوئے، واپسی پر مدینے سے باہر ہی تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ عبداللہ بن ابی کو مدینے میں داخل ہونے سے اس وقت تک روکے رکھا جب تک کہ اس نے اپنی زبان سے یہ اقرار اور اعلان نہیں کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین ہی عزت والے ہیں۔ میں اور میرے ساتھی ہی ذلیل ہیں۔ انہی حضرت عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر عبداللہ بن ابی کو قتل کرنا ہے تو میں خود اس کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا کسی اور کے ذمہ یہ کام نہ لگایئے، مبادا میں غیرت میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر ڈالوں۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو اسکے حال پر چھوڑ دیا۔ بالآخر حالات نے ایسا رخ بدلا کہ وہ خود ہی سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو کر رہ گیا۔

اسی غزوے میں ان منافقین کو فتنے اور شرارت کے لئے ایک اور موقع بھی مل گیا۔ انہوں نے اس غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک سفر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا اسی لئے اسے قصہ افک (بہتان کا واقعہ) کہا جاتا ہے، جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ غزوے سے واپسی کے دوران حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لئے گئیں تو اپنا ہار گم کر بیٹھیں، جہاں ہار گم ہوا تھا وہاں گئیں۔ واپس آئیں تو پتہ چلا کہ لشکر روانہ ہو چکا ہے۔ جو لوگ اونٹ پر آپ کا ہودج لادنے پر مامور

تھے، وہ بھی یہ سمجھتے ہوئے اونٹ پر ہودج رکھتے ہوئے چلتے بنے کہ حضرت عائشہؓ اس کے اندر موجود ہیں، چونکہ آپ نوعمر تھیں اور بدن ہلکا تھا، وزن زیادہ نہیں تھا اس لئے اونٹ پر ہودج رکھنے والوں کو پتہ نہ چل سکا۔ حضرت عائشہؓ وہیں اس خیال سے بیٹھ گئیں کہ ان کی تلاش میں اگر کوئی شخص آئے تو اسے پریشانی نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ کی آنکھ لگ گئی اور وہیں سو گئیں۔ دریں اثنا حضرت صفوانؓ بن معطل جو گری پڑی چیزوں کی دیکھ بھال کے فریضے کی ادائیگی میں لشکر سے پیچھے چلے آ رہے تھے، وہاں پہنچے تو حضرت عائشہؓ کو وہاں دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جس پر حضرت عائشہؓ بیدار ہو گئیں اور اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ احکام حجاب کے نزول سے پہلے حضرت صفوانؓ نے ام المومنین کو دیکھا تھا اس لئے پہچان لیا۔ انہوں نے اپنی سواری بٹھا کر حضرت عائشہؓ کے قریب کر دی۔ حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں اور حضرت صفوانؓ چپ چاپ اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتے ہوئے عین دوپہر کے وقت لشکر گاہ میں پہنچ گئے، منافقین کو بہتان تراشی کا بہانہ ہاتھ آیا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگا کر نہایت منظم طریقے سے اس قدر زور و شور سے چرچا کیا کہ حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت مسطحؓ بن اثاثہ اور خواتین میں سے حضرت حمنہؓ بنت جحش بھی اپنی سادگی کی بنا پر اس میں ملوث ہو گئے ادھر حضرت عائشہؓ کو اس طوفان بدتمیزی کی خبر تک نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت حال پر سخت پریشان اور رنجیدہ تھے۔ جب ایک مدت تک وحی بھی نہ آئی تو آپ نے بعض اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے اشاروں میں یہ مشورہ دیا کہ پریشان ہونے کی بجائے آپ حضرت عائشہؓ سے علیحدگی اختیار کر لیں لیکن حضرت اسامہؓ اور بعض دیگر حضرات نے مشورہ دیا کہ آپ دشمنوں کے بہتان کو نظر انداز کریں، آپ نے برسر منبر عبداللہ بن ابی کی طرف سے ایذاء رسانی کا شکوہ فرمایا۔ تو حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت اسیدؓ بن حضیر نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، عبداللہ بن ابی کا تعلق خزرج سے تھا، خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ پر اس موقع پر قبائلی عصبیت غالب آ گئی جس سے اوس اور خزرج کے سرداروں میں تلخ کلامی سے دونوں قبائل میں اشتعال پیدا ہونے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مداخلت فرما کر ان سب کو خاموش کرا دیا۔

ادھر حضرت عائشہؓ غزوہ ہذا سے واپسی پر اتفاقاً بیمار پڑ گئی تھیں، انہیں مذکورہ واقعات کا کچھ علم نہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خلاف معمول قدرے بے رخی کو محسوس کرتے ہوئے آپ کی اجازت سے اپنے والدین کے گھر آ گئیں، ایک رات قضائے حاجت کے لئے ام مسطحؓ کے ہمراہ باہر گئیں، ام مسطحؓ کا اتفاقاً پاؤں پھسلا تو انہوں نے اپنے بیٹے مسطحؓ بن اثاثہ کو برائی سے یاد کیا، حضرت

عائشہؓ نے اس پر ام مسطحؓ کو ٹوکا تو ام مسطحؓ نے حضرت عائشہؓ کو سب کچھ بتا دیا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت عائشہؓ، ام مسطحؓ والے واقعے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی اجازت سے اپنے والدین کے گھر گئی تھیں۔ اس پر حضرت عائشہ کو ناقابل بیان صدمہ ہوا۔ ان کا سارا وقت رونے دھونے میں گزرنے لگا، کھانا پینا چھوٹ گیا، نیند رخصت ہوگئی، روتے روتے لگتا تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے گا۔ دو راتیں اور ایک دن یہی حال رہا۔ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے اللہ کی حمد وثنا پر مشتمل خطبہ پڑھا پھر حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری برأت ظاہر فرما دے گا اور اگر کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ کے آنسو مزید صدمے سے خشک ہو کر رہ گئے انہوں نے اپنے والدین سے کہا کہ میری طرف سے جواب دیجئے لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دیں، اس لئے حضرت عائشہؓ نے خود ہی عرض کیا کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں بے قصور ہوں تو ایک بات آپ لوگوں کے دل میں بیٹھ چکی ہے، آپ لوگ (شاید) میری بات کو سچ نہ سمجھیں، اگر میں (جھوٹ موٹ) اعتراف کرلوں تو (شاید) آپ لوگ اسے صحیح سمجھیں گے، اس لئے میں وہی کہوں گی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد گرامی نے کہا تھا: **فصبر جميل والله المستعان على ماتصفون** ''میرے لئے صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس پر اللہ کی مدد مطلوب ہے''۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ ایک طرف جا کر لیٹ گئیں تو اسی موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے آثار نمودار ہوئے، سورۂ نور میں حضرت عائشہؓ کی برأت پر آیات کا نزول ہوا۔ قرآنی حکم کے مطابق اس واقعۂ افک میں ملوث لوگوں پر حد قذف جاری کی گئی یعنی ایسے بہتان پر مقرر کردہ سزا اسی کوڑے ان پر لگائی گئی۔ بمطابق روایات تین مسلمانوں حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت مسطحؓ بن اثاثہ اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت حمنہؓ بنت جحش پر حد جاری کی گئی تھی۔ یہ مسلمان خلوص نیت سے تائب ہوئے اور منافقین اپنے حال پر قائم رہے، طبرانیؒ نے بروایت حضرت عمرؓ بیان کیا ہے کہ اس فتنے کے سرغنہ عبداللہ بن ابی پر دو مرتبہ حد جاری کی گئی تھی۔

اس فتنے کا چرچا کوئی ایک ماہ تک رہا تھا اس کے بعد عبداللہ بن ابی اس قدر ذلیل ورسوا ہوا کہ مرتے دم تک دوبارہ سر نہ اٹھا سکا، وہ جب بھی کسی شرارت کا ارتکاب کرتا تو خود اس کی قوم کے لوگ اس کی سخت سرزنش کر دیتے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے وہم وگمان بھی نہ تھا کہ میری برأت میں وحی متلو یعنی

قرآنی آیات نازل ہونگی، جن کی تلاوت لوگ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ خواب یا کسی اور ذریعے سے میری برأت اپنے رسول پر ظاہر فرمائے گا۔

اس غزوے سے مراجعت یکم جمادی الاولیٰ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم رمضان ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۵/جنوری ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز اتوار ہوئی تھی۔ وضاحت توقیتی مباحث میں ہوگی۔

۳۔ غزوۂ احزاب، (غزوۂ خندق):

غزوہ بنی نضیر میں یہودیوں کی جان بخشی کردی گئی تھی اور انہیں مدینہ منورہ سے صرف جلاوطن کردینے پر اکتفاء کیا گیا تھا، لیکن احسان فراموش یہودیوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خفیہ اور علانیہ ہر طرح اپنی مکروہ سازشیں جاری رکھیں، حُیی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع وغیرہ کوئی بیس یہودی رؤسا نے مکہ مکرمہ میں قریش کے سردار ابوسفیان سے رابطہ کیا اور مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ پر انہیں آمادہ کیا اور اپنی طرف سے پوری مدد کا یقین دلایا، ابوسفیان تو پہلے ہی ایسے مواقع کی تلاش میں تھا اس لئے فوراً تیار ہوگیا، اس کے بعد یہ لوگ بنوغطفان کے ہاں پہنچے اور انہیں بھی مسلمانوں کے خلاف خیبر کی نصف پیداوار کا لالچ دے کر خوب ابھارا، دیگر عرب قبائل میں بھی گھوم پھر کر انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک ہمہ گیر جنگی فضا تیار کردی۔

ابوسفیان قبیلہ قریش اور ان کے حلیفوں کے ہمراہ لشکر لے کر نکلا تو مرّ الظہران کے مقام پر بنو سلیم بھی اس کے ساتھ آملے۔ ادھر مشرق کی طرف سے غطفانی قبائل فزارہ، مرہ اور اشجع مسلمانوں کے خلاف نکلے۔ فزارہ کا سردار عیینہ بن حصن الفزاری، بنومرہ کا سردار حارث بن عوف اور اشجع کا سردار مسعر بن رخیلہ تھا۔ بنواسد اور دیگر قبائلنے بھی ان کا ساتھ دیا۔ یوں تھوڑی سی مدت میں کوئی دس ہزار کے قریب لشکر تیار ہوکر مدینہ منورہ پر حملے کے لئے اپنے اپنے مقام سے چل پڑا۔

مسلمانوں کے لئے یہ نہایت سخت آزمائش کا وقت تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں سمیت بھی مجموعی تعداد غالباً دس ہزار تک نہیں پہنچتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مدینے کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ ایسے خطرناک مواقع پر ایرانی لوگ اپنی حفاظت کے لئے خندقوں کا سہارا لیا کرتے ہیں، خندق کا لفظ فارسی لفظ کندہ (کھودا ہوا) کا معرب ہے۔ ان کے مشورے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف

قبولیت بخشا، اسی لئے اس غزوے کو غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ احزاب، حزب کی جمع ہے۔ حزب، جماعت اور گروہ کو کہتے ہیں چونکہ اس غزوے میں عرب کے تقریباً سبھی مشرک قبائل گروہ در گروہ اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے خلاف نکلے تھے اسی لئے اسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ خندق کی کھدائی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم کر دیا تھا، ہر دس آدمیوں کی جماعت کو دس دس گز خندق کھودنے کا کام دیا گیا خندق کی گہرائی پانچ گز کے قریب تھی۔ چوڑائی بھی اتنی رکھی گئی تھی کہ دشمن اسے آسانی سے عبور نہ کر سکے۔ مدینہ شمالی کے علاوہ باقی اطراف سے پہاڑوں اور کھجوروں کے باغات سے گھرا ہوا ہے، اس لئے شمالی جانب خندق کھودی گئی، یہ کام مسلسل جاری رہا اور کفار کے پہنچنے سے پہلے ہی یہ خندق کوئی بیس دنوں میں تیار ہو چکی تھی۔

خندق کی کھدائی کوئی آسان کام نہ تھا۔ مہاجرین و انصار اس کام میں دن رات لگے رہے تاکہ دشمن کے پہنچنے سے پہلے جلد از جلد خندق تیار ہو جائے۔ کھدائی کے درمیان مہاجرین و انصار یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجهاد مابقینا ابداً

ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کر رکھی ہے جب تک کہ ہم زندہ رہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے تھے:

اللهم ان العیش عیش الآخرہ   فاغفر الانصار و المهاجرہ

اے اللہ! بے شک (آرام کی اصل) زندگی تو آخرت کی زندگی ہے پس تو انصار و مہاجرین کو بخش دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ خود بھی بنفس نفیس خندق کھود رہے تھے اور مٹی ڈھو رہے تھے۔ شکم مبارک کے بال اور جلد غبار آلود تھے۔ آپ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے رجزیہ کلمات کہہ رہے تھے:

اللّٰهم لولا انت ما اهتدینا   ولا تصدقنا ولا صلّینا

فانزلن سکینۃ علینا   وثبت الاقدام ان لاقینا

اِنّ الآی قد بغوا علینا   وان ارادوا فتنۃ ابینا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نہ ہوتی اور نہ ہی ہم خیرات کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے پس تو ہم پر اطمینان نازل فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اگر ہماری (دشمن سے) مڈبھیڑ ہو، بے شک لشکروں

نے ہم پر چڑھائی کی ہے اور اگر وہ کسی فتنے کا ارادہ کئے بیٹھے ہیں تو ہم (اس فتنے میں شامل ہونے یا اسے قبول کرنے سے) انکاری ہیں۔

صحیحین کی روایت کے مطابق آخری شعر یوں ہے:

والمشرکون قدبغوا علینا   واذا ارادوا فتنۃ ابینـــا

آپ آخری لفظ کو کھینچ کر اور مکرر پڑھتے تھے۔

خندق کی کھدائی سخت مشقت طلب کام تھا۔ خوراک کی شدید قلت تھی۔ اہل خندق کے پاس دو مٹھی جو لایا جاتا تھا جسے بو دیتی ہوئی چکنائی کے ساتھ تیار کر کے لوگوں کو مہیا کیا جاتا تھا۔ اس کا ذائقہ خوشگوار نہیں ہوتا تھا لیکن یہی کچھ کھانے پر وہ مجبور تھے۔ لگاتار بھوک کی وجہ سے صحابہ کرامؓ اکثر و بیشتر اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کا ذکر کیا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکم مبارک پر دو پتھر باندھ رکھے تھے۔

انہیں ایام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد معجزات کا بھی ظہور ہوا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کا اپنی اہلیہ سے تذکرہ کیا۔ گھر میں ایک صاع (کوئی چار یا پانچ کلوگرام کے قریب) جو موجود تھے۔ ایک بکری کا بچہ تھا۔ حضرت جابرؓ نے بکری کا بچہ ذبح کیا، ان کی اہلیہ نے جو پیس کر آٹا گوندھا، حضرت جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اپنے ساتھ ایک دو اصحاب کو لے کر گھر پر کھانے کے لئے تشریف لائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے والے تمام صحابہ کرامؓ کو آواز دے کر اس دعوت طعام میں شامل ہونے کو کہا اور حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ گوشت کی ہانڈی چولہے پر ہی رہنے دو اور روٹی کے تنور کو بھی اسی حال میں رہنے دو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سخت پریشان اور شرمندہ تھے کہ یہ تھوڑا سا کھانا سب کو کیسے کفایت کریگا؟ اپنی اہلیہ سے ساری صورت حال اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا تو اہلیہ نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اس حالت کا علم ہے تو کوئی پریشانی کی بات نہیں، اللہ بہتری کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے تشریف لائے تو اپنے دست مبارک سے ساتھیوں کو کھانا بھجواتے رہے، سب نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا، پھر بھی گوشت کی ہانڈی اپنی حالت پر برقرار رہی گوشت اسی طرح پک رہا تھا اور گوندھا ہوا آٹا بھی اسی طرح رہا اس میں ذرا بھی کمی نہ آئی تھی۔

حضرت نعمانؓ بن بشیر کی بہن اپنے بھائی اور ماموں کے لئے خندق کے پاس دو مٹھی بھر کھجور

لے کر آئیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزریں تو آپ نے یہ کھجوریں ان سے لے لیں اور ایک چادر کے اوپر بکھیر دیں سب اہل خندق کھاتے گئے لیکن کھجوریں کپڑے کے کناروں سے باہر گر رہی تھیں ان میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔

خندق کی کھدائی کے دوران ایک نہایت سخت چٹان آ گئی جو کسی طرح ٹوٹتی نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا، آپ نے بسم اللہ کہہ کر کدال سے ایک ضرب لگائی تو ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا اور ایک شعلہ نکلا آپ نے فرمایا ''اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں، واللہ! میں اس وقت وہاں کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں''۔ دوسری ضرب پر دوسرا ٹکڑا کٹ کر گرا اور ساتھ ہی روشنی ہوئی۔ آپ نے فرمایا ''اللہ اکبر! مجھے فارس دیا گیا ہے واللہ! مجھے اس وقت مدائن کا سفید محل دکھائی دے رہا ہے''۔ تیسری ضرب پر بھی یہی ہوا تو آپ نے فرمایا ''اللہ اکبر! مجھے یمن کی چابیاں دی گئی ہیں، واللہ! میں اس وقت صنعاء کے پھاٹک دیکھ رہا ہوں'' اس تیسری ضرب سے یہ پوری چٹان کٹ گئی۔

خندق تیار ہو چکی تھی کہ اتنے میں ہر طرف سے کفار کے لشکر مدینہ منورہ کے قریب پہنچنے لگے اس موقع پر صحابہ کرامؓ نے کہا یہ سب تو وہی کچھ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے سچ ہی تو کہا تھا، ان اصحاب رسول کے ایمان و ایقان اور جذبہ وفاداری و فرمانبرداری میں اور بھی کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ اس کے برعکس منافقین یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ (معاذ اللہ) محض فریب تھا۔

اس لشکر کے مقابلے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کے ہمراہ تشریف لائے، کوہ سلع کی طرف پشت کر کے قلعہ بندی کی شکل اختیار کر لی، عورتوں اور بچوں کو قلعوں اور گڑھیوں کے اندر رکھا گیا۔ مدینہ کا انتظام حضرت ابن ام مکتومؓ کے سپرد کیا گیا۔ بنوقریظہ پر اعتماد نہ تھا اس لئے اس جانب سلمہؓ بن اسلم کو تین سو آدمیوں کے ساتھ متعین کیا گیا۔ مسلمانوں کا شعار (کوڈورڈ) ''حٰم لا یُنصرون'' تھا۔

مشرکین نے خندق کو دیکھا تو سخت حیران ہوئے کیونکہ عربوں میں خندق کھودنے کا رواج نہ تھا اور وہ اس طریق جنگ سے بالکل ناواقف تھے، خندق دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ مسلمانوں نے ہمارے خلاف ایک چال اور تدبیر کی ہے۔ خندق اتنی چوڑی تھی کہ اسے پار کرنا مشرکین کے لئے سخت مشکل ثابت ہو رہا تھا اور ادھر سے مسلمان تیر اندازی سے دشمن کی اس طرح کی ہر کوشش کو ناکام بنائے ہوئے تھے، کچھ مشرکین عمرو بن عبدوُد، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن خطاب اور نوفل وغیرہ نے ایک روز ایک کم چوڑی جگہ سے خندق پار

کرلی۔ عمرو بن عبدود مشہور پہلوان تھا جسے ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا اس کی عمر نوے برس کے قریب تھی اس نے مسلمانوں سے مبارزت طلب کی، حضرت علیؓ مقابلے کے لئے اٹھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عمرو بن عبدود ہے، حضرت علیؓ بیٹھ گئے۔ کوئی اور مقابلے پر نہیں آیا، دوبارہ اٹھے اور پھر وہی کچھ ہوا جو پہلے ہوا تھا۔ تیسری مرتبہ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ہاں! میں جانتا ہوں کہ یہ عمرو ہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ خود اپنے دست مبارک سے تلوار عنایت فرمائی اور سر پر عمامہ باندھا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود کو دعوتِ اسلام دی جسے اس نے قبول نہیں کیا تو مقابلے کی دعوت دی۔ عمرو ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھے امید نہ تھی کہ آسمان سے نیچے کوئی مجھے یوں مقابلے کی دعوت دے گا۔ حضرت علیؓ پیدل تھے جبکہ عمرو گھوڑے پر سوار تھا۔ عمرو کی غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا اس لئے گھوڑے سے نیچے اتر کر اس نے تلوار سے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، اس نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر پوچھا تم کون ہو تو حضرت علیؓ نے تعارف کرایا۔ اس نے کہا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا لیکن حضرت علیؓ نے جواباً کہا کہ میں تجھ سے معرکہ آرا ہونا چاہتا ہوں۔ اب عمرو نے غصے سے بے تاب ہو کر حضرت علیؓ پر تلوار سے وار کیا، حضرت علیؓ نے اس وار کو روکا لیکن پیشانی قدرے زخمی ہو گئی، زخم کا یہ نشان ان کی پیشانی پر قائم رہا، حضرت علیؓ کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے کیوں کہ آپ کی پیشانی پر دو نشان تھے ایک عمرو بن عبدود کے ہاتھ کا اور دوسرا آپ کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم کا، جس نے آپ پر اس وقت حملہ کیا تھا جب آپ نماز فجر میں مصروف تھے۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود پر جوابی وار کیا تو تلوار اس کے کندھے کو کاٹتی ہوئی نیچے اتر آئی اور عمرو بن عبدود کا کام تمام ہو گیا۔ نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ اس منظر نے عکرمہ بن ابی جہل اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو واپس بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ البتہ نوفل بھاگتے ہوئے خندق میں جا گرا، مسلمانوں نے اس پر تیر برسانے شروع کئے تو وہ کہنے لگا کہ میں شرفاء کی موت مرنا چاہتا ہوں، اس پر حضرت علیؓ نے اسے خندق میں تلوار سے قتل کر دیا۔ بھاگتے ہوئے جبیرہ اور ضرار بن خطاب نے وار کرنا چاہا، مگر حضرت علیؓ کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ حضرت عمرؓ نے ضرار بن خطاب کا تعاقب کیا تو اس نے پیچھے مڑ کر برچھے سے وار کرنا چاہا مگر رک گیا اور کہا ''اے عمر! اس احسان کو یاد رکھنا''۔

طرفین سے تیر اندازی کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ایک دن مسلسل تیر اندازی جاری رہی، بعض اوقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی کئی نمازیں بھی قضا ہوئیں، ایک مرتبہ نماز عصر کے قضا ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا اور یوں بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ کے ادا کرنے سے روکا حتیٰ کہ آفتاب غروب

not

ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بد دعا ان لوگوں کے لئے تھی جن کی موت اللہ تعالیٰ کے علم میں کفر پر مقدر تھی ورنہ بعد میں بہت سے لوگوں نے عام مواقع پر اور خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعائے استغفار کی برکت سے اسلام قبول کرلیا تھا جو آپ نے غزوہ احد کے دوران زخمی ہونے پر کی تھی۔

دو طرفہ تیر اندازی میں چھ مسلمان شہید ہوئے اور دس مشرک مقتول ہوئے، ان میں عمرو بن عبدود اور نوفل تلوار سے مقتول ہوئے، اس تیر اندازی میں حضرت سعدؓ بن معاذ کو حبان بن عرقہ نامی ایک مشرک کا تیر لگا جس سے ان کے بازو کی بڑی رگ کٹ گئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ”اے اللہ! اللہ کے رسول کو جھٹلانے والوں اور انہیں مکے سے نکالنے والوں کے خلاف جہاد مجھے جتنا محبوب ہے، تجھے بخوبی معلوم ہے، اگر قریش سے جنگ باقی رہ گئی ہے تو مجھے ان سے جہاد کے لئے زندہ رکھ اگر ختم ہو گئی ہے تو اس زخم کو جاری کر کے مجھے موت دے مگر موت سے پہلے (غدار یہودی قبیلے) بنو قریظہ کے معاملے میں میری آنکھ ٹھنڈی کر“

بنو قریظہ نے غداری یوں کی کہ حُیی بن اخطب (حضرت صفیہؓ کا باپ) بنو نضیر کا سردار بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس آیا اور بنو قریظہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عہد شکنی اور غداری پر نہایت اصرار سے آمادہ کیا، کعب بن اسد نے پہلے صاف انکار کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے عہد کی ہمیشہ پاسداری کی ہے لیکن حُیی بن اخطب نے اپنا اصرار جاری رکھا اور کہا کہ ہم نے سارے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اکٹھا کر کے صف آرا کر دیا ہے، اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانا بے وقوفی ہوگی۔ حُیی بن اخطب نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا جو انجام تمہارا ہوگا وہی میرا ہوگا۔ کعب بن اسد بالآخر اس کی باتوں میں آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا معاہدۂ امن توڑ بیٹھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات معلوم کرنے کے لئے حضرت سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، عبداللہ بن رواحہ، خوات بن جبیر رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر بنو قریظہ کی عہد شکنی کی خبر جھوٹی ہے تو سب کو بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سچی ہے تو لوگوں سے اسے مخفی رکھا جائے۔ یہ حضرات جب بنو قریظہ کے ہاں پہنچے تو انہیں بدترین عہد شکن پایا، وہ علانیہ گالیاں بک رہے تھے اپنی عداوت کا اظہار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کر رہے تھے۔ ان حضرات نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”عضل وقارہ“ یعنی انہوں نے اشاروں میں یہ بتایا کہ جس طرح حادثہ رجیع میں عضل اور قارہ نے بد عہدی کی تھی، یہودیوں کا بھی یہی حال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی اس عہد شکنی پر شدید

صدمہ ہوا۔ آپ سر اور چہرہ ڈھانپ کر دیر تک چت لیٹے رہے جس سے لوگوں کے حوصلے بھی پست ہوئے، منافقین کا نفاق طشت از بام ہوا، وہ کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانے پانے کی باتیں کیا کرتے تھے اور حال یہ ہے کہ ہم بول و براز کے لئے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے، ہمارے گھروں میں کوئی نہیں، یہ دشمن کے سامنے کھلے پڑے ہیں، واقعی یہ شدید خطرے اور خوف کا عالم تھا۔ ایک طرف مشرکین نے مدینے کا محاصرہ کر رکھا تھا تو دوسری طرف مدینے کے اندر بنوقریظہ قبیلے کے یہودی مار آستین ثابت ہو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر تک لیٹے رہے پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''مسلمانو! اللہ کی مدد اور فتح کی بشارت سن لو۔ آپ نے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے کچھ مسلمان محافظوں کو بھیجا کیونکہ بنوقریظہ کے یہودیوں سے شدید خطرہ لاحق ہو چکا تھا۔ چنانچہ فارع نامی قلعے کے اندر بھی مسلمان خواتین اور بچے تھے ایک یہودی پراسرار انداز میں قلعے کی دیوار کے گرد چکر لگاتا ہوا حالات کا اندازہ لگا رہا تھا، قلعے میں موجود رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے حضرت حسانؓ بن ثابت سے کہا کہ اس یہودی کی خبر لو، مگر وہ اس کام کے آدمی نہ تھے اس لئے حضرت صفیہؓ نے خود ہی ستون کی ایک لکڑی لی اور یہودی کا سر پھوڑ ڈالا واپس آ کر حضرت حسانؓ سے کہا کہ چونکہ وہ مرد ہے اس لئے اس کے ہتھیار اور لباس تم جا کر لے آؤ، حضرت حسانؓ کی معذرت پر حضرت صفیہؓ نے خود ہی اس یہودی کا سر کاٹ کر پھینک دیا یہودی سمجھنے لگے کہ یہاں مسلمانوں کی فوج موجود ہے اس لئے وہ آئندہ اس طرح کی خباثتوں سے رکے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غطفان کے سرداروں عیینہ بن حصن الفزاری اور حارث بن عوف کو مدینہ کی ایک تہائی پیداوار پر مصالحت کی پیشکش فرمائی، وہ قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ آپ نے اوس اور خزرج کے سرداروں حضرات سعدین (سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما) سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم دیا ہے تو بہتر ورنہ ہم نے تو زمانۂ جاہلیت میں بھی ان لوگوں کو مدینے کی پیداوار نہیں دی مگر یہ کہ وہ مہمان بن کر کچھ کھائیں یا ہم سے خرید لیں، اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت سے نوازا ہے ان لوگوں کے لئے سوائے تلوار کے ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے ان کی رائے سے اتفاق فرمایا۔

دریں اثنا بنوغطفان کے ایک سردار حضرت نعیمؓ بن مسعود درپردہ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے یہودیوں اور مشرکین میں غلط فہمی پیدا کر دی، وہ بنوقریظہ کے

ہاں پہنچے اور اپنی دوستی اور رفاقت کا حوالہ دے کر انہیں سمجھایا کہ قریش مکہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باہم ہم قوم اور ہم نسب ہیں، ان کی باہم مصالحت ہو یا قریش مکہ واپس جانے پر کسی وجہ سے مجبور ہو جائیں تو مسلمانوں کے خلاف تم یہودیوں کی مدد کے لئے کوئی نہیں آئے گا۔ قریش مکہ پر تمہیں اندھا اعتماد نہیں کرنا چاہئے اگر تم نے ان کا ساتھ دینا ہی ہے تو ان سے کچھ آدمی بطور یرغمال ضرور لے لو۔ اس کے بعد نعیمؓ بن مسعود نے غطفان اور قریش مکہ سے اس طرح کی باتیں کیں کہ ان میں باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہ رہا۔ قریش مکہ سے انہوں نے یہ کہا کہ یہودی مسلمانوں سے عہد شکنی کرنے اور تمہارا ساتھ دینے پر بہت نادم ہیں، انہوں نے مسلمانوں سے اپنی ندامت کا اظہار کرتے ہوئے ان سے وعدہ کرلیا ہے کہ کسی حیلے سے تم سے کچھ لوگ بطور یرغمال لیں گے اور انہیں ان مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے۔ اس طرح وہ مسلمانوں سے اپنا معاملہ طے کرلیں گے۔ بعد میں جب ابوسفیان نے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ طویل محاصرے سے ہم تنگ آ چکے ہیں، کل ہم مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کریں گے تم بھی مدینے کے اندر سے ان پر چڑھائی کردو تو یہودیوں نے یہ جواب دیا کہ کل سنیچر کا دن ہے جس میں ہمارے لئے اس طرح قتال کرنا مذہباً ممنوع ہے اس لئے ابھی انتظار کرو اور اسی دوران اپنے کچھ آدمی ہمیں بطور یرغمال دے دو، ابوسفیان نے آدمی دینے سے صاف انکار کردیا تو یہودیوں نے باہم کہا کہ نعیمؓ بن مسعود نے سچ ہی تو کہا تھا۔ یہودیوں نے آدمی یرغمال لئے بغیر قریش کا ساتھ دینے سے انکار کردیا تو ابوسفیان نے کہا کہ واقعی نعیم بن مسعود نے ہم سے یہودیوں کے بارے میں سچ کہا تھا یوں ان میں تفریق پیدا ہوگئی۔ مغازی موسیٰ بن عقبہ کی روایت قدرے مختلف ہے، اس روایت کے مطابق بنوقریظہ نے ابوسفیان کا ساتھ دیا ہی اس شرط پر تھا کہ کچھ آدمی بطور ضمانت ہمیں دو لیکن بعد میں قریش نے اس شرط کو پورا نہ کیا تو بنوقریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصالحت کا خفیہ پیغام اس شرط پر بھیجا کہ بنونضیر کی جلاوطنی ختم کر کے انہیں دوبارہ مدینے میں آنے کی اجازت دی جائے، نومسلم حضرت نعیمؓ بن مسعود پیٹ کے ہلکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمداً انہیں بنوقریظہ کی بات بتادی جوان کے ذریعے بالآخر قریش تک پہنچ گئی، یوں یہودیوں اور مشرکین میں اختلافات پیدا ہوگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوے میں یوں دعا مانگتے رہے: **اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللّٰھم اھزمھم وزلزلھم** ''اے اللہ! کتاب کے نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے! تو ان جماعتوں کو شکست دے، اے اللہ! تو انہیں شکست سے دوچار فرما اور انہیں ہلا کر رکھ دے''۔ صحابہ کرامؓ کی دعا یوں تھی: **اللّٰھم استر عوراتنا وامن روعاتنا** ''اے اللہ! ہماری

کمزوریوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں ہمارے اندیشوں اور خطرات سے مامون فرما'' بالآخر ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور مسلمانوں کی غیبی مدد کے لئے شدید سرد ہوا کا تیز طوفان بھیج دیا، اس طوفان نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ پھینکے، کھانے پینے کے برتن الٹ گئے اونٹ اور گھوڑے ادھر ادھر بھاگنے لگے، خوردونوش کا سامان طوفان کی نذر ہوگیا، مشرکین اس ناگہانی قدرتی آفت پر سخت پریشان اور مایوس ہوکر رہ گئے، اس پر رات کی سخت تاریکی مستزاد تھی۔

دریں اثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے اصحاب سے پوچھا ''کون ہے جو آج رات قریش مکہ کی ان کے پڑاؤ میں جاکر خبر لے کر آئے اس کا ٹھکانا میرے ساتھ جنت میں ہوگا'' لیکن کوئی بھی نہ اٹھا کیونکہ طوفان بہت تیز تھا ہوا نہایت سرد اور رات نہایت تاریک تھی، خندق کی کھدائی اور بعد ازاں لگاتار مشرکین کے محاصرے میں رہنے کی وجہ سے لوگ تھکے ماندے اور کمزور تھے، ہر کسی کو یہ ڈر تھا کہ خدانخواستہ وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کرسکا تو دین و دنیا کا نقصان الگ ہوگا اس لئے سیدنا حضرت علیؓ جیسے نوجوان اور انتہائی دلیر اور باہمت اصحاب بھی اس نازک موقع پر خاموش رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ بن الیمان کا نام لے کر انہیں یہ ذمہ داری سونپی ان کے پاس تعمیل حکم کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ آپ نے انہیں یہ بھی تاکید فرمادی تھی کہ صرف ان کے متعلق معلومات لانی ہیں ان سے کسی طرح کی چھیڑ خانی مطلوب نہیں، حضرت حذیفہؓ جب اس مقصد کے لئے روانہ ہوئے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ انہیں ذرا بھی سردی محسوس نہ ہوئی، انہیں یوں لگ رہا تھا کہ کسی گرم حمام میں سے گزر رہے ہیں، انہوں نے دیکھا کہ ابوسفیان اس سخت سردی میں آگ تاپ رہا تھا، اس کے اردگرد اس کے چند ساتھی تھے، حضرت حذیفہؓ کو خیال گزرا کہ ابوسفیان پر تیر چلایا جائے تو اس کا کام تمام ہوجائے گا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم چونکہ یہ تھا کہ انہیں چھیڑا نہ جائے اس لئے انہوں نے اپنا یہ ارادہ ترک کردیا۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ میں ضروری مشورہ کرنا چاہتا ہوں، ایک دوسرے پر ہاتھ مار کر اطمینان کرلو کہ کوئی باہر کا آدمی یہاں نہ ہو۔ حضرت حذیفہؓ نے اس پر پہلے ہی اپنے قریب بیٹھے شخص پر ہاتھ مارتے ہوئے پوچھ لیا تم کون ہو؟ یوں انہیں اس تاریک رات میں اپنے درمیان موجود حضرت حذیفہؓ بن الیمان کا پتہ ہی نہ چل سکا۔ ابوسفیان بولا کہ حالات تمہارے سامنے ہیں، مسلمانوں کا طویل محاصرہ کرنے کے باوجود ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اب شدید طوفان نے ہر طرح کی ابتری پیدا کردی ہے۔ بنوقریظہ کے یہودی عہد شکن اور بے وفا ثابت ہوئے ہیں ان حالات میں یہاں رہنا اور بغیر کسی نتیجے

کے بے پناہ مصارف برداشت کئے جانا بالکل غیر مناسب ہے اس لئے یہاں سے جلد از جلد واپسی ہی ہمارے مفاد میں ہے۔ میں تو واپس جا رہا ہوں، اس کے ساتھی تو پہلے ہی یہی چاہتے تھے۔ قریش مکہ نے واپسی کی راہ لی تو بنو غطفان بھی اسی طرح کے ہمت شکن حالات میں پڑاؤ ڈالے رکھنے کے حق میں ہرگز نہیں تھے۔ اس طرح یہ سب مشرکین بے نیل و مرام اور خائب و خاسر ہو کر چلتے بنے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ادعیہ و اذکار کے بعض کلمات بحوالہ غزوۂ احزاب یوں ہیں...... **وانجز وعدہ ونصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ** ''اور اللہ نے اپنی نصرت کا وعدہ پورا فرمایا اور اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور اس نے اکیلے ہی (مشرکین کی) جماعتوں کو شکست دی''۔

حضرت حذیفہؓ بن الیمان قریش کے حالات معلوم کر کے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو حضرت حذیفہؓ نے سارے حالات گوش گزار کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط مسرت سے ہنسنے لگے کہ رات کی تاریکی میں آپ کے دندان مبارک چمکنے لگے۔ پھر آپ نے حضرت حذیفہؓ کو اپنے قدموں میں جگہ دی اور جو چادر آپ اوڑھے ہوئے تھے اس کا ایک حصہ ان پر ڈال دیا یہاں تک کہ وہ سو گئے اور صبح کو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر اٹھایا ''**قم یا نومان**'' (اے بہت سونے والے! اب اٹھ جا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے واپس ہونے پر فرمایا کہ آئندہ وہ کبھی ہم پر چڑھائی کر کے نہیں آئیں گے بلکہ ہم ان کے ملک پر چڑھائی کریں گے اور ان پر حملہ کریں گے۔

غزوۂ احزاب کے آغاز کی تاریخ ۱۰/ جمادی الاولی ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰/شوال ۵ ہجری قمری بمطابق ۵/ مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز جمعرات ہے اس سے مراجعت کی تاریخ ۴/ رجب ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴/ ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۸/ مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہے اس پر مدلل بحث آئندہ توقیتی مباحث میں ہوگی۔

۴۔ غزوۂ بنی قریظہ:

غزوۂ احزاب سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں بوقت ظہر غسل فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبیؓ کی صورت میں آپ کے پاس آئے کہ آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے لیکن ملائکہ نے ہتھیار نہیں رکھے بنو قریظہ کا فوراً رخ کیجئے۔ آپ نے اپنے

اصحاب میں اعلان فرما دیا کہ بنوقریظہ پر لشکرکشی کی جائے اگر راستے میں عصر کی نماز کا وقت آجائے تو کوئی شخص راستے میں نماز نہ پڑھے بلکہ بنوقریظہ کے علاقے میں جا کر پڑھے، صحابہ کرامؓ نے ہتھیار بند کر مختلف اطراف سے بنوقریظہ کا رخ کیا، کچھ حضرات نے راستے میں عصر کی نماز نہیں پڑھی اور کچھ نے اس خیال سے جلدی جلدی پڑھ لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مقصد نماز سے روکنا نہیں بلکہ دیارِ بنی قریظہ میں بلا تاخیر پہنچ جانا مطلوب ہے۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فریق کو بھی ملامت نہیں فرمائی۔ اسلامی فوج کی تعداد تین ہزار اور اس میں چھتیس گھوڑے تھے، مدینے کا انتظام حضرت ابن ام مکتومؓ کے سپرد کر لیا گیا تھا۔ لشکر کے علمبردار حضرت علیؓ تھے جو پہلے ہی آگے روانہ ہو چکے تھے۔ بنوقریظہ قلعہ بند ہو گئے حضرت علیؓ قریب پہنچے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جب رسول اکرم ﷺ وہاں پہنچے تو حضرت علیؓ نے آپ کو مشورہ دیا کہ یہودیوں کے قریب نہ جائیں مبادا آپ کو ان سے ناخوشگوار و تکلیف دہ کلمات سننے پڑیں، آپ نے فرمایا مجھے دیکھ کر وہ ایسا نہیں کر پائیں گے۔ آپ آگے بڑھے اور با آوازِ بلند یہود کو مخاطب کر کے ان کی غداری، عہد شکنی اور بے وفائی پر انہیں عار دلائی۔

مسلمانوں نے بنوقریظہ کا محاصرہ کر لیا، ان کے ہاں سامانِ جنگ اور خوارک کی کمی نہ تھی ان کے قلعے بھی مضبوط تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا رعب ڈال دیا، محاصرہ سخت ہوا تو بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنی قوم کے سامنے تین تجاویز رکھیں۔

۱۔ اسلام قبول کر لیں کیونکہ تم سب کو معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں جیسا کہ تم انہیں اپنی کتاب تورات میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

۲۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالیں اور مسلمانوں سے خوب جنگ لڑیں، مارے گئے تو اپنے بیوی بچوں سے جا ملیں گے، اگر کامیاب ہوئے تو بیویوں اور اولاد کا پھر سے بندوبست کر لیں گے۔

۳۔ سنیچر کے دن مسلمانوں پر یکلخت حملہ کر دیں چونکہ یہودی سنیچر کو اپنے مذہب کی رو سے کوئی کام نہیں کرتے اس لئے مسلمان ہماری طرف سے مطمئن اور غافل ہوں گے۔

بنوقریظہ نے اپنے سردار کی تینوں تجاویز کو مسترد کر دیا تو کعب نے غصے سے کہا کہ تم میں سے کسی نے بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد کوئی ایک رات بھی عقلمندی سے نہیں گزاری، بنوقریظہ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیں تا کہ وہ

ان کے بارے میں مناسب فیصلہ صادر فرمائیں، انہوں نے درخواست کی کہ حضرت ابولبابہؓ بن عبدالمنذر الدوسی کو ہمارے پاس بھیج دیں ہم ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں، حضرت ابولبابہؓ کے باغات اور اہل و عیال بنوقریظہ کے علاقے میں تھے اور بنوقریظہ سے ان کے اچھے تعلقات تھے، حضرت ابولبابہؓ ان کے ہاں پہنچے تو ان کے مرد دوڑ کر ان کے اردگرد جمع ہو گئے، عورتیں اور بچے رونے لگے، اس منظر سے حضرت ابولبابہؓ پر رقت طاری ہوگئی، یہودیوں نے آپ سے پوچھا کہ اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلے پر اتر آئیں تو کیا یہ ہمارے حق میں بہتر ہوگا؟ حضرت ابولبابہؓ نے ہاں میں جواب دیا اور ساتھ ہی اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ تم ذبح کر دیے جاؤ گے۔ حضرت ابولبابہؓ کو فوراً ہی یہ خیال گزرا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے وہاں سے سیدھے مسجد نبوی میں پہنچے اور مسجد کے ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہیں کھولیں گے اسی حالت میں رہوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو فرمایا ابولبابہ میرے پاس آ جاتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا اب اللہ تعالیٰ کا جو حکم ان کے بارے میں نازل ہوگا اسی کے مطابق عمل ہوگا۔

بنوقریظہ نے حضرت ابولبابہؓ کے اشارے کے باوجود باہم مشورہ کر کے ہتھیار ڈالنا مناسب سمجھا کیونکہ مسلمانوں کی طرف سے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ بن العوام نے پیش قدمی شروع کر دی تھی حضرت علیؓ نے فرمایا کچھ بھی ہو ان کے قلعے میں فتح کر کے ہی رہوں گا گو میرا انجام حضرت حمزہؓ جیسا ہو، یہودی مزید مرعوب ہو گئے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

حضرت محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہودی مردوں کے ہاتھ باندھ دیے عورتوں اور بچوں کو ان سے الگ کر دیا گیا۔ انصار کے قبیلے اوس کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ جس طرح ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج کے حلیف یہودی قبیلے بنونضیر کی جان بخشی کر دی گئی تھی اور انہیں مدینے سے صرف جلاوطنی کی سزا دی گئی تھی، اسی طرح کا نرم رویہ بنوقریظہ کے ساتھ بھی روا رکھا جائے کیونکہ یہ قبیلہ ہمارا حلیف رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہ تمہارے ہی قبیلے کے کسی فرد کو بنوقریظہ کے متعلق فیصلے کی ذمہ داری سپرد کی جائے؟ اوس کے لوگوں نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا اور آپ نے اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کو بلا بھیجا کہ وہ بنوقریظہ کے متعلق فیصلہ کریں، حضرت سعدؓ بن معاذ غزوۂ احزاب میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے انہیں علاج اور تیمارداری کے لئے مسجد نبوی سے قریب ایک خیمے میں رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لشکرگاہ میں پہنچے تو گدھے پر

سوار تھے۔رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہر قبیلہ اوس کے لوگ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھے اور انہیں مجلس میں لے آئے،ان کے قبیلے کے افراد بار بار ان سے کہہ رہے تھے کہ بنو قریظہ سے رعایت کی جائے حضرت سعدؓ بن معاذ مسلسل خاموش رہے،بالآخر کہنے لگے کہ اب وقت آگیا ہے کہ بنو قریظہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی قطعاً پرواہ نہ کی جائے،اسی سے لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ بنو قریظہ کی اب خیر نہیں،حضرت سعدؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ میرا فیصلہ سب کے لئے قابل قبول ہوگا؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا،پھر انہوں نے کہا کیا میرا فیصلہ مسلمانوں کے لئے بھی قابل قبول ہوگا؟ اس مرتبہ بھی جواب ہاں میں ملا۔پھر انہوں نے (ازراہ احترام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چہرہ کئے بغیر پوچھا کہ ان کے لئے بھی میرا فیصلہ قابل قبول ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں مجھے منظور ہوگا۔حضرت سعدؓ بن معاذ نے تورات کے مطابق یہ فیصلہ دیا کہ سب یہودی مردوں کو قتل کیا جائے،عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا جائے اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کئے جائیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا یہ فیصلہ وہی ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

یہودیوں کو بنو نجار کی ایک خاتون کے مکان میں رکھا گیا،مدینے کے بازار میں خندقیں کھودی گئیں پھر انہیں ایک ایک جماعت کرکے لایا گیا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماردی گئیں،جب ان یہودیوں کو قتل کے لئے ایک ایک جماعت کرکے لے جایا جا رہا تھا تو پیچھے رہنے والے یہودیوں نے اپنے سردار کعب بن اسد سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے اپنی قوم کی حماقت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پکارنے والے پکار پکار کر ہمارے لوگوں کو لے جا رہے ہیں اور جانے والے پلٹ کر نہیں آرہے،واللہ! یہ قتل ہے۔ان قتل کئے جانے والوں کی تعداد چھ یا سات سو کے قریب تھی۔

بنو نضیر کے رئیس حیی بن اخطب نے بنو قریظہ کو بغاوت پر اکسایا تھا اور بنو قریظہ سے معاہدے کے مطابق وہ بھی بنو قریظہ کے ساتھ ہی قلعے میں تھا۔غزوہ خیبر کے بعد اسی کی بیٹی حضرت صفیہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا۔حیی بن اخطب کو جب لایا گیا تو اس کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے تھے اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں نے آپ کی عداوت پر اپنے آپ کو ملامت نہیں کی لیکن جو اللہ کو چھوڑ دیتا ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے" پھر لوگوں کو مخاطب کرکے کہا "لوگو! اللہ کے فیصلے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ تقدیر کی بات ہے یہ ایک بڑا قتل ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا" اس کے بعد اس کی گردن ماردی گئی،وہ ایک جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھا جسے اس نے ہر

طرف سے ایک ایک انگلی پھاڑ رکھا تھا تا کہ اسے مال غنیمت میں نہ رکھا جا سکے۔

بنو قریظہ کی ایک عورت بنانہ زوجہ حکم القرظی نے چکی کا پاٹ پھینک کر حضرت خلادؓ بن سوید کو شہید کر دیا تھا اس لئے اسے قصاص میں قتل کیا گیا۔ قتل ہونے سے پہلے وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے محو گفتگو تھی اور بات بات پر زور سے ہنستی تھی جب اسے قتل کے لئے بلایا گیا تو اس نے حضرت عائشہؓ کو بتایا تھا کہ مجھے قصاص میں قتل کیا جا رہا ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ اس یہودی عورت کا ذکر نہایت تعجب سے کیا کرتی تھیں۔

حضرت عطیہؓ قرظی کو زیر ناف بال نہیں آئے تھے انہیں چھوڑ دیا گیا بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔ چند او رافراد ثعلبہ بن سعیہ، اسید بن سعیہ اور اسعد بن عبید نے بھی ہتھیار ڈالنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا، وہ اپنے سرداروں کی بدعہدی سے نالاں تھے، ایک یہودی عمرو بن سعدی القرظی بھی اس بدعہدی میں شریک نہ ہوا تھا۔ وہ باہر نکلا، حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے اسے دیکھنے اور پہچان لینے کے باوجود کچھ نہیں کہا، اس کا پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا۔

بنونجار کی ایک خاتون حضرت ام المنذر سلمیٰ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خواہش پر رفاعہ بن سموال قرظی کو ان کے لئے ہبہ کر دیا گیا وہ بھی بعد میں مسلمان ہوئے اور شرف صحابیت حاصل کیا۔

حضرت ثابتؓ بن قیس پر بنو قریظہ کے ایک یہودی زبیر بن باطا نے جنگ بعاث کے ایام میں احسان کیا تھا۔ حضرت ثابتؓ اس کی قید میں آ گئے تھے لیکن اس نے آپ کو سر کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا تھا قتل نہیں کرایا تھا، حضرت ثابتؓ بن قیس نے اس دیرینہ احسان کا بدلہ چکانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبیر بن باطا کی جان بخشی کرا لی وہ بوڑھا اور نابینا ہو چکا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے اہل وعیال کے بغیر میری جان بخشی میرے کس کام آئیگی؟ اس پر حضرت ثابتؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر کے اس کے اہل وعیال بھی آزاد کرا دیئے تو وہ کہنے لگا کہ جب میرا مال ومتاع میرے پاس نہ ہو تو اہل وعیال کا مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ حضرت ثابتؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مال و اسباب بھی واگزار کرا دیا تو اس نے اپنی قوم کے سرداروں کے نام لے لے کر پوچھا ان کا انجام کیا ہوا؟ جب اسے بتایا گیا کہ وہ سب مقتول ہو چکے ہیں تو اس نے حضرت ثابتؓ سے کہا آپ نے احسان کا بدلہ چکانے کا واقعی حق ادا کر دیا ہے۔ شرفا کا یہی طریقہ ہوتا ہے لیکن میں اپنی قوم کے ان لوگوں کے بعد زندہ نہیں رہنا چاہتا، مجھے بھی قتل کر کے انہیں کے ساتھ ملا دو۔ بالآخر اس کے اصرار پر اسے قتل کر دیا گیا، البتہ اس کے لڑکے عبدالرحمٰن کو زندہ رکھا گیا تھا، جنہوں نے اسلام قبول کر لیا اور شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔

غزوۂ بنی قریظہ کے ختم ہونے پر حضرت سعدؓ بن معاذ کی دعا کی قبولیت کا وقت آ گیا، وہ غزوۂ احزاب میں زخمی ہوئے تھے تو انہوں نے اللہ تعالٰی سے دعا کی تھی کہ جب تک بنو قریظہ کے متعلق میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو مجھے موت نہ آئے، ان کا زخم جاری ہو گیا اور خون کے بہنے سے ان کی شہادت واقع ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سعدؓ کی موت سے رحمان کا عرش ہل گیا، جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا کہ ان کا جنازہ کس قدر ہلکا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ملائکہ اٹھائے ہوئے تھے۔

بنو قریظہ کے اموال سے خمس نکالنے کے بعد باقی ماندہ اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، شہسوار کو تین حصے، ایک حصہ اس کا اپنا اور دو حصے گھوڑے کے دیئے گئے اور پیدل کو ایک حصہ دیا گیا، قیدیوں اور بچوں کو حضرت سعدؓ بن زید انصاری کی نگرانی میں نجد بھیجا گیا، وہاں ان کے عوض گھوڑے اور اسلحہ خریدا گیا۔ بنو قریظہ کی ڈیڑھ ہزار تلواریں، دو ہزار نیزے، تین سو زرہیں اور پانچ سو ڈھالیں بھی مسلمانوں کے قبضے میں آئیں جو یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے اکٹھی کر رکھی تھیں، جنگی قیدیوں میں حضرت ریحانہؓ بنت عمرو بن خنافہ القرظی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئیں، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا پہلے انہوں نے انکار کیا مگر بعد میں خوشی سے اسلام قبول کر لیا، آپ نے انہیں پیش کش فرمائی کہ تمہیں آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیتا ہوں، لیکن بقول علامہ ابن کثیرؒ انہوں نے زوجیت کی بھاری ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے لونڈی رہنے کو ترجیح دی، تاہم بعض روایات کے مطابق آپ نے ان سے نکاح فرما لیا تھا۔

بنو قریظہ کے محاصرے کے دوران صرف ایک ہی صحابی شہید ہوئے جن کا نام خلادؓ بن سوید ہے ان پر بنو قریظہ کی ایک عورت بنانہ نے چکی کا پاٹ پھینک دیا تھا جس سے وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے اس عورت کو قصاص میں قتل کیا گیا تھا جیسا کہ قبل ازیں اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ حضرت عکاشہؓ بن محصن کے بھائی حضرت ابو سنانؓ بن محصن نے دوران محاصرہ وفات پائی۔

پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا تھا وہ چھ رات تک وہیں بندھے رہے، ان کی اہلیہ انہیں کھانا پانی پہنچاتی رہیں اور انہیں ہر نماز کے وقت کھول دیتیں نماز کے بعد وہ اپنے آپ کو ستون سے پھر باندھ لیتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے حجرے میں تھے کہ حضرت ابولبابہؓ کی توبہ کے قبول ہونے کی وحی آپ پر نازل ہوئی، حضرت ام سلمہؓ نے

حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر بشارت سنائی ۔ مسلمان حضرت ابولبابہؓ کو کھولنے کے لئے دوڑے تو انہوں نے کہا کہ مجھے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں گے چنانچہ جب آپ نماز فجر کے لئے نکلے تو حضرت ابولبابہؓ کو اپنے دست مبارک سے کھولا ۔ غزوہ احزاب اور غزوہ بنی قریظہ کے متعلق سورۂ احزاب میں بہت سی آیات نازل ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے مومنین ومنافقین کے حالات بیان فرمائے، یہودیوں کی عہد شکنی کے عواقب بیان فرمائے، مشرکین کا غزوہ احزاب سے بے نیل ومرام واپس ہونا بیان فرمایا۔

اس غزوے کے لئے روانگی ۴/ رجب ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴/ ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۸/ مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہوئی، مراجعت ۴ شعبان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴/ ذی الحجہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۷/ اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین کو بروز سوموار ہوئی، مزید وضاحت آئندہ توقیتی مباحث میں پیش کی جائے گی، بقول ابن سعد مراجعت کی تاریخ ۷/ ذی الحجہ ۵ ہجری بروز جمعرات کی ہے یعنی ۷ شعبان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۷ ذی الحجہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۳۰/ اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین کو مراجعت ہوئی، ابن سعد نے غالباً بنو قریظہ کے تمام معاملات مثلاً قیدیوں کے معاملے سے فراغت کی تاریخ کو مراجعت کی تاریخ قرار دیا ہے۔

۵۔ سریہ عبداللہؓ بن انیس:

یہ سریہ حضرت عبداللہؓ بن انیس کی زیر امارت ۵/ رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۵ محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۲۶/ مئی ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز منگل عرفات کے قریب بطن عرنہ کی طرف بھیجا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ خالد بن سفیان ہذلی مدینے پر لشکر کشی کی منصوبہ بندی کر رہا ہے، ابن جریر طبری اور علامہ ابن کثیرؒ نے نام خالد بن سفیان جبکہ ابن سعد اور ابن ہشام نے سفیان بن خالد لکھا ہے۔ حدیث اور فن اسماء الرجال میں علامہ ابن کثیرؒ کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر ہم نے بھی نام خالد بن سفیان لکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن انیس نے بطن عرینہ پہنچ کر اپنے آپ کو اس کے لشکر میں شامل کر لیا، اور مناسب موقع پا کر اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا، حضرت عبداللہؓ بن انیس ۲۳/ رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۳/ محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۱۳/ جون ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز ہفتہ مدینہ منورہ پہنچ گئے، اور خالد بن سفیان کا کٹا ہوا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے عبداللہؓ بن انیس کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ چہرہ کامیاب ہو گیا، آپ نے انہیں اپنا ایک عصا عطا فرمایا کہ یہ میرے اور تمہارے

درمیان بروز قیامت نشانی کا کام دے گا، حضرت عبداللہؓ کی وفات پر ان کی وصیت کے مطابق یہ عصا ان کے کفن کے ساتھ قبر میں رکھ دیا گیا تھا۔

اس سریے کی توقیت میں اہل سیر و مغازی میں اختلاف ہے، جسے آئندہ توقیتی مباحث میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

٦۔ سریہ محمدؓ بن مسلمہ انصاری، (مہم قرطاء):

اسے سریہ نجد بھی کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰/رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰/محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۳۱/مئی ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز اتوار حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت تیس سواروں کو قرطاء کی جانب روانہ فرمایا۔ قرطاء بنو بکر کی ایک شاخ کا نام ہے یہ لوگ مدینہ منورہ سے سات دن کی مسافت پر آباد تھے، محمدؓ بن مسلمہ نے ان لوگوں پر اچانک چھاپا مارا، ان کے دس آدمی قتل ہوئے، باقی بھاگ گئے۔ ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں، اس سریے سے مراجعت کی تاریخ ۲۹/رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۹ محرم ۵ ہجری قمری بمطابق ۱۹/جون ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز جمعہ کی ہے، اس سریے میں مسلمانوں نے بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال حنفی کو بھی گرفتار کر لیا تھا، جو مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے نکلے تھے، ثمامہ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گذر ہوا تو ان کا حال پوچھا، ثمامہ بن اثال نے جواب میں کہا کہ اگر تم مجھے قتل کر دو تو ایک خون والے کو قتل کرو گے، اگر مجھے چھوڑ کر مجھ پر احسان کرو تو ایک قدر شناس پر احسان کرو گے اور اگر مال چاہئے تو جو چاہو مانگ لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری اور تیسری مرتبہ وہاں سے گزرے تو اسی طرح کا سوال و جواب ہوا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ثمامہ کو آزاد کر دو، ثمامہ مسجد نبوی کے قریب ایک باغ میں گئے، غسل کیا اور واپس آ کر کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے، کہنے لگے کہ اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مبغوض شخص اور اسلام سے زیادہ مبغوض دین میرے نزدیک کوئی اور نہ تھا، لیکن اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب شخص اور اسلام سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی اور چیز نہیں ہے۔ پھر وہ عمرے کے لئے چلے گئے، قریش مکہ نے کہا کہ ثمامہ بد دین ہو گیا ہے ثمامہ نے جواب دیا بد دین نہیں ہوا بلکہ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہوں، اور واللہ! تمہارے پاس یمامہ کے علاقے سے

اناج کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا، جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کی اجازت نہ دیں، حضرت ثمامہؓ نے واپس جا کر اہل مکہ کے لئے اناج بھیجنا بند کرا دیا، جس پر قریش سخت پریشان ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قرابت کا واسطہ دے کر یمامہ سے اناج کی فراہمی پھر شروع کروائی۔

۷۔غزوۂ بنی لحیان:

اسے غزوۂ عسفان بھی کہا جاتا ہے جس میں صلوٰۃ الخوف کے احکام نازل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے رجیع کا بدلہ لینے کے لئے بہ نفس نفیس دو سو سواروں کے ہمراہ کیم ذی قعدہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق کیم ربیع الاول ۶ ہجری قمری بمطابق ۲۰/جولائی ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز سوموار روانہ ہوئے، جب آپ امج اور عسفان کے درمیان بنولحیان کی آبادی کے علاقے غران میں پہنچے تو وہ لوگ فوراً پہاڑوں پر منتشر ہو گئے، آپ نے ایک دو روز یہاں قیام فرمایا پھر وہاں سے آپ مکے کی جانب بڑھے اور عسفان کے مقام پر ٹھہر گئے، مشرکین مکہ کا ایک دستہ بھی خالد بن ولید کی زیر کمان وہاں پہنچ گیا تھا کیونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل و حرکت کا علم ہو چکا تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز کا وقت قریب تھا۔ مشرکین کی یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی کہ مسلمانوں کو عصر کی نماز اپنے اہل و عیال سے بھی کہیں زیادہ محبوب ہے اس لئے وہ جب حالت نماز میں ہوں گے تو ہم ان پر اچانک حملہ کر دیں گے، اس پر صلوٰۃ الخوف کے احکام نازل ہوئے اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی آپ اس غزوے کے لئے شام کے راستے روانہ ہوئے تھے تاکہ بنولحیان کو آپ کی آمد کا علم نہ ہو سکے لیکن اس کے باوجود بنولحیان سے مڈبھیڑ نہ ہو سکی۔ آپ نے بنولحیان کے تعاقب میں اطراف و جوانب میں چھوٹی چھوٹی مہمیں روانہ فرمائیں جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی دس سواروں کے کر روانہ فرمایا تھا۔ تاہم جدال و قتال کی نوبت نہ آئی اور آپ کوئی پندرہ دن کے بعد بلا جدال و قتال مدینہ واپس تشریف لے آئے، یوں غزوہ ہذا سے آپ کی مراجعت وسط ذی قعدہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق وسط ربیع الاول ۶ ہجری قمری بمطابق اوائل اگست ۶۲۷ عیسوی جیولین میں ہوئی۔

۸۔سریہ عکاشہؓ بن محصن، (مہم غمر):

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہؓ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ غمر کی

جانب روانہ فرمایا جو نجد میں جبل طے کے جنوب مشرق میں بنو اسد کے علاقے میں ایک کنویں کا نام ہے، علاقے کے لوگ بھاگ گئے لیکن حضرت شجاع ؓ بن وہب الاسدی کے ہاتھ ان کا ایک آدمی لگ گیا اور اس سے معلومات حاصل کرنے پر ایک جگہ چھاپہ مارا گیا تو دو سو اونٹ غنیمت میں ملے، یہ سریہ ذی قعدہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الاول ۶ ہجری قمری بمطابق جولائی، اگست ۶۲۷ عیسوی جیولین کا ہے۔

۹۔ سریہ محمد ؓ بن مسلمہ، (مہم ذی القصہ اول):

ذو القصہ، مدینہ منورہ سے کوئی چالیس میل کے فاصلے پر واقع ایک موضع کا نام ہے، بنو ثعلبہ اور بنو عوال کے مقابلے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ؓ بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بھیجا تھا، وہ رات کو وہاں پہنچ کر سو گئے، دشمن پہاڑوں میں چھپ گیا تھا، جب وہ سو گئے تو سو آدمیوں نے شب خون مارا اور سب کو شہید کر دیا۔ صرف حضرت محمد ؓ بن مسلمہ ہی زندہ بچے جو زخمی ہو گئے تھے لیکن وہ لوگ انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک مسلمان کا ادھر سے گزر ہوا تو وہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر مدینہ لے آئے، یہ حادثہ بھی ذی قعدہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الاول ۶ ہجری قمری بمطابق جولائی، اگست ۶۲۷ عیسوی جیولین کا ہے۔

۱۰۔ سریہ ابی عبیدہ ؓ بن الجراح، (مہم ذی القصہ ثانی):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام کے لئے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذو القصہ روانہ فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ ؓ نے ان پر حملہ کیا تو وہ لوگ پہاڑوں پر روپوش ہو گئے، صرف ایک آدمی پکڑا گیا جو مسلمان ہو گیا البتہ آپ نے ان کے مویشی پکڑ لئے اور مدینہ منورہ واپس ہوئے، یہ سریہ ذی الحجہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الثانی ۶ ہجری قمری بمطابق اگست، ستمبر ۶۲۷ عیسوی جیولین کا ہے۔

۱۱۔ سریہ زید ؓ بن حارثہ، (مہم جموم):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید ؓ بن حارثہ کو موضع جموم کی جانب بنو سلیم کے

مقابلے کے لئے روانہ فرمایا۔ جموم، مدینہ منورہ سے بارہ میل کے فاصلے پر بطن نخلہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے، وہاں پہنچ کر حلیمہ نامی ایک عورت مل گئی، جس نے ان لوگوں کا پتہ دیا، کچھ قیدی اور اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئے، ان قیدیوں میں حلیمہ کا شوہر بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کو آزاد کردیا، یہ سریہ بھی ذی الحجہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الثانی ۶ ہجری قمری بمطابق اگست، ستمبر ۶۲۷ عیسوی جیولین کا ہے۔

۱۲۔ دیگر متفرق واقعات:

خواتین کے لئے حجاب کے احکام اسی سال نازل ہوئے، متبنٰی (منہ بولے بیٹے) کی بیوی سے زمانہ جاہلیت میں نکاح ناجائز اور سخت معیوب سمجھا جاتا تھا اس رسم بد کی اصلاح یوں کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ بنت جحش آپ کے آزاد کردہ غلام اور متبنٰی حضرت زیدؓ بن حارثہ کے نکاح میں تھیں، حضرت زینبؓ نے نہ چاہتے ہوئے بھی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے احترام میں حضرت زیدؓ کے نکاح میں آنا قبول کرلیا تھا لیکن بعد میں زوجین میں اتفاق نہ ہوسکا تو بالآخر حضرت زید نے انہیں طلاق دے دی۔ حضرت زینبؓ کی دل جوئی کی بہترین صورت یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ خود ان سے نکاح کرلیں، لیکن عرب معاشرے میں متبنٰی کی بیوی سے نکاح حرام سمجھا جاتا تھا اس لئے آپ خاموش تھے اللہ تعالٰی نے سورۂ احزاب میں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اے پیغمبر! تو اپنے دل میں وہ بات (یعنی زینب سے نکاح کی خواہش) چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کردینے والا ہے، تو لوگوں سے (بہ تقاضۂ طبعی) ڈرتا ہے، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے“۔ پھر اللہ تعالٰی نے اسی سورت میں فرمایا کہ ”ہم نے زینب کا نکاح تجھ (رسول اللہ ﷺ) سے کردیا ہے تاکہ مسلمانوں پر متبنٰی کی بیوی سے نکاح کرنے کے معاملے میں آئندہ کوئی تنگی نہ ہو“۔ حضرت زینبؓ کا ۲۰ ہجری میں انتقال ہوا۔

پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانے کی سزا اسی کوڑے بھی اسی سال مقرر ہوئی اسے حدِ قذف کہا جاتا ہے، اگر خاوند اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے مگر ثبوت پیش نہ کرسکے تو خاوند اور بیوی میں لعان کے ذریعہ تفریق کے احکام بھی اسی سال نازل ہوئے، مذکورہ اکثر احکام سورہ نور میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان (واقعۂ افک) کے سلسلے میں نازل ہوئے، پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کے احکام

not

بھی اسی سال دیئے گئے۔ صلوٰۃ الخوف کا حکم بھی اسی سال بہ سلسلہ غزوہ بنی لحیان، غزوۂ عسفان نازل ہوا۔ ظہار کے احکام اور اس کے کفارے کے متعلق ہدایات بھی اسی سال نازل ہوئیں، غیر شادی شدہ شخص بدکاری کرے اور شرعی ثبوت حاصل ہو جائے تو ایسے مرد و عورت کو سو کوڑے مارنے کی حد زنا کا حکم بھی سورۂ نور میں اسی سال نازل ہوا، اسی سال ام سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، عبداللہ بن سہل اور ابوسنان بن محصن رضی اللہ عنہم نے وفات پائی۔

توقیتی مباحث ۵ ہجری قمریہ شمسی، ۵۔۶ ہجری قمری، ۶۲۶۔۶۲۷ عیسوی جیولین

تقابلی تقویمی جدول سال ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۵، ۶ ہجری قمری بمطابق ۶۲۶، ۶۲۷ عیسوی جیولین بمطابق عبرانی سال ۴۳۸۷ خلیقہ (۲۳۱ویں ۱۹ سالہ دور کا سترہواں، مکبوس سال)

یکم ستمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین = (۲۴۳ تقسیم ۳۶۵) + ۶۲۶ تقسیم ۴ ۰۲۰ ۹۷ء = ۹۱۱۳۲ء ۶۲۵ (۹۱۱۳۲ء ۶۲۵ - ۶۵۲۶ء ۶۳۰) = ۲۵۸۷۲ء ۵، (۲۵۸۷۲ء ۵×۱۲) = ۱۰۳۶۳ء ۳ (۱۰۳۶۳ء ×۵ ۲۹ء) = ۳ء۰۸ = ۳ ربیع الثانی ۵ ہجری قمری پس یکم ربیع الثانی ۵ ہجری قمری بمطابق یکم محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی = ۳۰/ اگست ۶۲۶ عیسوی جیولین، تاریخ اور وقت قران ۲۷/ اگست بوقت ۱۸:۰۴، پس صحیح تاریخ ۲۹/ اگست ۶۲۶ عیسوی جیولین، ۲۹/ اگست ۶۲۶ عیسوی جیولین کا دن = (۶۲۵ × ۲۵ء ۱ کا حاصل ضرب بحذف کسر) + ۲۴۱ = ۱۰۲۲ (۱۰۲۲ تقسیم ۷ کا باقی ماندہ) = صفر = جمعۃ المبارک

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۹/ اگست ۶۲۶ء	جمعہ	یکم محرم ۵ ہجری	یکم ربیع الثانی ۵ ہجری	۲۷/ اگست	۱۸:۰۴
۲۸/ ستمبر	اتوار	یکم محرم (کبیسہ)	یکم جمادی الاولیٰ	۲۶/ ستمبر	۱۱:۴۲
۲۸/ اکتوبر	منگل	یکم صفر	یکم جمادی الاخریٰ	۲۶/ اکتوبر	۰۶:۰۴
۲۷/ نومبر	جمعرات	یکم ربیع الاول	یکم رجب	۲۵/ نومبر	۰۰:۲۴
۲۶/ دسمبر	جمعہ	یکم ربیع الثانی	یکم شعبان	۲۴/ دسمبر	۱۶:۵۰
۲۵/ جنوری ۶۲۷ء	اتوار	یکم جمادی الاولیٰ	یکم رمضان	۲۳/ جنوری ۶۲۷ء	۰۶:۳۴
۲۳/ فروری	سوموار	یکم جمادی الاخریٰ	یکم شوال	۲۱/ فروری	۱۷:۴۶
۲۵/ مارچ	بدھ	یکم رجب	یکم ذی قعدہ	۲۳/ مارچ	۰۳:۰۱

not

۲۳/اپریل	جمعرات	یکم شعبان	یکم ذی الحجہ	۲۱/اپریل	۱۰:۵۹
۲۲/مئی	جمعہ	یکم رمضان	یکم محرم ۶ ہجری	۲۰/مئی	۱۸:۲۲
۲۱/جون	اتوار	یکم شوال	یکم صفر	۱۹/جون	۰۱:۵۸
۲۰/جولائی	سوموار	یکم ذی قعدہ	یکم ربیع الاول	۱۸/جولائی	۱۰:۳۸
۱۹/اگست	بدھ	یکم ذی الحجہ	یکم ربیع الثانی	۱۶/اگست	۲۱:۵۵

۱۔ مراجعت از غزوۂ دومۃ الجندل:

بقول ابن سعد اس غزوے سے مراجعت ۲۰/ربیع الثانی ۵ ہجری کو ہوئی تھی (۴۸) سال ۴ ہجری قمریہ یا شمسی بمطابق ۴، ۵ ہجری قمری کے توقیتی مباحث میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ابن سعد کی یہ توقیت قمری تقویم کی ہے، ربیع الثانی ۵ ہجری قمری کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی ہے، پس غزوے سے مراجعت ۲۰/محرم ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰/ربیع الثانی ۵ ہجری قمری بمطابق ۱۷/ستمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔

۲۔ غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ مریسیع:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۶/دسمبر ۶۲۶ء	جمعہ	یکم ربیع الثانی ۵ھ	یکم شعبان ۵ھ	۲۴/دسمبر	۱۶:۵۰

واقدی اور ابن سعد نے اس غزوے کی تاریخ ۲/شعبان ۵ ہجری بروز سوموار کی اور مراجعت کی تاریخ یکم رمضان ۵ ہجری بیان کی ہے، (۴۹) جبکہ ابن حبیب کے نزدیک یہ یکم شعبان ۵ ہجری بروز ہفتہ کا واقعہ ہے۔ (۵۰) مسعودی نے اس کی تاریخ ۲/شعبان ۵ ہجری بروز ہفتہ قرار دی ہے۔ (۵۱) مذکورہ بالا جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر رویت ہلال ۲۵/دسمبر کو ہو تو یکم شعبان ۵ ہجری قمری کو جمعہ اور ۲/شعبان ۵ ہجری قمری کو ہفتہ کا دن بنے گا، اگر رویت ہلال ۲۶/دسمبر کو ہو تو یکم شعبان کو ہفتہ اور ۲ شعبان کو اتوار ہوگا۔ قواعد ہیئت کے مطابق مسعودی کی توقیت درست ہے۔ سیرت نگاروں کی غزوۂ ہذا کی توقیت زمنی ترتیب کے مطابق قمری تقویم میں ہے۔ سال ۵ ہجری قمریہ شمسی کے غزوات و سرایا کی توقیت قمری

تقویم میں ہوئی ہے اس کی مزید تائید غزوۂ احزاب (خندق) کے توقیتی مباحث سے ہوتی ہے۔ غزوۂ ہذا میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر افک (بہتان) کا واقعہ پیش آیا تھا اسی واقعہ افک کے ضمن میں قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کی قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ سے تلخ کلامی ہوئی تھی۔ (۵۲) حضرت سعدؓ بن معاذ غزوۂ احزاب میں تیر لگنے سے زخمی ہوئے تھے اور غزوۂ بنی قریظہ کے بعد اسی زخم سے رحلت فرما گئے تھے لہٰذا غزوۂ مریسیع (غزوۂ بنی مصطلق) یقیناً غزوۂ احزاب سے پہلے ہوا ہے، واقعہ افک کے ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ اس واقعہ سے پہلے احکام حجاب نازل ہو چکے تھے۔ پردے کے یہ احکام بالاتفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے جلد بعد نازل ہوئے تھے، لہٰذا بعض سیرت نگاروں کا یہ خیال صحیح نہیں کہ یہ نکاح ذی قعدہ ۵ ہجری میں ہوا بلکہ یہ نکاح غزوۂ مصطلق سے بھی پہلے ہوا۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ واقعۂ افک کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش سے بھی رائے حاصل کی تھی چنانچہ بعض کے نزدیک یہ نکاح ۳ ہجری میں اور مشہور قول کے مطابق ۵ ہجری میں ہوا تھا۔ (۵۳) اگر یہ نکاح ۵ ہجری میں ہوا ہو تو غزوہ بنی مصطلق سے پہلے ہوا۔ چنانچہ ہماری تحقیق کے مطابق یہ نکاح ربیع الاول ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق رجب ۵ ہجری قمری بمطابق نومبر، دسمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین میں ہوا تھا اور غزوہ بنی مصطلق اس سے اگلے مہینے شعبان ۵ ہجری قمری میں ہوا۔ اس نکاح کی توقیتی بحث آئندہ صفحات میں آخر میں آئیگی۔ مذکورہ بحث سے یہ واضح ہوا کہ غزوہ بنی مصطلق ۶ ہجری کا واقعہ نہیں، یہاں واقدی، ابن سعد، ابن حبیب بغدادی اور مسعودی کی توقیت درست ہے تو یہ غزوہ ۲/ربیع الثانی ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲/شعبان ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۷/دسمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہوا، اس سے مراجعت بقول واقدی و ابن سعد یکم رمضان ۵ ہجری کو ہوئی، زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ رمضان قمری تقویم کا ہے جس کے بالمقابل قمریہ شمسی تقویم کا مہینہ جمادی الاولیٰ ۵ ہجری قمریہ شمسی ہے، مراجعت کے متعلق تقابلی تقویمی جدول کا حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۵/جنوری ۶۲۷ء	اتوار	یکم جمادی الاولیٰ ۵ھ	یکم رمضان ۵ ہجری	۲۳/جنوری	۰۶:۳۴

پس غزوہ ہذا سے مراجعت یکم جمادی الاولیٰ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم رمضان ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۵/جنوری ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز اتوار ہوئی۔

۳۔غزوہ احزاب، (غزوۂ خندق):

ابن اسحاق کے نزدیک یہ غزوہ شوال ۵ ہجری کا ہے۔(۵۴) یہی قول عروہ بن زبیر، قتادہ، بیہقی اور دیگر اکثر اہلِ سیرت کا ہے۔(۵۵) ابن حبیب نے اسے ۱۰/شوال ۴ ہجری بروز جمعرات کا واقعہ قرار دیا ہے اور مراجعت کی تاریخ یکم ذی قعدہ ۴ ہجری بروز ہفتہ بیان کی ہے۔(۵۶) واقدی اور ابن سعد نے اس کی تاریخ ۸ ذیقعدہ ۵ ہجری بروز سوموار قرار دی ہے اور مراجعت بقول ابن سعد ۲۳/ذی قعدہ ۵ ہجری بروز بدھ ہوئی۔(۵۷) شوال اور ذی قعدہ کے یہ مہینے یقیناً قمری تقویم کے ہیں کیونکہ قمریہ شمسی تقویم میں شوال اور ذی قعدہ ہمیشہ موسم گرما میں آیا کرتے تھے جبکہ اس غزوے میں بروایت حضرت حذیفہؓ بن الیمان سخت سرد ہوا کا طوفان آیا تھا۔(۵۸) شوال اور ذی قعدہ کو قمری تقویم کا قرار دینے سے تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہوگا:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۳/فروری ۶۲۷ء	سوموار	یکم جمادی الاخریٰ ۵ ہجری	یکم شوال ۵ ہجری	۲۱/فروری	۱۷:۴۶
۲۵/مارچ	بدھ	یکم رجب	یکم ذی قعدہ	۲۳/مارچ	۰۳:۰۱

مذکورہ بالا جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر شوال ۵ ہجری قمری کی رویت ہلال ۲۲/فروری کی بجائے ۲۳/فروری کو ہوئی ہو تو یکم شوال ۵ ہجری قمری کو منگل کا اور ۱۰/شوال ۵ ہجری قمری کو ٹھیک جمعرات کا دن ہوا۔ رویت میں اس طرح کی تاخیر دورِ حاضر میں بھی ہو جاتی ہے، وطن عزیز پاکستان میں ربیع الاول ۱۴۲۴ ہجری کے لئے تاریخ قران یکم مئی ۲۰۰۳ عیسوی گریگورین بوقت (پاکستانی معیاری وقت) سترہ بج کر پندرہ منٹ پر تھی۔ ۲/مئی ۲۰۰۳ء کو غروب شمس کے وقت تک چاند کی عمر کوئی ۲۶ گھنٹے تھی لہذا ۲/مئی کو چاند نظر آنا چاہیئے تھا، لیکن یہ ۳/مئی کو نظر آیا اور یکم ربیع الاول ۱۴۲۴ھ ۴مئی ۲۰۰۳ عیسوی کو ہوئی۔

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں ابن حبیب کی غزوۂ ہذا کے لئے بیان کردہ تاریخ ۱۰/شوال تو درست ہے لیکن سال ۴ ہجری نہیں بلکہ ۵ ہجری ہے، نیز ۱۰/شوال ۴ ہجری کو جمعرات نہیں بلکہ ہفتہ کا دن برآمد ہوتا ہے، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران

۲/مارچ ۶۲۶ء	جمعرات	یکم رجب ۴ ہجری	یکم شوال ۴ ہجری	۴/مارچ	۰۱:۵۰

مذکورہ جدول سے واضح ہے کہ اگر یکم شوال ۴ ہجری قمری کو جمعرات ہو تو ۱۰/شوال ۴ ہجری قمری کو ہفتہ کا دن ہوگا حالانکہ ابن حبیب نے دن جمعرات لکھا ہے پس غزوۂ ہذا کی تاریخ ۱۰/شوال سال ۴ ہجری قمری کی نہیں بلکہ سال ۵ ہجری قمری کی ہے، اوپر مذکورہ ہو چکا ہے کہ یہ شوال قمری تقویم کا ہے کیوں کہ اس غزوے کے ایام میں سردی تھی جبکہ قمریہ شمسی تقویم کا شوال موسم گرما میں ہوا کرتا تھا، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں بنے گا:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۱/جون ۶۲۷ء	اتوار	یکم شوال ۵ ہجری	یکم صفر ۶ ہجری	۱۹/جون	۰۱:۵۸

مذکورہ جدول سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ یکم شوال ۵ ہجری قمریہ شمسی نہ صرف موسم گرما میں ہے بلکہ ۱۰/شوال ۵ ہجری قمریہ شمسی کو جمعرات کی بجائے منگل کا دن برآمد ہوتا ہے، پس غزوۂ احزاب کا شوال قمری تقویم کا ہے قمریہ شمسی کا نہیں اور یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ غزوہ ہذا سے پہلے اور بعد کے غزوات وسرایا بھی زمنی ترتیب کے مطابق قمری تقویم کے ہیں۔

غزوۂ احزاب سے مراجعت کی تاریخ بقول ابن حبیب بغدادیؒ یکم ذی قعدہ ۴ ہجری بروز ہفتہ ہے، (۵۹) یہ تو ثابت ہو چکا کہ سال ۴ ہجری نہیں بلکہ ۵ ہجری ہونا چاہیے لیکن یکم ذی قعدہ ۵ ہجری قمری کو ہفتہ کا دن نہیں بنتا بلکہ ۴ ذی قعدہ ۵ ہجری قمری کو ہفتہ کا دن برآمد ہوتا ہے تقابلی تقویمی جدول کا حصہ سطور بالا میں پہلے ہی پیش کیا جا چکا ہے۔ ابن حبیب نے اگلے غزوہ بنی قریظہ کے لئے روانگی یکم ذی قعدہ ۴ ہجری اور مراجعت ۴ ذی الحجہ ۴ ہجری بیان کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بنو قریظہ کا محاصرہ ۲۵/روز جاری رہا تھا۔(۶۰) اگر ۴ ذی الحجہ سے معکوس سمت میں ۲۵ روز شمار کئے جائیں تو تاریخ یکم ذی قعدہ برآمد نہیں ہوتی، بقول سعید بن المسیب غزوہ احزاب میں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ ۲۴ دن تک رہا تھا۔(۶۱) اگر یکم شوال ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۴/فروری ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز منگل، اور ابتدا میں پیش کردہ تقابلی جدول کے مطابق یکم ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۵/مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز بدھ ہو تو شوال کا مہینہ ۲۹ دن کا ہوا۔ ۱۰/شوال سے ۲۹/شوال تک بیس دن ہوئے چوبیسواں دن ٹھیک ۴/ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بروز ہفتہ ہوا پس غزوہ احزاب سے مراجعت اور بالفاظ دیگر غزوہ بنی قریظہ کے لئے روانگی کی تاریخ یکم ذی قعدہ ۵ ہجری قمری کی بجائے ۴/ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بروز ہفتہ ہوئی کیونکہ یکم ذی

قعدہ کو بدھ کا دن تھا، یہاں یہ یاد رہے کہ جس روز غزوہ احزاب سے مراجعت ہوئی تھی اسی روز غزوہ بنی قریظہ کے لئے روانگی ہوئی تھی۔

واقدی اور ابن سعد نے غزوہ احزاب کے لئے روانگی کی تاریخ ۸/ذی قعدہ ۵ ہجری اور مراجعت ۲۳/ذی قعدہ ۵ ہجری کی لکھی ہے، یہ توقیت اس لئے درست معلوم نہیں ہوتی کہ کیم ذی قعدہ ۵ ہجری قمری کے بالمقابل عیسوی تاریخ ۲۵/مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین ہے لہذا ۸/ذی قعدہ ۵ ہجری قمری سے ۲۳/ذی قعدہ ۵ ہجری قمری تک کے بالمقابل عیسوی تواریخ کیم اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین سے ۱۶/اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین تک کی برآمد ہوتی ہیں جب کہ دس شوال ۵ ہجری قمری سے ۴/ذی قعدہ ۵ ہجری کی عیسوی تواریخ ۵/مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین سے ۲۸/مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین تک کی بنتی ہیں، ان تواریخ میں سردی کا ہونا اور سرد طوفان کا آنا عام حالات میں زیادہ ممکن الوقوع ہے، بعض اوقات ہمارے علاقوں میں بھی اس موسم میں بارش کے ساتھ ژالہ باری ہو جاتی ہے، نیز ۸/ذی قعدہ ۵ ہجری کو بمطابق جدول بدھ کا دن بنتا ہے نہ کہ سوموار کا، جبکہ واقدی اور ابن سعد نے سوموار رکھا ہے۔

امام بخاریؒ کے نزدیک غزوہ احزاب شوال ۴ ہجری کا واقعہ ہے۔(۶۲) یہی قول زہریؒ، امام مالکؒ بن انس اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کا بھی ہے لیکن مذکورہ بالا توقیتی بحث سے اس کا غلط ہونا واضح ہو چکا ہے، یہ قول اس لئے بھی درست نہیں کہ غزوہ احد بالاتفاق شوال ۳ ہجری (قمریہ شمسی) میں ہوا ابو سفیان نے کہا تھا کہ اگلے سال یعنی ۴ ہجری میں ہمارا اور تمہارا یعنی مشرکین اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوگا، مسلمانوں نے ابو سفیان کی اس گیدڑ بھبکی کا یہ جواب دیا تھا کہ ہم اسکے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ مسلمان حسب وعدہ رسول اللہ ﷺ کی زیر قیادت سال ۴ ہجری میں مقابلے کے لئے نکلے۔ اسی کو غزوۂ بدر الموعد کا نام دیا گیا لیکن ابو سفیان راستے ہی سے واپس چلا گیا مقابلے پر نہ آیا، اس نے کہا تھا کہ یہ سال قحط سالی کا زمانہ ہے، جنگ کے لئے یہ وقت موزوں نہیں، غزوہ احزاب اس سے اگلے سال ۵ ہجری میں ہوا جب ابو سفیان دیگر قبائل عرب کو ساتھ ملا کر مدینے پر حملہ آور رہوا۔ یوں غزوۂ احد اور غزوۂ احزاب میں دو سال کا فرق ہے، امام بخاریؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے استدلال فرماتے ہیں کہ احد کے موقع پر میری عمر چودہ سال تھی لہذا مجھے اس غزوے میں شرکت کی اجازت نہ ملی غزوہ احزاب کے موقع پر میں پندرہ سال کا تھا اس لئے اس غزوے میں شریک ہونے کا مجاز ٹھہرا۔ اس لئے غزوہ احد ۳ ہجری میں اور اس کے بعد غزوۂ احزاب بقول امام بخاریؒ ۴ ہجری میں ہوا۔ امام بخاریؒ کے اشکال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت

not

ابن عمرؓ کے قول کا مطلب صرف یہ ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر میری عمر پندرہ سال سے کم اور غزوہ احزاب کے موقع پر پندرہ سال ہو چکی تھی یعنی یہ محض باعتبار عمر چھوٹے اور بڑے میں امتیاز ہے کہ جنگ میں پندرہ سال سے کم عمر کے لوگوں کو ماسوا چند استثنائی صورتوں کے شریک نہیں ہونے دیا جاتا تھا، چنانچہ جب نافعؒ نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پہنچائی تو انہوں نے جنگ میں شرکت کے لئے پندرہ سال کی عمر کو معیار ٹھہرایا اور مملکت اسلامیہ کے اطراف و جوانب میں ماتحت عمال (حکمرانوں) کو خط لکھا کہ وہ اسی کے مطابق عمل پیرا ہوں، جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ (۶۳)

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں غزوہ احزاب کی تاریخ ۱۰/ جمادی الاخریٰ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰ شوال ۵ ہجری قمری بمطابق ۵ مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز جمعرات ہے اگر یکم شوال بروز سوموار بمطابق ۲۳/ فروری ۶۲۷ عیسوی جیولین محسوب کی جائے تو تاریخ ۱۰/ شوال کی بجائے ۱۱/ شوال ۵ ہجری قمری ہوگی لیکن مدینہ منورہ میں چاند ایک دن بعد نظر آیا لہٰذا تاریخ بلحاظ مدنی رویت ہلال ۱۰/ شوال قرار دی گئی، مراجعت کی تاریخ ۴/ رجب ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴/ ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۸/ مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہوئی۔

۴۔ غزوۂ بنی قریظہ:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۵/ مارچ ۶۲۷ء	بدھ	یکم رجب ۵ ہجری	یکم ذی قعدہ ۵ ہجری	۲۳/ مارچ	۰۳:۰۱
۲۳/ اپریل	جمعرات	یکم شعبان	یکم ذی الحجہ	۲۱/ اپریل	۱۰:۵۹

غزوۂ احزاب کی توقیتی بحث میں مذکور ہو چکا ہے کہ اس سے مراجعت ۴/ ذی قعدہ ۵ ہجری قمری کو بروز ہفتہ ہوئی تھی، اسی روز مدینے کے قریب آباد غدار یہودی قبیلے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا گیا تھا، غزوہ بنی قریظہ سے مراجعت بقول ابن سعد ۷/ ذی الحجہ ۵ ہجری کو بروز جمعرات ہوئی، جبکہ ابن حبیب بغدادیؒ کے نزدیک مراجعت ۴/ ذی الحجہ ۴ ہجری کو بروز سوموار ہوئی تھی۔ (۶۴) ۴ ہجری کا غلط ہونا ہم غزوۂ احزاب کی توقیتی بحث میں بخوبی واضح کر چکے ہیں، مذکورہ بالا جدول دیکھئے اگر ذی الحجہ ۵ ہجری قمری کا چاند ۲۲/ اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین کی بجائے ۲۳/ اپریل کو نظر آیا ہو تو یکم ذی الحجہ ۵ ہجری قمری کو عیسوی

تاریخ ۲۴/اپریل ۶۲۷ عیسوی اور دن جمعۃ المبارک برآمد ہوگا یوں ۴ ذی الحجہ ۵ ہجری قمری اور ۷/ذی الحجہ ۵ ہجری قمری کو بالترتیب ٹھیک سوموار اور جمعرات کے دن برآمد ہوں گے۔ اگر حسب قواعد رویت ہلال ۲۲/اپریل کی مانی جائے تو ان قمری تواریخ میں ایک دن کا اضافہ کیا جائے گا لیکن مدینہ منورہ میں چاند ایک دن بعد نظر آیا لہٰذا مدنی رویت ہلال کے مطابق غزوۂ ہذا سے مراجعت ۴ شعبان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴ ذی الحجہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۷/اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز سوموار ہوئی اور ابن سعد کے قول کے مطابق یہ تاریخ ۷ شعبان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۷/ذی الحجہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۳۰/اپریل ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز جمعرات کی برآمد ہوئی۔ غزوۂ ہذا کے لئے روانگی کی تاریخ غزوۂ احزاب کے ضمن میں بیان کی جا چکی ہے جو ۴/رجب ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۴/ذی قعدہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲۸/مارچ ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز ہفتہ کی ہے۔

۵۔سریہ عبداللہؓ بن انیس:

ابن ہشام اور ابن سعد نے اس سریے کی تاریخ ۵/محرم ۴ ہجری بروز سوموار اور مراجعت کی تاریخ ۲۳/محرم ۴ ہجری بروز ہفتہ کی لکھی ہے۔ (۶۵/۱) اگر اس محرم ۴ ہجری کو قمریہ شمسی تقویم کا قرار دیا جائے تو سال ۴ ہجری قمریہ شمسی کی تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہوگا:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۹/ستمبر ۶۲۵ء	سوموار	یکم محرم ۴ ہجری	یکم ربیع الثانی ۴ ہجری	۷/ستمبر	۱۸:۰۲

مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ یکم محرم ۴ ہجری قمریہ شمسی کو سوموار ہے اس لئے ۵/محرم کو جمعہ کا دن ہوا حالانکہ واقدی اور ابن سعد نے سوموار رکھا ہے، اگر اس محرم ۴ ہجری کو قمری تقویم کا قرار دیا جائے تو تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہوگا:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۲/جون ۶۲۵ء	بدھ	یکم شوال ۳ ہجری	یکم محرم ۴ ہجری	۱۰/جون	۱۹:۴۹

سریہ عبداللہؓ بن انیس سے مراجعت کی تاریخ ۲۳/محرم ۴ ہجری بروز ہفتہ قرار دی گئی ہے پس اگر یہ محرم قمری تقویم کا ہو تو اس کے بالمقابل قمریہ شمسی تقویم کی تاریخ ۲۳/شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی بنے گی اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ سال ۳ ہجری میں وقوع پذیر غزوہ احد کا شوال قمریہ شمسی ہے پس سریہ ہذا کے محرم ۴ ہجری کو

قمری تقویم کا قرار دینے کی صورت میں اس سریے کی قمریہ شمسی تواریخ ۵شوال ۳ہجری قمریہ شمسی سے ۲۳/شوال ۳ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۵محرم ۴ہجری قمری سے ۲۳/محرم ۴ہجری قمری بمطابق ۱۶/جون ۶۲۵ عیسوی جیولین سے ۴/جولائی ۶۲۵ عیسوی جیولین تک ہونگی لہذا لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ غزوہ احد ۱۱/شوال ۳ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۱/محرم ۴ہجری قمری بمطابق ۲۲/جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بروز ہفتہ کا واقعہ ہے، لیکن حضرت عبداللہؓ بن انیس کا غزوہ احد میں شریک ہونا ثابت ہے، علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: **قلت عبد اللّٰہ بن انیس بن حرام ابو یحییٰ الجھنی صحابی مشہور، کبیر القدر، کان فیمن شھد العقبۃ وشھد احدا والخندق وما بعد ذالک** (۶۶) "میں کہتا ہوں کہ عبداللہؓ بن انیس ابو یحییٰ الجہنی مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں اور ان حضرات میں شامل ہیں جو (بیعت) عقبہ میں موجود تھے اور احد، خندق اور بعد کے غزوات میں شریک تھے"۔

حافظ بیہقیؒ نے سریہ عبداللہؓ بن انیس (سریہ قتل خالد بن سفیان ہذلی) کو ابو رافع یہودی کے قتل کے بعد کا واقعہ بیان کیا ہے اور روایت کی سند میں ابن اسحاق کا بھی ذکر ہے (۶۷) ابن اسحاق کے نزدیک ابو رافع یہودی کا قتل غزوہ احزاب کے بعد ہوا تھا اور ابن اسحاق ہی کی پیروی میں علامہ ابن کثیرؒ نے ابو رافع یہودی کے قتل کا واقعہ غزوہ احزاب کے بعد بیان کیا ہے۔ (۶۸) اس سے ثابت ہوا کہ حافظ بیہقیؒ اور ابن کثیرؒ کی رائے میں سریہ ہذا غزوہ احزاب کے بعد ہوا۔ غزوہ احزاب کا قمری مہینہ شوال ۵ہجری قمری اور قمریہ شمسی مہینہ جمادی الاخریٰ ۵ہجری قمریہ شمسی ہے، پس غزوہ احزاب کے بعد کا محرم یقیناً سال ۶ہجری ہی کا ہوسکتا ہے خواہ یہ محرم قمریہ شمسی تقویم کا لیا جائے یا قمری تقویم کا شمار کیا جائے، سال ۶ہجری قمریہ شمسی کے مباحث میں یہ واضح ہو جائے گا کہ سال ۵ہجری قمریہ شمسی کی طرح سال ۶ہجری قمریہ شمسی کے غزوات اور سرایا کی توقیت بھی سیرت نگاروں نے قمری تقویم میں کی ہے لہذا سریہ عبداللہؓ بن انیس کا مہینہ محرم ۶ہجری قمری ہونا چاہئے۔ چنانچہ واقدی نے اس سریہ کی تاریخ روانگی ۵/محرم ۶ہجری سوموار اور مراجعت ۲۳/محرم ۶ہجری بروز ہفتہ کی لکھی ہے۔ (۲/۶۵) تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں بنے گا:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۲/مئی ۶۲۷ء	جمعہ	یکم رمضان ۵ہجری	یکم محرم ۶ہجری	۲۰/مئی	۱۸:۲۲

سریہ ہذا سے مراجعت کی تاریخ ۲۳/محرم کو ہفتے کا دن قرار دیا گیا ہے مذکورہ جدول سے صاف واضح ہے کہ یکم محرم ۶ہجری قمری کو جمعہ ہے لہذا ۲۳/محرم ۶ہجری قمری کو ٹھیک ہفتے کا دن ہی برآمد

ہوتا ہے اور اگر یکم محرم کو جمعہ ہو اور ۲۳ محرم کو ہفتہ ہو تو ۵ محرم کا دن سوموار کی بجائے منگل کا بنے گا۔ ممکن ہے اس سریے کے لئے روانگی سوموار کا دن گزرنے کے بعد منگل کی رات کو ہوئی ہو۔ مذکورہ بحث سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ سریہ عبداللہؓ بن انیس کے لئے روانگی ۵/ رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۵/ محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۲۶/ مئی ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز منگل ہوئی اور اس سے مراجعت ۲۳/ رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۳ محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۱۳/ جون ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز ہفتہ ہوئی۔

۶۔ سریہ محمدؓ بن مسلمہ، (مہم قرطاء):

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۲/ مئی ۶۲۷ء	جمعہ	یکم رمضان ۵ ہجری	یکم محرم ۶ ہجری	۲۰/ مئی	۱۸:۲۲

واقدی اور ابن سعد نے اس سریے کی تاریخ ۱۰/ محرم ۶ ہجری اور مراجعت کی تاریخ ۲۹ محرم ۶ ہجری بیان کی ہے۔(۶۹) یہ محرم یقیناً قمری تقویم کا ہے جیسا کہ زمنی ترتیب سے واضح ہو رہا ہے، پس اس سریے کی تاریخ ۱۰/ رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰/ محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۳۱/ مئی ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز اتوار کی ہے مراجعت ۲۹/ رمضان ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۹ محرم ۶ ہجری قمری بمطابق ۱۹/ جون ۶۲۷ عیسوی بروز جمعہ ہوئی۔

۷۔ غزوۂ بنی لحیان:

واقدی اور ابن سعد نے اس غزوے کی تاریخ یکم ربیع الاول ۶ ہجری بیان کی ہے۔(۷۰) یہ ربیع الاول زمنی ترتیب کے اعتبار سے قمری تقویم کا ہے، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۰/ جولائی ۶۲۷ء	سوموار	یکم ذی قعدہ ۵ھ	یکم ربیع الاول ۶ھ	۱۸/ جولائی	۱۰:۴۸

ابن ہشام نے غزوہ ہذا کو جمادی الاولیٰ ۶ ہجری کا اور ابن حبیب نے یکم جمادی الاولیٰ ۵ ہجری بروز منگل کا واقعہ قرار دیا ہے۔(۷۱) یکم جمادی الاولیٰ ۶ ہجری خواہ قمریہ شمسی تقویم کا لیا جائے یا قمری لیا جائے، دونوں صورتوں میں دن منگل نہیں بنتا، تقابلی تقویمی جدول کے متعلقہ حصے یوں ہیں:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۷/ستمبر ۶۲۷ء	جمعرات	یکم محرم ۶ ہجری	یکم جمادی الاولیٰ ۶ھ	۱۵/ستمبر	۱۲:۰۸
۱۴/جنوری ۶۲۸ء	جمعرات	یکم جمادی الاولیٰ ۶ھ	یکم رمضان ۶ ہجری	۱۲/جنوری	۱۲:۰۴

مذکورہ جدول سے واضح ہے کہ جمادی الاولیٰ ۶ ہجری کو مہینہ قمری تقویم کا ہو یا قمریہ شمسی تقویم کا ہو، دونوں صورتوں میں سال ۶ ہجری قمریہ شمسی والا ہوگا جس کی تقابلی تقویمی جدول سال ۶ ہجری قمریہ شمسی کے توقیتی مباحث کے آغاز میں دی جائے گی، یہاں صرف اس کا متعلقہ حصہ پیش کر دیا گیا ہے۔
مذکورہ جدول سے ثابت ہو رہا ہے، کہ غزوہ بنی لحیان کو اگر جمادی الاولیٰ ۶ ہجری کا واقعہ قرار دیا جائے تو یہ جمادی الاولیٰ ۶ ہجری خواہ قمری تقویم کا لیا جائے یا قمریہ شمسی تقویم کا لیا جائے، دونوں صورتوں میں یکم جمادی الاولیٰ کو دن جمعرات بنتا ہے، حالانکہ ابن حبیب نے غزوہ کا دن منگل لکھا ہے، البتہ یکم ربیع الاول ۶ ہجری قمری کو دن منگل ہو سکتا ہے، کیونکہ اوپر شروع میں دیئے گئے تقابلی تقویمی جدول کے متعلقہ حصے سے واضح ہے کہ ربیع الاول ۶ ہجری قمری کی تاریخ قران ۱۸/ جولائی ۶۲۷ عیسوی جیولین بوقت ۱۰:۴۸ ہے لہٰذا ۱۹/ جولائی کو چاند نظر آنا چاہیے لیکن مطلع ابر آلود ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو تاریخ میں دورِ حاضر میں بھی بسا اوقات ایک دن کی تاخیر ہو جاتی ہے چاند اگر ۲۰/ جولائی کو نظر آیا ہو تو یکم ربیع الاول ۶ ہجری قمری کو عیسوی تاریخ ۲۱/ جولائی ۶۲۷ عیسوی جیولین اور دن منگل برآمد ہوگا۔

اگر غزوے کی مبینہ تاریخ یکم جمادی الاولیٰ ۶ ہجری کو قمریہ شمسی تقویم کی تاریخ قرار دیا جائے تو اس کا یقینی طور پر غلط ہونا اس سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ جمادی الاولیٰ ۶ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل قمری تقویم کا مہینہ بمطابق جدول مذکورہ بالا رمضان ۶ ہجری قمری ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس سے پہلے غزوہ بنی قریظہ کا ذی قعدہ ۵ ہجری کا مہینہ یقیناً قمری تقویم کا ہے جیسا کہ قبل ازیں متعلقہ توقیتی مباحث میں واضح کیا جا چکا ہے، یوں غزوۂ بنی لحیان کو غزوۂ بنی قریظہ سے نو ماہ بعد کا واقعہ ماننا ہوگا، حالانکہ بقول ابن ہشام، غزوۂ بنی لحیان، غزوۂ بنی قریظہ سے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔(۷۲) ظاہر ہے کہ جب غزوۂ بنی قریظہ کا ذی قعدہ، قمری تقویم کا ہے، قمریہ شمسی تقویم کا نہیں تو اس کے چھ ماہ بعد والا جمادی الاولیٰ ۶ ہجری بھی قمری تقویم کا ہی ممکن ہے لیکن اوپر یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ یکم جمادی الاولیٰ ۶ ہجری قمری کو منگل نہیں بلکہ جمعرات کا دن تھا۔ اس لئے غزوۂ بنی لحیان یکم ربیع الاول ۶ ہجری قمری کا ہی ہو سکتا ہے، ابن ہشام کا اسے غزوۂ بنی قریظہ سے چھ ماہ بعد کا واقعہ قرار دینا درست نہ ہوا بلکہ اصل حقیقت یہ

سامنے آتی ہے کہ غزوۂ ہذا، غزوۂ احزاب کے شوال ۵ ہجری سے چھٹے مہینے ربیع الاول ۶ ہجری قمری میں وقوع پذیر ہوا کیونکہ شوال سے ربیع الاول تک چھ ماہ بنتے ہیں۔

یہاں ایک اور مغالطے کا ازالہ ضروری ہے، واقدی کی المغازی کے بعض نسخوں میں اس غزوے کا مہینہ ربیع الثانی لکھا ہے۔(۷۳) جو یقیناً طباعت کی غلطی ہے، کیونکہ واقدی نے اس غزوے کے بعد کے واقعات کے ضمن میں لکھا ہے: ......**ثمّ سریّة عکاشه بن محصن الی الغمر فی ربیع الآخر سنةَ ست ثمّ سریة محمّد بن مسلمة الی ذی القصّة فی ربیع الآخر سنة ستٌ ثمّ سریة امیر ها ابو عبیدة بن الجراح الی ذی القصّة فی ربیع الأخر سنة ستٌ ثم سریّة زید بن حارثة الی بنی سلیم بالجموم فی ربیع الآخر سنه ستٌ و کانتا فی شهر واحد** (۱/۷۴)

''......پھر عکاشہؓ بن محصن کا سریہ بجانب غمر ربیع الثانی ۶ ہجری میں، پھر سریہ محمدؓ بن مسلمہ بجانب ذی القصہ ربیع الثانی ۶ ہجری میں، پھر سریہ ابوعبیدہؓ بن الجراح بجانب ذی القصہ ربیع الآخر ۶ ہجری میں، پھر سریہ زیدؓ بن حارثہ بخلاف بنی سلیم بجانب جموم ربیع الثانی ۶ ہجری میں ہوا اور دونوں سرایا ایک ہی مہینے میں ہوئے''

واقدی کی مذکورہ عبارت کا آخری حصہ **وکانتا فی شهر واحد** (اور یہ دونوں سرایا ایک ہی مہینے میں ہوئے)۔ صاف بتا رہا ہے کہ سریہ ابوعبیدہؓ بن الجراح (مہم ذی القصہ ثانی) اور سریہ زیدؓ بن حارثہ (مہم جموم) کے سوا باقی سب اوپر کے سرایا ربیع الثانی کے نہیں بلکہ ربیع الاول کے سرایا ہیں، غزوۂ بنی لحیان کو واقدی نے مذکورہ تمام سرایا سے پہلے ذکر کیا ہے لہٰذا یہ بھی یقیناً ربیع الاول ۶ ہجری قمری کا ہے۔ چنانچہ خود واقدی نے سریہ عکاشہؓ بن محصن کی تفصیلات میں اسے ربیع الاول ۶ ہجری قمری کا واقعہ ظاہر کیا ہے۔(۲/۷۴)

اگر ابن حبیب کی توقیت کے مطابق غزوۂ ہذا کو یکم جمادی الاولیٰ ۵ ہجری کا واقعہ قرار دیا جائے تو یہ جمادی الاولیٰ خواہ قمری تقویم کا لیا جائے یا قمریہ شمسی تقویم کا لیا جائے، دونوں صورت میں دن منگل نہیں بلکہ اتوار برآمد ہوگا، تقابلی تقویمی جدول کے متعلقہ حصے یوں ہیں:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۸/ستمبر ۶۲۶ء	اتوار	یکم محرم (کبیسہ) ۵ھ	یکم جمادی الاولیٰ ۵ھ	۲۶/ستمبر	۱۱:۴۲
۲۵/جنوری ۶۲۷ء	اتوار	یکم جمادی الاولیٰ ۵ھ	یکم رمضان ۵ھ	۲۳/جنوری	۰۶:۳۴

پس مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ غزوہ بنی لحیان بحساب مدنی رویت ہلال یکم ذی قعدہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق یکم ربیع الاول ۶ ہجری قمری بمطابق ۲۱/جولائی ۶۲۷ عیسوی جیولین بروز

منگل کا واقعہ ہے۔ بقول واقدی آپ چودہ دن باہر رہے۔

۸۔ سریہ عکاشہؓ بن محصن:

۹۔ سریہ محمدؓ بن مسلمہ (ذی القصہ اول):

یہ دونوں سرایا بھی اسی مہینے کے ہیں جس میں غزوۂ بنی لحیان ہوا تھا۔ (۷۵) یعنی یہ سرایا ذی قعدہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الاول ۶ ہجری قمری بمطابق جولائی، اگست ۶۲۷ عیسوی جیولین کے ہیں۔

۱۰۔ سریہ ابی عبیدہؓ بن الجراح، (مہم ذی القصہ ثانی):

۱۱۔ سریہ زیدؓ بن حارثہ (مہم جموم):

یہ دونوں سرایا بقول ابن سعد اور واقدی ربیع الثانی ۶ ہجری کے ہیں۔ (۱/۷۶) زمنی ترتیب کے مطابق یہ توقیت قمری تقویم کی ہے، تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۱۹/۸/۶۲۷ء	اتوار	یکم ذی الحجہ ۵ ہجری	یکم ربیع الثانی	۱۲/۸/اگست	۲۱:۵۵

تو مذکورہ دونوں سرایا ذی الحجہ ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ربیع الثانی ۶ ہجری قمری بمطابق اگست، ستمبر ۶۲۷ عیسوی جیولین کے ہیں۔

۱۲۔ حضرت زینبؓ بنت جحش سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح:

اکثر سیرت نگاروں نے اس کا مہینہ ذی قعدہ ۵ ہجری لکھا ہے، (۲/۷۶) لیکن اس پر اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان یعنی واقعۂ افک بالاتفاق غزوۂ بنی مصطلق (غزوۂ مریسیع) کا واقعہ ہے، اور یہ غزوۂ شعبان ۵ ہجری قمری کا واقعہ ہے جیسا کہ اسکی توقیتی بحث گذشتہ صفحات میں پہلے ہو چکی ہے، بروایت حضرت عائشہ ان دنوں حضرت زینبؓ سے رسول اللہ ﷺ نے واقعۂ افک کے متعلق مشورہ فرمایا تھا اور واقعہ افک سے پہلے حجاب کے احکام بھی نازل ہو چکے تھے۔ پردے کے احکام بالاتفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کے جلد ہی بعد نازل ہوئے تھے، اسی اشکال سے

بچنے کے لئے بعض اہل سیر نے غزوۂ بنی مصطلق کو سال ۶ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے۔(۷۷) لیکن اس سے دوسرا اشکال پیدا ہوا کہ حضرت عائشہؓ واقعۂ افک سے متعلق روایت میں اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کی خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ سے تلخ کلامی کا بھی ذکر ہے حالانکہ حضرت سعدؓ بالاتفاق سال ۵ ہجری میں وقوع پذیر غزوۂ بنی قریظہ کے بعد رحلت فرما گئے تھے، اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ سے تلخ کلامی حضرت اسیدؓ بن حضیر کی ہوئی تھی۔(۷۸) حالانکہ واقعۂ افک کے ایام میں حضرت سعدؓ بن معاذ کی موجودگی صحیحین اور دیگر متعدد روایات سے ثابت ہوتی ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح رجب ۵ ہجری قمری میں ہوا تھا جس کے بعد شعبان ۵ ہجری قمری میں غزوۂ بنی مصطلق اور اس کے ضمن میں واقعہ افک پیش آیا، اگر رجب ۵ ہجری کو قمریہ شمسی تقویم کا لیا جائے تو اس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ ٹھیک ذی قعدہ ۵ ہجری قمری ہے تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۵/مارچ ۶۲۷ء	بدھ	یکم رجب ۵ھ	یکم ذی قعدہ ۵ھ	۲۳/مارچ	۰۳:۰۱

چونکہ نکاح کے مہینے رجب ۵ ہجری قمری کو غلطی سے رجب ۵ ہجری قمریہ شمسی سمجھ لیا گیا جس کے بالمقابل قمری مہینہ ذی قعدہ ۵ ہجری کا چل رہا تھا اس لئے نکاح کا مہینہ یہی ذی قعدہ ۵ ہجری مشہور ہوگیا۔ رجب ۵ ہجری قمری کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ ربیع الاول ۵ ہجری قمریہ شمسی ہے لہذا حضرت زینبؓ کے نکاح کی صحیح تقابلی تقویمی جدول یوں ہے:

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قران	وقت قران
۲۷/نومبر ۶۲۶ء	جمعرات	یکم ربیع الاول ۵ھ	یکم رجب ۵ھ	۲۵/نومبر	۰۰:۲۳

پس حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح غزوۂ بنی مصطلق سے پہلے ربیع الاول ۵ ہجری قمریہ شمسی بمطابق رجب ۵ ہجری قمری بمطابق نومبر/دسمبر ۶۲۶ عیسوی جیولین میں ہوا۔

توقیتی جدول سال ۵ ہجری قمریہ شمسی،

۵،۶ ہجری قمری، ۶۲۶، ۶۲۷ عیسوی جیولین

نمبر شمار	اہم واقعات	قمریہ شمسی ہجری	دن	قمری ہجری	عیسوی جیولین
۱	مراجعت از غزوۂ دومۃ الجندل بقول ابن سعد	۲۰/محرم ۵ ہجری	بدھ	۲۰/ربیع الثانی ۵ھ	۱۷/ستمبر ۶۲۶ء
۲	حضرت زینبؓ بنت جحش سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح (سابقہ توقیتی مباحث میں اس نکاح کا ذکر نمبر شمار ۱۲ پر کیا گیا ہے)	ربیع الاول	-	رجب	نومبر، دسمبر
۳	غزوۂ مریسیع (غزوۂ بنی مصطلق)	۲/ربیع الثانی ۵ ہجری	ہفتہ	۲/شعبان ۵ ہجری	۲۷/دسمبر
	مراجعت از غزوۂ مریسیع	یکم جمادی الاولیٰ	اتوار	یکم رمضان	۲۵/جنوری ۶۲۷ء
۴۔	غزوۂ احزاب (بلحاظ مدنی رویت)	۱۰/جمادی الاخریٰ	جمعرات	۱۰/شوال	۵/مارچ
	(بلحاظ قواعد ہیئت)	۱۱ جمادی الاخریٰ	جمعرات	۱۱/شوال	۵/مارچ
	مراجعت از غزوۂ احزاب	۴/رجب	ہفتہ	۴ ذی قعدہ	۲۸/مارچ
۵۔	غزوۂ بنی قریظہ	۴/رجب	ہفتہ	۴/ذی قعدہ	۲۸/مارچ
	مراجعت بقول ابن سعدؒ بلحاظ مدنی رویت ہلال	۷/شعبان	جمعرات	۷/ذی الحجہ	۳۰/اپریل
	(بلحاظ قواعد ہیئت)	۸شعبان	جمعرات	۸/ذی الحجہ	۳۰/اپریل
	مراجعت بقول ابن حبیبؒ (بلحاظ مدنی روایت ہلال)	۴/شعبان	سوموار	۴/ذی الحجہ	۲۷/اپریل

	بلحاظ قواعد ہیئت)	۵ شعبان	سوموار	۵ ذی الحجہ	۲۷/ اپریل
۶۔	سریہ عبداللہؓ بن انیس	۵/ رمضان	(منگل)	۵ محرم ۶ ہجری	۲۶/ مئی
	مراجعت	۲۳/ رمضان	ہفتہ	۲۳ محرم	۱۳/ جون
۷۔	سریہ محمدؓ بن مسلمہ (مہم قرطاء)	۱۰/ رمضان	اتوار	۱۰ محرم	۳۱/ مئی
	مراجعت	۲۹/ رمضان	جمعہ	۲۹ محرم	۲۹/ جون
۸۔	غزوۂ بنی لحیان (مدنی رویت)	یکم ذی قعدہ	منگل	یکم ربیع الاول	۲۱/ جولائی
	بلحاظ قواعد ہیئت	۲/ ذی قعدہ	منگل	۲/ ربیع الاول	۲۱/ جولائی
۹۔	سریہ عکاشہ بن محصن (مہم غمر)	ذی قعدہ	۔	ربیع الاول	جولائی/ اگست
۱۰۔	سریہ محمد بن مسلمہ (مہم ذی القصہ اول)	ایضاً	۔	ایضاً	ایضاً
۱۱۔	سریہ ابو عبیدہؓ بن الجراح	ذی الحجہ ۵ ہجری	۔	ربیع الثانی ۶ ہجری	اگست/ ستمبر
۱۲۔	سریہ زید بن حارثہ (مہم جموم)	ایضاً	۔	ایضاً	ایضاً

حوالہ جات

۱۔ البدایہ والنہایہ/ ج ۴، ص ۳
۲۔ ایضاً
۳۔ طبقات ابن سعد/ ج ۲، ص ۳۴، المغازی الواقدی/ ج ۱، ص ۱۹۳،
۴۔ البدایہ والنہایہ/ ج ۴، ص ۳
۵۔ طبقات ابن سعد/ ج ۲، ص ۳۶، المغازی واقدی/ ج ۱، ص ۱۹۳، البدایہ والنہایہ/ ج ۴، ص ۵
۶۔ المحبر (ابن حبیب بغدادی)/ ص ۱۱۷
۷۔ طبقات، ابن سعد/ ج ۲، ص ۳۱، المغازی واقدی/ ج ۱، ص ۱۸۴
۸۔ المغازی واقدی/ ج ۱، ص ۱۸۹
۹۔ البدایہ والنہایہ/ ج ۴، ص ۶
۱۰۔ طبقات ابن سعد/ ج ۲، ص ۳۵
۱۱۔ المغازی واقدی/ ج ۱، ص ۱۹۶

۱۲۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ / مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ/ ج۲،ص۱۵۲۔
۱۳۔ المحبر / ص۱۱۲
۱۴۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص۳،۴
۱۵۔ ایضاً
۱۶۔ تاریخ ابن جریر طبری اردو ترجمہ، نفیس اکیڈمی کراچی، (اشاعت دوم جولائی ۱۹۷۰ء) / ج۱،ص۲۱۷۔
۱۷۔ المغازی واقدی/ ج۱،ص۱۹۱،المحبر / ص۱۱۷
۱۸۔ سیرۃ النبی ﷺ،شبلی نعمانی / ج۱،ص۳۸۷
۱۹۔ طبقات/ ابن سعد/ ج۲،ص۵۰، المغازی واقدی/ ج۱،ص۳۳۱
۲۰۔ المحبر / ص۱۱۷
۱/ ۲۱۔ سیرت ابن ہشام/ ج۲،ص۶۱۹۔۶۲۰۔ طبقات/۲،ص۵۰
۲/ ۲۱۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص۱۱،طبقات/ ج۲، ص۱۱
۲۲۔ المحبر / ص۱۱۸
۲۳۔ المغازی للواقدی/ ج۱،ص۲۔۳۵۴۔طبقات/ ج۲،ص۵۵
۲۴۔ المغازی/ ج۱،ص۳۵۸
۱/ ۲۵۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص۶۹
۲/ ۲۵۔ المغازی/ ج۱،ص۳۵۷
۲۶۔ جمع الفوائد/ ج۲،ص۸۶،رقم ۶۵۷۴
۲۷۔ المحبر / ص۱۱۸
۲۸۔ المغازی/ ج۱،ص۳۲۱
۲۹۔ بمطابق حوالہ جات بالا از۲۳ تا ۲۶۔
۳۰۔ ایضاً
۳۱۔ طبقات، ابن سعد/ ج۲،ص۵۱، المغازی/ ج۱، ص۳۲۶، سیرت ابن ہشام/ ج۳،ص۱۹۳
۳۲۔ جمع الفوائد (بحوالہ ابن سحاق)/ ج۲،ص۸۶
۳۳۔ الرحیق المختوم اردو، المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور/ ص۳۹۹ حاشیہ نمبر۵۔المغازی/ ج۱، ص۳۳۹
۳۴۔ المغازی الواقدی/ ج۱، ص ۳۵۸، البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص۶۹
۳۵۔ المحبر/ ۱۱۳ ، المغازی الواقدی/ ج۱، ص ۳۶۳، طبقات ابن سعد/ ج۲، ص ۵۷، سیرت ابن ہشام/ ج۳،ص۲۰۰۔
۳۶۔ المحبر / ص۱۱۳
۳۷۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص۹۲
۳۸۔ ایضاً
۳۹۔ المحبر / ۱۱۷
۴۰۔ سیرت ابن ہشام/ ج۳،ص۲۲۰،المحبر / ص۱۱۳
۴۱۔ المغازی للواقدی/ ج۱، ص۳۸۴، طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۵۹
۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص۹۲
۴۳۔ ایضاً
۴۴۔ ایضاً
۴۵۔ المحبر/ ۱۱۴
۴۶۔ ایضاً
۴۷۔ طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۶۲،۶۳
۴۸۔ ایضاً
۴۹۔ المغازی للواقدی/ ج۱، ص۳۸۴، طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۶۳، ۶۵
۵۰۔ المحبر/ ص۱۱۴
۵۱۔ نقوش سیرت نمبر، جلد دوم اشاعت دسمبر۱۹۸۲ء (مدیر محمد طفیل) ادارہ فروغ اردو، لاہور/ ص۱۷۳

۵۲۔ الفصول فی سیرۃ الرسول ﷺ (ابن کثیرؒ) /ص۱۸۲

۵۳۔ البدایہ والنہایہ/ ج۴،ص۱۴۶

۵۴۔ ایضاً/ ج۴،ص۹۵

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ المحبر/ص۱۱۳

۵۷۔ المغازی للواقدی/ ج۱،ص۴۴۰،طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۶۷

۵۸۔ البدایہ والنہایہ/ ج۴،ص۱۱۶، ۱۱۷،جمع الفوائد/ ج۲،ص۸۸،رقم ۶۵۸۴

۵۹۔ المحبر/ص۱۱۳

۶۰۔ ایضاً

۶۱۔ سیرۃ المصطفیٰ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ/ ج۲، ص۳۲۳

۶۲۔ البدایہ والنہایہ/ ج۴، ص ۹۵، ۹۶، جمع الفوائد/ ج۲،ص۸۷،رقم۶۵۷۸

۶۳۔ البدایہ والنہایہ/۴،ص۹۶

۶۴۔ طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۷۵،المحبر /ص۱۱۳

۱/۶۵۔ سیرت ابن ہشام/ ج۲، ص ۶۱۹۔۶۲، طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۵۰

۲/۶۵۔ المغازی للواقدی/ ج۲،ص۵۳۱

۶۶۔ البدایہ والنہایہ/ ج۴،ص۱۴۲

۶۷۔ ایضاً/۴،ص۱۴۱

۶۸۔ ایضاً

۶۹۔ المغازی للواقدی/ ج۱، ص ۵۳۴، طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۷۸

۷۰۔ المغازی للواقدی/ ج۱، ص ۵۳۵، طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۷۸

۷۱۔ سیرۃ ابن ہشام/ ج۳،ص۲۹۰،المحبر /ص۱۱۴

۷۲۔ سیرۃ ابن ہشام/ ج۳،ص۲۹۰

۷۳۔ المغازی للواقدی/ ج۱،ص۵۳۵

۱/۷۴۔ المغازی للواقدی/ ج۱،ص۵

۲/۷۴۔ ایضاً/ ج۱،ص۵۵۰

۷۵۔ ایضاً،طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۸۴

۱/۷۶۔ المغازی للواقدی/ ج۱،ص۵۵۲،۵۵۵، طبقات ابن سعد/ ج۲،ص۸۶

۲/۷۶۔ الفصول فی سیرۃ الرسول/ ابن کثیرؒ/ص۱۸۳

۷۷۔ ایضاً

۷۸۔ ایضاً

امتیازی خصوصیات کے ساتھ معیاری پیشکش

قصص القرآن ۳ جلد	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ	قیمت ۵۲۵
سیرت النبی ۳ جلد (رنگین صفحات کے ساتھ)	مولانا شبلی نعمانیؒ	قیمت ۱۰۰۰
خطبات مدراس	علامہ سید سلیمان ندویؒ	قیمت ۷۰
النبی الخاتم ﷺ	مولانا مناظر احسن گیلانیؒ	قیمت ۶۰

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور پاکستان، فون: ۷۱۲۲۹۸۱